مُطالعۂ پاکستان

10

2021-22

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

مُطالعۂ پاکستان

10

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

جملہ حقوق بحق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں۔

اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے ٹیسٹ پیپرز، گائیڈ بکس، خلاصہ جات، نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

حُسنِ ترتیب

نمبر شمار	باب نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
-1	5	تاریخِ پاکستان-II (1971ء تا حال)	1-23
-2	6	پاکستان اور عالمی اُمور	24-49
-3	7	پاکستان کی معاشی ترقّی	50-82
-4	8	آبادی، معاشرہ اور پاکستان کی ثقافت	83-107
-5		فرہنگ اور کتابیات	108-110

مُصنّفین : • محمد حسین چودھری • الحاج پروفیسر محمد رشید • پروفیسر انجم جیمز پال

نگرانِ طباعت : • ڈاکٹر جمیل الرحمان • ڈاکٹر فخر الزماں • مہر صفدر ولید • شمس الرحمان

ڈائریکٹر مسوّدات : ڈاکٹر عبداللہ فیصل

ریویو کمیٹی :
1- نعیم احمد، ڈائریکٹر ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز، نظریۂ پاکستان ٹرسٹ، لاہور۔
2- نادیہ خوشی، اسسٹنٹ پروفیسر، ایف سی کالج یونیورسٹی، لاہور۔
3- قمر عباس، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج آف سائنس، وحدت روڈ، لاہور۔
4- منیر احمد بھٹی، لیکچرر، گورنمنٹ کالج آف سائنس، وحدت روڈ، لاہور۔
5- پرشانت سنگھ، اسسٹنٹ کنٹرولر، یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور۔

ڈپٹی ڈائریکٹر گرافکس : غلام محی الدین　　السٹریٹر: آیت اللہ　　کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ : محمد اعظم

ناشر :
مطبع :

	تاریخ اشاعت	ایڈیشن	طباعت	تعداد	قیمت
ناشر: الجھوری کارپوریشن، لاہور					
مطبع: قدرت اللہ پرنٹرز، لاہور	نومبر 2021	اول	اول	2,500	82.00

باب 5

تاریخِ پاکستان-II (1971ء تا حال)

HISTORY OF PAKISTAN-II (1971 TILL Todate)

تدریسی مقاصد

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- مختلف اَدوار میں پاکستان کی صنعتی، زرعی، تعلیمی، طبّی، معاشی، معاشرتی، آئینی اور انتظامی اِصلاحات اور ترقّی کے اہم پہلوؤں کی وضاحت کر سکیں:-

(i) ذوالفقار علی بھٹو کا دورِ حکومت

(ii) جنرل محمد ضیاء الحق کا دورِ حکومت

(iii) بے نظیر بھٹو کا دورِ حکومت (اوّل، دوم)

(iv) محمد نواز شریف کا دورِ حکومت (اوّل، دوم اور سوم)

(v) جنرل پرویز مشرف کا دورِ حکومت

(vi) سیّد یوسف رضا گیلانی کا دورِ حکومت

2- انتخابات 2018ء اور نئی حکومت کی تشکیل پر بحث کر سکیں۔

3- 1973ء کے دستور کے اہم پہلوؤں کی نشان دہی کر سکیں۔

4- پاکستان بحیثیت ایٹمی قوت پر بحث کر سکیں۔

(i) ذوالفقار علی بھٹو کا دورِ حکومت 1971-77ء

(Zulfiqar Ali Bhutto's Era 1971-1977)

ذوالفقار علی بھٹو

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد جنرل یحییٰ خان نے 20 دسمبر 1971ء کو پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کو اقتدار منتقل کر دیا، اس طرح ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت کا آغاز ہوا۔ انھوں نے اقتدار سنبھالتے ہی پاکستان کی تعمیرِ نو کا آغاز کیا۔ پاکستانی قوم میں نا اُمیدی اور مایوسی پھیلی ہوئی تھی، ذوالفقار علی بھٹو نے عوام کو حوصلہ دیا اور ملک کی بہتری کے لیے فوری طور پر انقلابی اقدامات اٹھائے۔

21 اپریل 1972ء کو ملک سے مارشل لا کا خاتمہ کر دیا گیا۔ عبوری آئین (1972ء) کے تحت ذوالفقار علی بھٹو نے حکومت سنبھال لی اور ملکی مسائل کی طرف توجہ دی۔ آئین کی ضرورت اور اہمیت محسوس کرتے ہوئے تمام سیاسی جماعتوں کو نمائندگی دیتے ہوئے پچیس (25) اراکین پر مشتمل دستور ساز کمیٹی بنا دی گئی۔

2

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

صنعتی اِصلاحات کا مقصد مزدوروں کے حالاتِ کار کو بہتر بنانا اور بہتر صنعتی ماحول پیدا کرنا تھا۔ ملکی معیشت کی تعمیرِنو کی خاطر صنعت کی بحالی اور ترقّی کے لیے مزدوروں کو صنعتوں کی انتظامیہ میں مناسب اور موثر نمائندگی دی گئی۔ صنعتوں کے منافع میں مزدوروں کا حصّہ بڑھایا گیا۔ ملازمین کے لیے بونس (Bonus) کی ادائیگی لازم قرار پائی۔ مزدوروں کے لیے صحّت کی سہولتوں میں اضافہ کیا گیا۔ مزدوروں کے زخمی ہونے، وفات پانے یا کسی حادثے کی صورت میں اُن کو ملنے والے معاوضے میں اضافہ کیا گیا۔ گروپ انشورنس اور سوشل سکیورٹی کا نظام نافذ کیا گیا۔

ذوالفقار علی بھٹو نے مختلف اداروں کو قومی تحویل (Nationalisation) میں لینے کی حکمتِ عملی اپنائی۔ اہم صنعتی اداروں، بینکوں، بیمہ کمپنیوں اور تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لے لیا گیا۔ ملک کی تمام اہم صنعتوں، بینکوں اور انشورنس کمپنیوں کو بھی قومی تحویل میں لے لیا گیا۔ اس حکمتِ عملی کا مقصد ملک کے مالیاتی معاملات پر کنٹرول حاصل کر کے اس کے فوائد عام آدمی تک پہنچانا تھا۔ سٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن آف پاکستان (State Life Insurance Corporation of Pakistan) کا ادارہ قائم کیا گیا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

دولتِ مشترکہ (Commonwealth) ان ممالک کی تنظیم ہے جن پر تاجِ برطانیہ (United Kingdom) کی حکومت رہی۔ یہ تنظیم 1926ء میں قائم ہوئی۔ پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش سمیت کئی ممالک اس کے رکن ہیں۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

ذوالفقار علی بھٹو نے یکم مارچ 1972ء کو زرعی اِصلاحات کا اعلان کیا۔ ان اِصلاحات کا مقصد زرعی نظام کو بہتر بنا کر زراعت سے وابستہ افراد کے معاشی حالات کو بہتر بنانا، زرعی پیداوار میں اضافہ کرنا اور ملکی معیشت کی تعمیرِنو تھا۔ زرعی اراضی کی ملکیتی حد کم کر کے 150 ایکڑ نہری، جب کہ 300 ایکڑ بارانی مقرر کر دی گئی۔ زرعی اِصلاحات سے زمین کی ملکیت کی حد درست کی گئی۔ اس مقررہ حد سے زیادہ اراضی ریاست کی ملکیت قرار پائی۔ زمین سے مزارعین کی بے دخلی کا سلسلہ بند کر دیا گیا۔ جاگیرداروں اور زمین داروں سے حاصل کردہ زمین بے زمین کاشت کاروں میں بلا معاوضہ تقسیم کر دی گئی۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

ذوالفقار علی بھٹو نے 1972ء میں تعلیمی اِصلاحات کا اعلان کیا۔ نجی تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لے لیا گیا، جس سے ان اداروں میں کام کرنے والے اساتذہ اور دیگر ملازمین کی تنخواہیں، سرکاری تعلیمی اداروں کے ملازمین کے برابر ہو گئیں۔ طلبہ کو سستی ٹرانسپورٹ فراہم کرنے کے لیے اُن کو بسوں اور ریل گاڑیوں کے کرایوں میں خصوصی رعایت دی گئی۔ اس سے تعلیمی اداروں میں طلبہ کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ طلبہ کے وظائف میں اضافہ کیا گیا۔ کئی یونیورسٹیاں قائم ہوئیں۔ 1974ء میں اسلام آباد میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی (پرانا نام پیپلز اوپن یونیورسٹی) قائم کی گئی، جس سے طلبہ کو بذریعہ خط کتابت تعلیم کے حصول کے مواقع ملے۔ تعلیمِ بالغاں کے مراکز بھی قائم کیے گئے۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے اقدامات کیے گئے۔ سکولوں اور کالجوں کو اپ گریڈ کیا گیا۔ اساتذہ کی تربیت کے لیے تربیتی ادارے کھولے گئے۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

بنیادی مراکزِ صحّت کا قیام اور غریبوں کے لیے علاج کی مفت سہولت، تعلیم اور علاج کے لیے بجٹ میں اضافہ کیا گیا۔ ملک میں نئے میڈیکل کالجز قائم کیے گئے۔

معاشی اصلاحات (Economic Reforms)

ذوالفقار علی بھٹو نے ملک کی معاشی تعمیرِ نو کے لیے متعدد اقدامات اُٹھائے، جن میں صنعتوں اور بینکوں کو قومی تحویل میں لینا اور مزدوروں کے لیے اِصلاحات شامل تھیں۔ ان تمام اِصلاحات کا مرکز پاکستان پیپلز پارٹی کا منشور تھا، جس میں مقبولِ عام نعرہ ''روٹی، کپڑا اور مکان'' کو نمایاں مقام حاصل تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو کی معاشی حکمتِ عملی کی سمت سوشلزم (Socialism) تھی۔ اُن کے واضح الفاظ تھے کہ ''اسلام ہمارا دین ہے۔ سوشلزم ہماری معیشت ہے''۔ ملک بھر میں سڑکوں کا جال بچھایا گیا۔ نجی ٹرانسپورٹ کے مقابلے میں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کو فروغ دیا گیا۔ ریل کے سفر کو آرام دہ بنایا گیا۔

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

معاشرے میں امیر اور غریب کا فرق کم کرنے اور عوام کا معیارِ زندگی بہتر بنانے کے لیے پُرخلوص اور نتیجہ خیز اقدامات اٹھائے۔ ملک میں بے چینی کی کیفیت کو ختم کرنے کے لیے اپنی تقریروں کے ذریعے سے عوام کو ہمت اور حوصلہ دیا۔ بے گھر افراد کو گھر فراہم کرنے کے لیے پانچ (5) مرلہ سکیم کا آغاز کیا۔ حکومت نے لاکھوں بے روزگار نوجوانوں کو مشرقِ وسطیٰ کے ممالک میں بھیجا۔ معاشرتی لحاظ سے پاکستان میں خواتین کے تحفظ کے لیے اقدامات اُٹھائے گئے۔ عوامی تعمیراتی پروگرام کے تحت دیہاتی علاقوں کی ترقّی کے لیے کئی عملی اقدام اٹھائے گئے۔ سیکڑوں دیہات کو بجلی فراہم کی گئی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کے پہلے اور واحد سویلین چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر (Civilian Chief Martial-law Administrator) تھے۔

آئینی اِصلاحات (Constitutional Reforms)

ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں پاکستان کا متفقہ آئین 1973ء نافذ کیا گیا۔ اس دور کی آئینی ترامیم درج ذیل ہیں:۔

پہلی ترمیم 1974ء

پہلی ترمیم میں چاروں صوبوں کی حدود کے تعیّن کے علاوہ فاٹا (FATA) کو پاکستان کا حصّہ قرار دیا گیا۔

دوسری ترمیم 1974ء

دوسری آئینی ترمیم میں کہا گیا کہ نبوت کا جھوٹا دعوے دار یا حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو آخری نبی نہ ماننے والا ہرگز مسلمان نہیں۔

تیسری ترمیم 1975ء

تیسری آئینی ترمیم میں ہر وہ شخص جو پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچائے، ملک دشمن قرار دیا گیا۔

چوتھی ترمیم 1975ء
چوتھی آئینی ترمیم کے ذریعے سے اقلیتوں کے لیے قومی اسمبلی میں چھے نشستوں کا اضافہ کیا گیا۔

پانچویں ترمیم 1976ء
پانچویں آئینی ترمیم میں کہا گیا ہے کہ رکن قومی اسمبلی یا عام انتخابات میں حصّہ لینے والا بہ یک وقت صوبے کا گورنر نہیں ہو سکتا۔

چھٹی ترمیم 1976ء
چھٹی آئینی ترمیم میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور ہائی کورٹس کے چیف جسٹس کی مدتِ ملازمت اور ریٹائرمنٹ کی عمر کا تعین کیا گیا۔

ساتویں ترمیم 1977ء
ساتویں آئینی ترمیم کے ذریعے سے وزیرِ اعظم کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ مُلکی حالات کے پیشِ نظر کسی معاملے میں ریفرنڈم کے لیے صدر کو مشورہ دے سکتا ہے۔

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)
ذوالفقار علی بھٹو نے دوسرے ممالک کے سربراہوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے اور پاکستان کو عظیم اقوام کی صَف میں جائز مقام دلانے کے لیے 1972ء میں افغانستان، چین اور روس وغیرہ کے دورے کیے۔ بھارت کے ساتھ شملہ معاہدہ کیا، جس کے نتیجے میں 1971ء کی جنگ کے قیدیوں کی وطن واپسی ممکن ہوئی۔ بھٹو حکومت نے سول سروس آف پاکستان کے ڈھانچے اور پولیس کے نظام میں اِصلاحات کیں۔ 1974ء میں لاہور میں اسلامی سربراہی کانفرنس کا نہ صرف انعقاد کیا بلکہ مسلم اُمّہ کے اتحاد کے لیے گراں قدر خدمات بھی سرانجام دیں۔ مسئلہ کشمیر کو دنیا بھر میں اجاگر کرنے میں ذوالفقار علی بھٹو نے اہم کردار ادا کیا۔ پاکستانی عوام کو شناخت دینے کے لیے قومی شناختی کارڈ بنانے کا آغاز کیا گیا۔

(ii) جنرل محمد ضیاء الحق کا دورِ حکومت۔ 88-1977ء
(General Muhammad Zia-ul-Haq Era 1977-88)

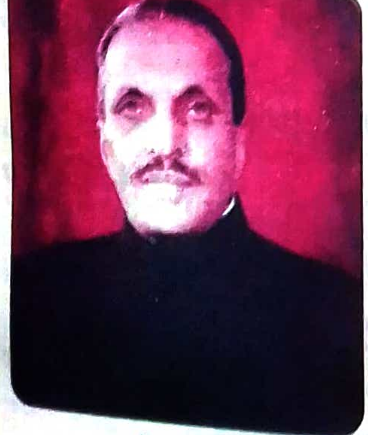
جنرل محمد ضیاء الحق

ذوالفقار علی بھٹو نے قبل از وقت انتخابات کرانے کا اعلان کیا اور مارچ 1977ء میں انتخابات منعقد کرائے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا مقابلہ کرنے کے لیے حزبِ اختلاف کی نو جماعتوں نے متحد ہو کر ''پاکستان قومی اتحاد (PNA)'' تشکیل دیا۔ ان انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی کو کامیابی حاصل ہوئی، مگر پاکستان قومی اتحاد نے پاکستان پیپلز پارٹی پر دھاندلی کا الزام لگا کر احتجاجی تحریک شروع کر دی۔

ذوالفقار علی بھٹو اور پاکستان قومی اتحاد کے درمیان مسئلے کے حل کے لیے مذاکرات شروع ہوئے، ابھی یہ مذاکرات جاری ہی تھے کہ جنرل محمد ضیاء الحق نے مارشل لا

نافذ کر دیا۔تمام سیاسی جماعتوں پر پابندی عائد کر دی گئی۔ذوالفقار علی بھٹو کو گرفتار کر لیا گیا۔اس طرح سیاسی منظر نامہ یکسر تبدیل ہو گیا۔
ذوالفقار علی بھٹو کو نواب محمد احمد خاں قتل کیس میں سزائے موت دے دی گئی۔

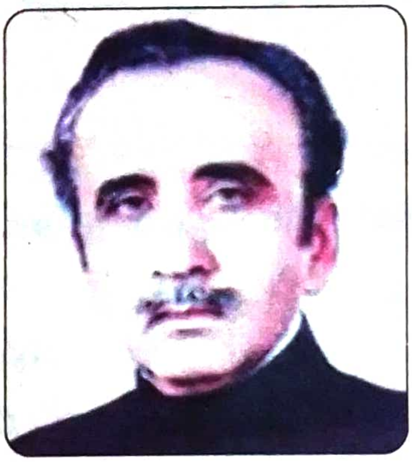
محمد خاں جونیجو

جنرل ضیاء الحق نے مارشل لا کے ذریعے سے اقتدار حاصل کر کے قوم سے اپنے خطاب میں ملک میں 90 روز کے اندر انتخابات کرانے کا وعدہ کیا، مگر مختلف وجوہات کی بنا پر انتخابات ملتوی کیے جاتے رہے۔آخرِ کار 1985ء میں غیر جماعتی بنیادوں (Non Party Basis) پر انتخابات کرائے گئے اور صوبہ سندھ سے تعلق رکھنے والے محمد خاں جونیجو (Muhammad Khan Junejo) کو وزیرِ اعظم نامزد کیا گیا۔محمد خاں جونیجو اگرچہ غیر جماعتی اسمبلی کے رکن تھے مگر قریباً دو ماہ کے اندر اندر انھوں نے اپنے حامیوں کی مدد سے مسلم لیگ کے نام سے سیاسی جماعت قائم کر کے ملک میں جماعتی سیاسی نظام بحال کر دیا۔

1985ء میں آئینِ پاکستان 1973ء میں آٹھویں ترمیم کی گئی۔اس ترمیم کی رُو سے صدرِ پاکستان کو کئی اضافی اختیارات اور آئینی طاقت حاصل ہو گئی۔یہ اختیارات آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 58 میں شامل ہوئے جس کے تحت صدرِ پاکستان کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ پاکستان کی قومی اسمبلی کو تحلیل کر سکتا تھا، جب کہ سینٹ کو تحلیل کرنے کا کوئی اختیار نہ تھا۔آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 58-2B کی رو سے صدرِ پاکستان، وزیرِ اعظم اور اس کی کابینہ کو بھی فارغ کر سکتا تھا۔

محمد خاں جونیجو، چوں کہ جمہوری مزاج کے آدمی تھے، اس لیے جنرل ضیاء الحق کے ساتھ اُن کی بہت زیادہ ہم آہنگی نہ ہو سکی۔دونوں کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے، جس کی بنا پر جنرل محمد ضیاء الحق نے 29 مئی 1988ء کو آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 58-2B کے تحت اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے محمد خاں جونیجو کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور قومی و صوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دیں۔

جنرل محمد ضیاء الحق کے دورِ حکومت کی اِصلاحات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:۔

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

جنرل محمد ضیاء الحق نے ذوالفقار علی بھٹو کی پالیسیاں ترک کر دیں اور بہت سی صنعتیں اُن کے مالکان کو واپس کر دیں۔ان میں کاٹن فیکٹریاں، چاول اور آٹے کی مِلیں وغیرہ نمایاں تھیں۔سرمایہ کاروں کو تحفظ فراہم کیا گیا۔بڑی صنعتیں زیادہ تر پرائیویٹ شعبے میں لگائی گئیں۔ملکی برآمدات میں اضافہ ہوا۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

زراعت کے شعبے کو ترقّی دی گئی۔زرعی پیداوار پر عُشر نافذ کر دیا گیا، جس کی شرح بارانی علاقوں میں 10 فی صد، جب کہ نہری علاقوں میں 5 فی صد تھی۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

اسلامیات اور مطالعۂ پاکستان کے مضامین کو گریجوایشن تک لازمی قرار دیا گیا۔خواتین کے لیے الگ یونیورسٹی کے قیام کے لیے اقدامات کیے گئے۔اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیلِ نو کی گئی۔اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی وژن پر اسلامی شعائر کی ترویج کا کام کیا گیا۔غلطیوں سے پاک قرآنِ مجید کی طباعت کا بندوبست کیا گیا۔ملک میں خواندگی کی شرح میں اضافے کے لیے تعلیمی ترقّی

اور تعلیمِ بالغاں کے پروگرام شروع کیے گئے۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

ملک میں صحت کی سہولیات کی فراہمی کے لیے پروگرام شروع کیا گیا، جس میں دیہی علاقوں میں بنیادی صحت کے مراکز کے علاوہ لیڈی ہیلتھ ورکرز کے ذریعے سے طبّی سہولیات کی فراہمی کا آغاز کیا گیا۔

معاشی اصلاحات (Economic Reforms)

1980ء سے زکوٰۃ کا نظام سرکاری سطح پر نافذ کر دیا گیا۔ یکم رمضان المبارک کو بینک کے مسلمان کھاتے داروں کے اکاؤنٹ سے اڑھائی (2.5) فی صد سالانہ کے حساب سے زکوٰۃ کاٹی جانے لگی۔ سود سے پاک بینکاری کا نظام قائم کیا گیا۔ تمام بینکوں میں نفع ونقصان میں شراکت کی بنیاد پر اکاؤنٹ کھولے گئے۔

معاشرتی اصلاحات (Social Reforms)

1977ء سے 1988ء کے دوران میں جنرل ضیاء الحق نے پاکستان میں اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے متعدد اقدامات کیے۔ قراردادِ مقاصد جو کہ قبل ازیں 1956ء اور 1962ء کے دساتیر کے دیباچوں کا حصہ تھی، اُسے باقاعدہ طور پر دستور کا حصہ بنادیا گیا۔ ملک میں شرعی عدالتیں قائم کی گئیں۔ غیر اسلامی قوانین کو تیزی سے اسلامی قوانین سے بدلنے کا عمل شروع کیا گیا۔ شراب نوشی، چوری اور دیگر جرائم کے خاتمے کے لیے اسلامی سزائیں نافذ کی گئیں۔ منشیات کے خاتمہ کے لیے صدارتی احکامات جاری کیے گئے۔ ملک میں نماز کے نظام کو باقاعدہ بنانے کے لیے متعدد اقدامات کیے گئے۔ الغرض ملک میں اسلامی ماحول کے قیام کے لیے ہر ممکن کوشش کی گئی۔

آئینی اصلاحات (Constitutional Reforms)

جنرل ضیاء الحق کے دور میں پاکستان کے آئین میں درج ذیل ترامیم ہوئیں:۔

آٹھویں ترمیم 1985ء

آٹھویں آئینی ترمیم کے تحت آئندہ سے صدرِ مملکت کا انتخاب پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں اور چاروں صوبائی اسمبلیوں پر مشتمل انتخابی ادارہ (Electoral College) کرے گا۔ ترمیم کے بعد صدرِ مملکت کو غیر معمولی اختیارات حاصل ہو گئے اور وزیر اعظم کی حیثیت ثانوی ہوگئی۔ سینٹ (Senate) کے اراکین کی مدت چھے سال مقرر کی گئی۔

نویں ترمیم 1985ء

آئین کے آرٹیکل 2 میں ان الفاظ کا اضافہ کیا گیا ہے کہ اسلامی احکامات، جو قرآن وسنت سے ماخوذ ہوں، اعلیٰ ترین قانون اور راہنمائی کا منبع ہوں گے۔

دسویں ترمیم 1987ء

دسویں آئینی ترمیم کی رُو سے قومی اسمبلی اور سینٹ کے لیے ورکنگ کے کم از کم 130 دن مقرر کیے گئے۔

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)

1979ء میں روسی افواج افغانستان میں داخل ہوگئیں۔ جنرل محمد ضیاء الحق نے بڑے اعتماد اور حوصلے کے ساتھ دوٹوک پالیسی اپنائی اور روسی افواج کی مداخلت کے خلاف ڈٹ گئے۔ افغانستان کے عوام روس کے حملے کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور مزاحمت شروع کردی۔ حکومتِ پاکستان کی اخلاقی مدد کے سبب افغان مجاہدین کے حوصلے بلند ہوگئے۔ مجاہدین نے ہر محاذ پر روسی افواج کو عبرت ناک شکست دی۔ 1986ء تک روس بالکل مایوس ہوگیا۔ جب اُسے اپنی شکست صاف نظر آنے لگی تو وہ مذاکرات کی میز پر آگیا۔ چُناں چہ جنگ بندی کے لیے اپریل 1988ء میں امریکا اور روس کے درمیان جنیوا (سوئٹزرلینڈ کے شہر) میں ایک معاہدہ طے پایا، پاکستان بھی اس معاہدے کا حصّہ تھا۔ روس نے اپنی شکست تسلیم کرلی اور اُس نے وعدے کے مطابق 15 فروری 1989ء کو اپنی فوجیں افغانستان سے واپس بلالیں۔

افغانستان کے خراب حالات کی وجہ سے لاکھوں افغان مہاجرین ہجرت کرکے پاکستان چلے آئے۔ پاکستان میں افغان مہاجرین کے سیکڑوں کیمپ قائم کیے گئے۔ دونوں ممالک کے عوام کے درمیان تعلقات مضبوط ہوئے۔ کامیاب افغان پالیسی کی وجہ سے پاکستان کو عالمی سطح پر بہت پذیرائی ملی۔ جمہوری ریاستوں کے ساتھ پاکستان کے تعلقات مزید مستحکم ہوئے۔ پاک افغان سفارتی تعلقات میں بھی نمایاں بہتری آئی۔ افغانستان پر روسی تسلط اور مظالم کی مذمت کرنے پر پاکستان کو دنیا بھر میں خصوصی مقام حاصل ہوا۔ افغان مسئلے پر جنرل محمد ضیاء الحق کی خدمات کو عالمی سطح پر سراہا گیا۔ انھوں نے اسلامی سربراہی کانفرنس اور مسلم اُمّہ کے اتحاد سے متعلق سرگرمیوں میں بھرپور شرکت کی۔ اسلامی کانفرنس کے نمائندے کی حیثیت سے اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب بھی کیا۔

(iii) بے نظیر بھٹو کا پہلا دورِ حکومت 90-1988ء
(Benazir Bhutto's First Term 1988-90)

محترمہ بے نظیر بھٹو

جنرل ضیاء الحق اپنے ساتھیوں کے ہم راہ بہاول پور سے واپسی پر فضائی حادثے میں 17-اگست 1988ء کو جاں بحق ہوگئے۔ اس طرح جنرل ضیاء الحق کے 11 سالہ دورِ اقتدار کا خاتمہ ہوا۔ سینٹ کے چیئرمین غلام اسحاق خان نے فوری طور پر صدرِ مملکت کا عہدہ سنبھالا اور ملک میں قیادت کے بحران کو حل کیا۔ صدرِ مملکت غلام اسحاق خان نے 1988ء میں جماعتی بنیادوں پر انتخابات منعقد کرائے۔ پاکستان پیپلز پارٹی سمیت کثیر تعداد میں سیاسی جماعتوں نے انتخابات میں حصّہ لیا۔ انتخابات میں محترمہ بے نظیر بھٹو کی قیادت میں پاکستان پیپلز پارٹی کو مرکز، صوبہ سندھ اور صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اس طرح مرکز اور دو صوبوں میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہوئی۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے اسلامی دنیا کی پہلی خاتون وزیرِ اعظم کی حیثیت سے 2 دسمبر 1988ء کو حلف اٹھایا۔ پنجاب میں اسلامی جمہوری اتحاد نے حکومت بنائی۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت کے قیام کو حقیقی معنوں میں عوامی حکومت کی بحالی قرار دیا گیا۔ اس دور کی اہم اِصلاحات کی تفصیل کچھ یوں ہے:-

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

محترمہ بے نظیر بھٹو کے دور میں ملک میں بہت سی نئی صنعتیں لگائی گئیں۔ آٹو موبائل اور ٹیکسٹائل کی صنعت نے ترقّی کی۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

زراعت کے شعبے کو ترقّی دی گئی۔ زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے بیج، کھاد اور زرعی ادویات خریدنے کے لیے کسانوں کو آسان شرائط پر قرضے دیے گئے۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

تعلیمی اداروں میں مختلف سہولیات فراہم کی گئیں اور خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی گئی۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

شہروں اور دیہی علاقوں میں صحّت کی سہولیات کی فراہمی کے لیے بہت سے پروگرام شروع کیے گئے۔

معاشی اِصلاحات (Economic Reforms)

بے نظیر بھٹو کی حکومت نے پلیسمنٹ بیورو (Placement Bureau) کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا، جس سے ہزاروں لوگوں کو ملازمتیں ملیں۔

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر بنانے، ملک کی ترقّی اور سماجی بہبود کے لیے بے نظیر بھٹو کی حکومت نے ''پیپلز ورکس پروگرام'' شروع کیا۔

آئینی اِصلاحات (Constitutional Reforms)

محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت کے پہلے دور میں گیارھویں ترمیم 1989ء میں پیش ہوئی۔ یہ قومی اور صوبائی سمبلیوں میں خواتین کی نشستوں کے حوالے سے تھی۔

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)

ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں 1972ء میں پاکستان نے دولتِ مشترکہ سے علیحدگی اختیار کرلی تھی۔ 1989ء میں بے نظیر بھٹو کے دورِ حکومت میں پاکستان دوبارہ دولتِ مشترکہ کا رکن بنا۔ بے نظیر بھٹو کی حکومت نے پڑوسی ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے کی پالیسی پر عمل کیا۔ بھارتی وزیرِ اعظم راجیو گاندھی نے پاکستان میں منعقد ہونے والی چوتھی سارک سربراہی کانفرنس میں شرکت کی۔ اس موقع پر حکومتِ وقت نے بھارت سمیت تمام پڑوسی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ بے نظیر بھٹو کے دورِ حکومت میں دسمبر 1988ء میں صدارتی انتخاب کا انعقاد ہوا، جس میں غلام اسحاق خان صدرِ پاکستان منتخب ہوئے۔

حکومت کا خاتمہ

یہ حکومت 20 ماہ سے زیادہ نہ چل سکی۔ صدرِ مملکت غلام اسحاق خان نے محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت پر بہت سے الزامات عائد کرتے ہوئے آئین کی دفعہ 58-2B کو استعمال کرتے ہوئے ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ مرکزی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کردی گئیں۔

بے نظیر بھٹو کا دوسرا دورِ حکومت 1993-96ء

(Benazir Bhutto's Second Term 1993-96)

کے عام انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی نے اکثریت حاصل کی۔ پیپلز پارٹی نے دیگر اتحادیوں کے ساتھ مل کر مرکز، سندھ، پنجاب اور سرحد (خیبر پختونخوا) میں حکومت بنائی۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت اِس مرتبہ زیادہ پُر اعتماد اور مستحکم تھی۔ انھوں

نے متعدد اِصلاحات کے ذریعے سے ملکی ترقّی کے عمل کو آگے بڑھایا۔ان میں سے چند درج ذیل ہیں:۔

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

ملک میں صنعتیں لگانے پر بہت سی رعایتیں دینے کا اعلان کیا گیا،لیکن عوام پر بھاری ٹیکس لگا دیے گئے۔ملک صنعتی اور معاشی بحران کا شکار رہا۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

بے نظیر بھٹو کے دوسرے دورِ حکومت میں کسانوں کو قرضے دینے کے لیے کسان بینک قائم کیا گیا اور عوامی ٹریکٹر سکیم کے ذریعے سے کسانوں کو ٹریکٹر فراہم کیے گئے۔زرعی ترقیاتی بینک اور دیگر کمرشل بینکوں نے بھی زرعی قرضے جات جاری کیے۔ان قرضوں سے کسان بیج،کھاد اور فصلوں پر چھڑکنے والی ادویات وغیرہ خریدنے کے قابل ہوئے۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

پرائمری تعلیم اور خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی گئی۔اساتذہ کے لیے مختلف مراعات کا اعلان کیا گیا۔تعلیمی اداروں میں سہولتوں کی فراہمی کے لیے مختلف اقدامات کیے گئے۔

صحت سے متعلق اِصلاحات (Health Reforms)

عوامی ہیلتھ سکیم کے ذریعے سے صحت کی سہولیات گھر گھر پہنچانے کے لیے اقدامات کیے گئے۔خواتین کے لیے صحت کی پالیسیاں بنائی گئیں۔ہزاروں لیڈی ہیلتھ ورکرز کو بھرتی کیا گیا۔سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت ملک میں بہت سی ڈسپنسریاں قائم کی گئیں۔ انسدادِ پولیو مہم محترمہ بے نظیر بھٹو کے دور میں شروع ہوئی۔

معاشی اِصلاحات (Economic Reforms)

بے نظیر بھٹو کے اس دورِ حکومت میں آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کا آغاز کیا گیا،جس سے ملک میں ترقّی کی رفتار تیز ہوئی۔بے نظیر بھٹو نے 1994ء میں ایک نئی پاور پالیسی کا اعلان کیا۔ملک بھر میں توانائی،بجلی کی کمی اور لوڈ شیڈنگ کا بحران ختم کرنے کے لیے عملی اقدامات کیے گئے۔لاکھوں گیس کنکشنز فراہم کیے گئے۔پاکستان اسٹیل ملز کو منافع بخش ادارہ بنایا گیا۔کراچی میں پورٹ قاسم کو وسعت دی گئی۔

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر بنانے اور ملک کی ترقّی اور سماجی بہبود کے لیے بے نظیر بھٹو کی حکومت نے پیپلز ورکس پروگرام شروع کیا۔خواتین کے لیے سماجی پالیسیاں بنائیں۔خواتین کی سہولت کے لیے وومن پولیس سٹیشن اور فرسٹ وومن بینک قائم کیے گئے۔

آئینی اِصلاحات (Constitutional Reforms)

بے نظیر بھٹو کے دوسرے دورِ حکومت میں کوئی قابلِ ذکر آئینی اِصلاحات نہ ہو سکیں۔

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)

1993ء میں صدارتی انتخابات ہوئے،جس میں پاکستان پیپلز پارٹی کے راہنما سردار فاروق احمد خاں لغاری صدرِ مملکت منتخب ہوئے۔یوں وزیرِ اعظم اور صدرِ مملکت دونوں کا تعلق ایک ہی سیاسی جماعت سے تھا۔دوسرے ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے۔

حکومت کا خاتمہ

محترمہ بے نظیر بھٹو کا دوسرا دورِ حکومت پُراعتماد اور بہتر تھا، مگر اس مرتبہ بھی اُن کی حکومت زیادہ عرصہ نہ چل سکی۔ اگرچہ اس مرتبہ پاکستان پیپلز پارٹی کے اپنے منتخب کردہ صدر سردار فاروق احمد خاں لغاری نے متعدد الزامات لگا کر آئین کے آرٹیکل 58-2B کا استعمال کرتے ہوئے 5 نومبر 1996ء کو محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت برطرف کر دی، قومی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دیں اور نئے انتخابات کرانے کا اعلان کیا۔

(iv) محمد نواز شریف کا پہلا دورِ حکومت 93-1990ء

(Muhammad Nawaz Sharif's First Term 1990-93)

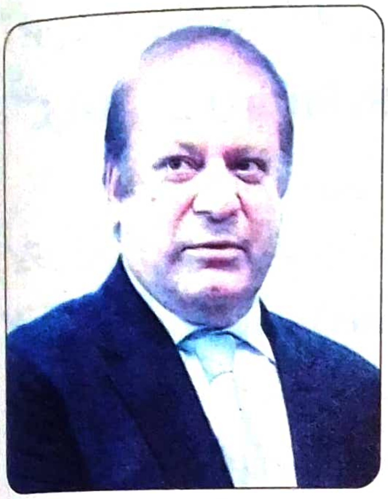

میاں محمد نواز شریف

محترمہ بے نظیر بھٹو کی پہلی حکومت کے خاتمہ کے بعد ملک میں نگران حکومتیں قائم کر کے 1990ء میں انتخابات منعقد کرائے گئے۔ ان انتخابات میں اسلامی جمہوری اتحاد کے میاں محمد نواز شریف وزیرِ اعظم منتخب ہوئے۔ میاں محمد نواز شریف نے وزیرِ اعظم بننے کے بعد اپنی حکومت مستحکم کرنے اور ملک کو سیاسی و معاشی بحران سے نکالنے کے لیے متعدد اِصلاحات کیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:-

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

1990ء میں صنعتی پالیسی کا اعلان کیا گیا، جس کے تحت نجی شعبے کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ 1991ء میں نجکاری کمیشن قائم کیا گیا۔ اس کا مقصد خسارے میں چلنے والے قومی اداروں کی نجکاری کے عمل کو آگے بڑھانا تھا۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

1991ء میں حکومت نے کسانوں کے لیے زرعی پالیسی کا اعلان کیا اور کسانوں کی ترقّی کے لیے 10 کروڑ روپے مختص کیے۔ زرعی مشینری، ادویات اور دوسرے زرعی سامان کی درآمدی ڈیوٹی میں چھوٹ دی گئی۔ لاکھوں ایکڑ زمین مزارعین میں تقسیم کی گئی اور انھیں مالکانہ حقوق دیے گئے۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

نواز شریف حکومت نے 1992ء میں دس سالہ تعلیمی منصوبے کا اعلان کیا۔ ملک میں نئے تعلیمی ادارے کھولنے پر خصوصی توجہ دی گئی۔ تعلیمی اداروں کی عمارات کو بہتر بنایا۔ لاکھوں اساتذہ کو تربیت دی گئی۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

نواز شریف نے شعبۂ صحت پر خصوصی توجہ دی۔ سرکاری ہسپتالوں کا معیار بہتر بنایا اور بہت سا طبّی عملہ بھرتی کیا۔

معاشی اِصلاحات (Economic Reforms)

نواز شریف کے اس دورِ حکومت میں بے روزگاری کے خاتمے کے لیے خود روزگار سکیم شروع کی گئی۔ اس سکیم کے تحت نوجوانوں کو پچاس ہزار روپے سے 3 لاکھ تک قرضہ فراہم کیا گیا، تاکہ وہ خود روزگار کا بندوبست کر سکیں۔ حکومت نے ملک میں تعمیرِ وطن کے نام سے ترقیاتی پروگرام شروع کیا۔ حکومت نے موٹر وے جیسے بڑے منصوبے شروع کیے جو بہت کامیاب ثابت ہوئے۔

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

غریب لوگوں کی مالی اعانت کے لیے میاں نواز شریف حکومت نے 1992ء میں ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے سے بیت المال کا محکمہ قائم کیا۔ سوشل سکیورٹی سکیم (Social Security Scheme) کو زیادہ فائدہ منداور با مقصد بنانے کے لیے اقدامات کیے گئے۔ کسی مزدور کی وفات کی صورت میں تجہیز و تکفین اور بیماری کی صورت میں مالی امداد فراہم کرنے کا اعلان کیا گیا۔

آئینی اِصلاحات (Constitutional Reforms)

1991ء میں پاکستان کے آئین میں بارھویں ترمیم کی گئی۔ اس ترمیم میں عدلیہ سے متعلق خصوصی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ سنگین جرائم کے مقدمات کے لیے خصوصی عدالتیں قائم کی گئیں۔

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت نے صوبوں کے درمیان ایک معاہدہ کرایا، جس سے پانی کی تقسیم کا تنازع ختم ہو گیا۔ قومی مالیاتی ایوارڈ کے ذریعے سے صوبوں کو قابلِ تقسیم محاصل (Divisible Pool) میں سے حصّہ دیا گیا۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی میں کئی مثبت تبدیلیاں لائی گئیں۔ افغانستان میں قیامِ امن کے حوالے سے افغانستان کے مختلف راہنماؤں سے مذاکرات کیے گئے۔ مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے بھارت کو باضابطہ دعوت دی گئی۔ حکومتِ پاکستان نے امریکا اور دنیا کے دوسرے ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے کے لیے بھرپور کوششیں کیں۔

حکومت کا خاتمہ

نواز شریف حکومت کے مختلف اقدامات کے باوجود یہ حکومت زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکی۔ کراچی اور اندرونِ سندھ میں سیاسی حالات خراب ہو گئے۔ وزیرِ اعظم میاں محمد نواز شریف اور صدر غلام اسحاق خان کے درمیان تعلقات بھی خوش گوار نہ رہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صدرِ پاکستان غلام اسحاق خان نے 18-اپریل 1993ء کو آئین کی شق 58-2B کا سہارا لے کر میاں محمد نواز شریف کی حکومت کو برطرف کر دیا۔ قومی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دیں۔ اس طرح میاں محمد نواز شریف کی حکومت اپنے اختتام کو پہنچی۔ ملک میں جاری سیاسی کش مکش کی وجہ سے صدر غلام اسحاق خان کو بھی صدرِ پاکستان کا عہدہ چھوڑنا پڑا۔

محمد نواز شریف کا دوسرا دورِ حکومت 99-1997ء

(Muhammad Nawaz Sharif's Second Term 1997-99)

1997ء میں ملک میں عام انتخابات منعقد ہوئے، جس کے نتیجے میں مرکز میں میاں محمد نواز شریف وزیرِ اعظم اور پنجاب میں میاں شہباز شریف وزیرِ اعلیٰ بنے۔ محمد رفیق تارڑ کو صدرِ پاکستان بنایا گیا۔ اس طرح نواز شریف کو پنجاب اور مرکز میں مضبوط اور پُر اعتماد فضا میسر آئی۔ میاں نواز شریف نے حزبِ اختلاف کو ساتھ ملا کر آئین میں تیرھویں ترمیم کی، جس کے نتیجے میں صدرِ مملکت کے خصوصی اختیارات کو محدود کر کے وزیرِ اعظم کے اختیارات میں اضافہ کیا گیا۔ اس طرح آئین سے 58-2B شق کو نکال دیا گیا، جس کے ذریعے سے کوئی بھی صدر کسی بھی اسمبلی کو کسی بھی وقت برخاست کر سکتا تھا۔ اس دورِ حکومت کی اہم اِصلاحات درج ذیل ہیں:

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

میاں نواز شریف کی حکومت نے کئی صنعتی اشیا پر جنرل سیلز ٹیکس نافذ کر دیا۔ ٹیکس کی وصولی کے لیے کئی افسر بھرتی کیے گئے۔ ہزاروں تاجروں کے اثاثوں کی چھان بین کی گئی۔ اشیا کی قیمتوں میں اضافے کا بوجھ صارفین کو برداشت کرنا پڑا۔

زرعی اصلاحات (Agricultural Reforms)

زراعت کی ترقّی کے لیے خصوصی اقدامات کیے گئے۔ کسانوں کو قرضے فراہم کرنے کے علاوہ انھیں رعایتی قیمت پر کھاد اور بیج وغیرہ مہیا کیے گئے۔

تعلیمی اصلاحات (Educational Reforms)

1998ء میں حکومت نے نئی تعلیمی پالیسی کا اعلان کیا جس کے تحت کئی نئے تعلیمی ادارے کھولنے کا پروگرام بنایا گیا۔ ہزاروں سکولوں میں سیکنڈ شفٹ کی تدریس کا اہتمام کیا گیا۔ تعلیمی اداروں میں ناظرہ قرآنِ مجید اور باترجمہ قرآنِ مجید کی تعلیم کا اعلان کیا گیا۔ بی اے، بی ایس سی تک اسلامیات کی تعلیم لازمی قرار دینے کا بھی اعلان کیا گیا۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

لوگوں کو علاج معالجہ کی سہولتیں دینے کے لیے کئی نئے ہسپتال اور ڈسپنسریاں کھولی گئیں۔ میڈیکل سٹاف کی جدید خطوط پر تربیت کا بندوبست کیا گیا۔

معاشی اصلاحات (Economic Reforms)

حکومت نے لوگوں کو چھوٹے مکانات کی تعمیر کے لیے قرضے فراہم کرنے کا بندوبست کیا۔ لاہور اسلام آباد موٹروے منصوبہ میاں محمد نواز شریف کے پہلے دورِ حکومت میں شروع کیا گیا تھا، جس کی تکمیل دوسرے دور حکومت میں ہوئی۔ 1998ء میں وزیرِ اعظم میاں محمد نواز شریف نے موٹروے کا افتتاح کیا۔ حکومت نے 1998ء میں مردم شماری کرائی، جس کے تحت پاکستان کی آبادی قریباً 13 کروڑ افراد پر مشتمل تھی۔ میاں محمد نواز شریف نے اپنے دوسرے دورِ حکومت میں ''قرض اُتارو ملک سنوارو'' کے نام سے ایک مہم کا آغاز کیا اور غیر ملکی قرض اتارنے کے لیے قوم سے قرضِ حسنہ کی اپیل کی۔ اس سکیم کی مد میں اربوں روپے جمع ہوئے۔

لاہور اسلام آباد موٹروے

معاشرتی اصلاحات (Social Reforms)

ملک بھر میں مقامی سطح پر لوگوں کی بہبود و ترقّی اور مسائل حل کرنے کے لیے 1998ء میں حکومت نے خدمت کمیٹیاں بنائیں۔ ہر خدمت کمیٹی میں خواتین کی نمائندگی کے لیے ایک خاتون رکن کی نشست بھی مختص کی گئی۔

آئینی اصلاحات (Constitutional Reforms)

میاں محمد نواز شریف کے اس دور میں پاکستان کے آئین میں درج ذیل ترامیم کی گئیں:۔

تیرھویں ترمیم 1997ء

تیرھویں آئینی ترمیم کی رو سے صدرِ پاکستان کا قومی اسمبلی تحلیل کرنے کا اختیار ختم ہوگیا۔

چودھویں ترمیم 1997ء

چودھویں ترمیم کی رُو سے اراکینِ اسمبلی کے پارٹی تبدیل کرنے (فلور کراسنگ Floor Crossing) پر پابندی لگادی گئی۔ اس ترمیم میں یہ بھی کہا گیا کہ اگر پارلیمانی پارٹی کا کوئی رکن غیر قانونی سرگرمی میں ملوث پایا جائے تو اس کے خلاف سات دن میں کارروائی کی جاسکتی ہے۔

پندرھویں ترمیم 1998ء

پندرھویں ترمیم کے تحت وزیرِ اعظم کی طرف سے اختیارات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہ ترمیم قومی اسمبلی سے منظور ہوئی، لیکن سینٹ میں پیش نہ ہوسکی۔

سولھویں ترمیم 1999ء

سولھویں آئینی ترمیم میں سرکاری ملازمین کی مدتِ ملازمت کوزیرِ بحث لایا گیا۔کوٹہ سسٹم کی معیاد مزید 20 سال تک بڑھا دی گئی۔

انتظامی اصلاحات (Administrative Reforms)

نواز شریف حکومت نے عوام کے مسائل بنیادی اور مقامی سطح پر حل کرنے کے لیے خدمت کمیٹیاں بنائیں۔ 1997ء میں بیرونِ ملک مقیم پاکستانیوں کو ووٹ ڈالنے کا حق دیا گیا۔نواز شریف حکومت نے 28 اور 30 مئی 1998ء کو بھارت کے ایٹمی دھماکوں کے جواب میں ایٹمی دھماکے کیے، اس طرح پاکستان دنیا کی ساتویں ایٹمی قوت بن گیا۔اس دن کی یاد میں ہر سال یومِ تکبیر 28 مئی کو منایا جاتا ہے۔ 1999ء میں بھارتی وزیرِ اعظم اٹل بہاری واجپائی لاہور آئے۔ دونوں ممالک کے درمیان تعلقات معمول پر لانے کے لیے کئی اقدامات کا اعلان کیا گیا۔ایک مشترکہ اعلامیہ پر بھی دستخط ہوئے، جسے ''اعلانِ لاہور'' کا نام دیا گیا۔حکومت نے 1999ء میں بڑھتی ہوئی لوڈ شیڈنگ کو کم کرنے کے لیے ''واپڈا'' میں فوج کے جوانوں کو تعینات کیا جس سے کافی اچھے نتائج برآمد ہوئے۔

حکومت کا خاتمہ

کارگل کے واقعے سے وزیرِ اعظم میاں محمد نواز شریف اور جنرل پرویز مشرف کے درمیان کچھ اختلاف پیدا ہو گئے تھے۔ جنرل پرویز مشرف سرکاری دورے پر بیرونِ ملک تھے۔اُن کی عدم موجودگی میں وزیرِ اعظم نواز شریف نے جنرل ضیاء الدّین کو چیف آف آرمی سٹاف بنا دیا، لیکن فوج کے اعلیٰ افسران نے اُن کو چیف آف آرمی سٹاف تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ 12- اکتوبر 1999ء کو جنرل پرویز مشرف نے میاں محمد نواز شریف کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا اور قومی وصوبائی اسمبلیاں تحلیل کردی گئیں۔

محمد نواز شریف کا تیسرا دورِ حکومت 2013-17ء
(Muhammad Nawaz Sharif's Third Term 2013-17)

2013ء کے انتخابات میں قومی اسمبلی میں مسلم لیگ ن نے واضح اکثریت حاصل کی۔ میاں محمد نواز شریف نے تیسری مرتبہ وزیرِ اعظم کا قلم دان سنبھالا۔ اس دور کی اہم اصلاحات مندرجہ ذیل ہیں:-

صنعتی اصلاحات (Industrial Reforms)

میاں محمد نواز شریف کی حکومت کا یہ دور پُر اعتماد طریقے سے شروع ہوا۔ ملک میں نئی صنعتیں لگانے اور ان کی ترقّی کے لیے

خاطر خواہ اقدامات کیے گئے۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

کسانوں کو سستی بجلی، رعایتی قیمت پر بیج اور کھاد وغیرہ مہیا کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے۔ زراعت کی ترقّی کے لیے جدید مشینری کے استعمال کو فروغ دینے کے لیے بھی خصوصی اقدامات کیے گئے۔

تعلیمی اِصلاحات (Educational Reforms)

نئے تعلیمی ادارے کھولنے اور پرانے سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کا پروگرام شروع کیا گیا۔ اسلامی تعلیم پر خصوصی توجہ دی گئی۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کو ایمرجنسی میں مفت علاج اور ادویات کی سہولت فراہم کی گئی۔ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں جدید سہولیات فراہم کی گئیں۔

معاشی اِصلاحات (Economic Reforms)

معیشت کو بہتر بنانے اور لوڈ شیڈنگ (بجلی کی کمی) کے خاتمے کے لیے متعدد اقدامات اٹھائے گئے۔

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

لوگوں کی سماجی بہبود و ترقّی اور مقامی سطح پر مسائل حل کرنے کے لیے متعدد اقدامات کیے گئے۔

آئینی اِصلاحات (Constitutional Reforms)

میاں محمد نواز شریف کے تیسرے دور میں پاکستان کے آئین میں درج ذیل ترامیم کی گئیں:۔

اکیسویں ترمیم 2015ء

پشاور میں سانحہ آرمی پبلک سکول (APS) کے بعد ملٹری کورٹس (فوجی عدالتوں) کا قیام عمل میں لایا گیا۔

بائیسویں ترمیم 2016ء

چیف الیکشن کمیشن آف پاکستان کی اہلیت اور دائرہ اختیار میں اس طرح تبدیلی کی گئی کہ بیوروکریٹس (Bureaucrats) اور ٹیکنوکریٹس (Technocrats) بھی الیکشن کمیشن آف پاکستان کے ممبر بن سکیں۔

تیئسویں ترمیم 2017ء

2015ء میں قومی اسمبلی نے اکیسویں ترمیم میں 2 سال کے لیے ملٹری کورٹس قائم کیں۔ یہ دو سال کا دورانیہ 6 جنوری 2017ء کو ختم ہو گیا، اس ترمیم میں ملٹری کورٹس کے دورانیے کو مزید 2 سال کے لیے 6 جنوری 2019ء تک بڑھا دیا گیا۔

چوبیسویں ترمیم 2017ء

مردم شماری کے نتائج کی بنیاد پر حلقہ بندیوں کی دوبارہ تشکیل کی گئی۔

وزیرِاعظم کی تبدیلی

28 جولائی 2017ء کے عدالتِ عظمیٰ کے فیصلے کے نتیجے میں میاں محمد نواز شریف کو وزیرِاعظم کا عہدہ چھوڑنا پڑا اور یکم اگست 2017ء کو شاہد خاقان عباسی وزیرِاعظم بنے۔

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)

امن وامان کی صورتِ حال کو بہتر بنانے کے لیے مختلف اقدامات اٹھائے گئے۔ 2013ء میں میاں نواز شریف امریکا کے دورے پر گئے اور امریکی صدر باراک اوباما سے ملاقات کی۔ دونوں راہنماؤں نے باہمی تعلقات کو زیادہ مضبوط اور دیرپا بنانے کے لیے مزید اقدامات کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ 2014ء میں پشاور میں آرمی پبلک سکول پر دہشت گردوں کے حملے کے بعد دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے "ضربِ عضب" کے نام سے شمالی وزیرستان، باڑہ اور سوات وغیرہ میں کامیاب فوجی کارروائی کا آغاز کیا گیا۔

(v) جنرل پرویز مشرف کا دورِ حکومت 1999ء تا 2008ء
(General Pervez Musharraf's Era 1999-2008)

جنرل پرویز مشرف

12- اکتوبر 1999ء کو جنرل پرویز مشرف مسلم لیگ (ن) کی حکومت ختم کر کے پاکستان کے چیف ایگزیکٹو بن گئے اور 20 جون 2001ء کو صدرِ پاکستان کا عہدہ سنبھال لیا۔ قومی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دی گئیں۔ ملک میں ہنگامی حالت کا اعلان کیا گیا اور نئی انتظامیہ تشکیل پائی۔ جنرل پرویز مشرف نے سپریم کورٹ سے تین برس کے لیے حکومت کرنے کی اجازت حاصل کر لی۔ انھوں نے ملک میں جلد انتخابات کرانے کا وعدہ بھی کیا۔ جنرل پرویز مشرف کی اہم اِصلاحات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:-

صنعتی اصلاحات (Industrial Reforms)

جنرل پرویز مشرف نے ملک کو معاشی ترقّی کی راہ پر گامزن کرنے اور ملک میں صنعتی ترقّی کے عمل کو تیز کرنے کے لیے متعدد اقدامات اُٹھائے جن میں صنعتوں کی بحالی اور سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے علاوہ سرمایہ کاروں کو تحفظ فراہم کرنا بھی شامل ہیں۔ مشرف دورِ حکومت میں ملک میں کئی نئی صنعتیں بھی قائم کی گئیں جن میں موٹر گاڑیوں کی صنعت، موٹر سائیکل کی صنعت، چینی کی صنعت، کیمیکل کی صنعت، بنیادی ضروریات کا سامان بنانے کی صنعتیں، بجلی کا سامان (Electronics) بنانے کی صنعت، سیمنٹ کی صنعت اور فولاد سازی کی صنعت قابلِ ذکر ہیں۔ ان صنعتوں کے قیام سے پاکستانی معیشت میں بہتری آئی۔ بجلی کی مسلسل فراہمی کے لیے تھرمل پلانٹس کو گیس اور کوئلے کے پلانٹس میں تبدیل کرنے کے منصوبے بنائے گئے۔ اس دوران میں جی۔ڈی۔پی (G.D.P) میں صنعتوں کا حصّہ 13 فی صد کے لگ بھگ رہا۔ جنرل پرویز مشرف نے نجکاری کے عمل کو تیز کرنے کے لیے نجکاری کمیشن قائم کیا۔ اس کمیشن نے بڑی صنعتیں نجکاری کے ذریعے سے نجی شعبے کے حوالے کرنے کے عمل کو فعال بنایا۔ اس طرح تعلیمی ادارے، پی ٹی سی ایل اور مالیاتی اداروں کی نجکاری عمل میں لائی گئی۔ ان کوششوں کا مقصد ملکی معاشی ترقّی کے عمل کو آگے بڑھانا تھا۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

زراعت کی ترقّی کے لیے زراعت میں جدّت لائی گئی۔ کسانوں کو خصوصی مراعات دی گئیں۔ کھیتوں کو سیراب کرنے کے لیے کھالوں کو پختہ کیا گیا۔

تعلیمی اصلاحات (Educational Reforms)

روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے تحت تعلیمی نصاب کو تبدیل کر دیا گیا۔ پہلی مرتبہ دینی مدارس کے طلبہ کو کمپیوٹر، سائنس اور دوسرے سائنسی مضامین پڑھانے کا آغاز کیا گیا۔

صحّت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

شعبۂ صحّت کو جدید خطوط پر اُستوار کیا گیا۔ لوگوں کو علاج و معالجے کی بہتر سہولتیں دینے کے لیے کئی اقدامات کیے گئے۔ مریضوں کو ہسپتال پہنچانے کے لیے خصوصی ایمبولینس سروس (ریسکیو 1122) شروع کی گئی۔

معاشی اصلاحات (Economic Reforms)

جنرل پرویز مشرف کے دورِ حکومت میں تمام تر حکمتِ عملی معاشی ترقّی کی سمت رہی۔ جنرل پرویز مشرف نے جب اقتدار سنبھالا، اُس وقت پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے عالمی ردِعمل کی وجہ سے معیشت پر منفی اثرات مرتّب ہو رہے تھے۔ 11 ستمبر 2001ء کو امریکا کے شہر نیو یارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے، بھارت کی طرف سے ملنے والی دھمکیوں اور افغانستان میں خانہ جنگی کے باوجود پاکستان کی اقتصادی صورتِ حال بہتر رہی۔ امریکا میں دہشت گردی کے واقعات کے باعث پاکستان اہمیت اختیار کر گیا۔ مغربی ممالک کی امداد کے باعث پاکستان کی معیشت کو سہارا ملا اور معاشی ترقّی کی رفتار قریباً سات (7) فی صد رہی۔ مجموعی طور پر اس دور کو معاشی لحاظ سے مستحکم دور کہا جا سکتا ہے۔

معاشرتی اصلاحات (Social Reforms)

جنرل پرویز مشرف کے دور میں روشن خیالی اور اعتدال پسندی جیسی اصطلاحات کا بہت چرچا رہا۔ اُس نے پاکستان میں آزادانہ پالیسی اختیار کی۔ یہ وہ دور تھا جب ایک جانب افغانستان میں سوویت یونین کے بعد امریکا کی مداخلت نے حالات خراب کیے تو دوسری طرف ملک میں انتہا پسندی اور شدت پسندی کا زور تھا۔ ملک میں بہت سے نجی ٹیلی وژن چینلز متعارف کرائے گئے، کئی اخبارات اور نئے رسائل کا اجرا کیا گیا۔ ایئر فورس میں پہلی بار فلائنگ فائٹر کی حیثیت سے خواتین کو شامل کیا گیا۔ آرمی میں میڈیکل کور کے علاوہ پہلی بار بحیثیت کیڈٹ اور انجینئر خواتین کی بھرتی کی گئی۔ خواتین کو بطور ''ٹریفک وارڈن'' بھرتی کیا گیا۔ ایک خاتون ڈاکٹر شمشاد اختر کو گورنر سٹیٹ بینک آف پاکستان بنایا گیا۔ مشرف دورِ حکومت میں خواتین کے لیے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی نشستیں مخصوص کی گئیں۔ خود کفالت اور روزگار سکیم کے تحت خواتین کو بینکوں سے آسان شرائط پر قرضے دیے گئے۔

آئینی اصلاحات (Constitutional Reforms)

جنرل پرویز مشرف کے دور میں پاکستان کے آئین میں سترھویں ترمیم 2003ء میں کی گئی، جس کے تحت صدرِ پاکستان کو قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کرنے کا اختیار واپس مل گیا۔

انتظامی اصلاحات (Administrative Reforms)

جنرل پرویز مشرف نے 14-اگست 2001ء سے مقامی حکومتوں کا نظام (Local Government System) نافذ کیا۔ یہ نظام مقامی حکومتوں کے قیام اور اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی کو یقینی بنانے کے لیے نافذ کیا گیا۔ اس نظام کے تین بنیادی

مقاصد تھے:-

1- وسائل کی ضلع کی سطح پر دستیابی 2- مقامی معاملات، مقامی سطح پر حل کرنا 3- اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی

اس نظام کی بنیادی اکائی یونین کونسل (Union Council) کو قرار دیا گیا۔ یونین کونسل کا سربراہ ناظم ہوتا تھا۔ تحصیل یا ٹاؤن کونسل (Tehsil / Town Council) کا رُتبہ یونین کونسل سے بلند تر تھا۔ تحصیل یا ٹاؤن کی یونین کونسلوں کے تمام نائب ناظمین اس کونسل کے اراکین ہوتے تھے۔ ضلع کی سطح پر ضلع کونسل (District Council) کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ ضلع کی تمام یونین کونسلوں کے ناظمین ضلع کونسل کے رکن ہوتے تھے۔ ضلع کونسل کا سربراہ ناظم ہوتا تھا۔

عام انتخابات 2002ء (General Elections 2002)

جنرل پرویز مشرف نے اپنے اقتدار کے تین برس مکمل ہونے پر 2002ء میں ملک میں عام انتخابات منعقد کروائے۔ صدارتی حکم کے تحت منعقد ہونے والے انتخابات میں قومی اسمبلی کے 342- ارکان کا انتخاب عمل میں لایا گیا (272 عام ووٹروں کے ذریعے سے 60 خواتین اور 10 اقلیتی نشستیں بذریعہ کوٹہ مختص کی گئیں) انتخاب میں حصّہ لینے کی بنیادی اہلیت کم از کم بی اے (Graduation) مقرر کی گئی۔ اس کے علاوہ عام نشستوں پر انتخاب میں حصّہ لینے کے لیے مسلمان ہونے کی شرط بھی ختم کر دی گئی۔

ان انتخابات میں مسلم لیگ (قائدِ اعظمؒ) نے اکثریت حاصل کی۔ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے میر ظفر اللہ خاں جمالی کو وزیرِ اعظم منتخب کیا گیا۔ میر ظفر اللہ خاں جمالی کی حکومت بھی محض ڈیڑھ برس چل سکی اور اُنھوں نے اپنی سیاسی پارٹی کے فیصلے کے مطابق استعفیٰ دے دیا۔ اُن کی جگہ عبوری مدت کے لیے چودھری شجاعت حسین وزیرِ اعظم بنے۔ چودھری شجاعت حسین نے وزیرِ اعظم کی حیثیت سے حلف اُٹھاتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ صرف عبوری دور کے لیے وزیرِ اعظم بنے ہیں اور مستقبل کے وزیرِ اعظم ان کے وزیرِ خزانہ شوکت عزیز ہوں گے۔ شوکت عزیز ممبر قومی اسمبلی منتخب ہونے کے بعد وزیرِ اعظم بنے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

میر ظفر اللہ خاں جمالی صوبہ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے پاکستان کے واحد وزیرِ اعظم ہیں جو 2002ء کے عام انتخابات کے بعد وزیرِ اعظم بنے۔

(vi) سیّد یوسف رضا گیلانی کا دورِ حکومت 2008-12ء
(Syed Yousaf Raza Gillani's Era 2008-12)

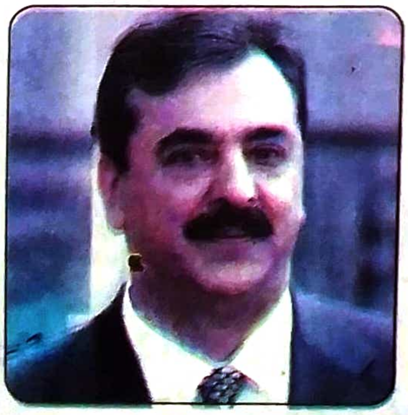

سیّد یوسف رضا گیلانی

2008ء کے انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی نے اکثریت حاصل کی اور سیّد یوسف رضا گیلانی وزیرِ اعظم بنے۔ وہ 2012ء تک وزارتِ عظمیٰ کے عہدے پر فائز رہے۔ اس دور کی اہم اِصلاحات درج ذیل ہیں:-

صنعتی اصلاحات (Industrial Reforms)

صنعتی ترقّی کے لیے متعدد اقدامات کیے گئے، لیکن بجلی اور گیس کا شدید بحران رہا۔ تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔

زرعی اصلاحات (Agricultural Reforms)

کسان دوست اقدامات میں دس ہزار چھوٹے کاشت کاروں کو رعایتی ٹریکٹرز کی فراہمی، اجناس کی امدادی قیمتوں میں اضافہ اور دیگر اقدامات کیے گئے۔

تعلیمی اصلاحات (Educational Reforms)

حکومت نے نیشنل کمیشن فار ہیومن ڈویلپمنٹ (National Commission for Human Development) کے ذریعے سے بالغ افراد کو تعلیم فراہم کرنے کے لیے تعلیمِ بالغاں پروگرام شروع کیا گیا۔ دہشت گردی سے متاثرہ علاقوں میں تباہ شدہ تعلیمی اداروں کی تعمیرِ نو کے لیے اقدامات کیے گئے۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

لوگوں کو صحت کی بہتر سہولیات فراہم کرنے کے لیے ہسپتالوں میں ڈاکٹر، نرسیں اور دیگر میڈیکل سٹاف بھرتی کیا گیا اور ان کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا۔

معاشی اصلاحات (Economic Reforms)

اس دور کے اہم اقدامات میں ساتواں قومی مالیاتی ایوارڈ، بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام، وسیلۂ حق پروگرام، خواتین کی ترقی و تحفظ اور خواتین کے لیے سرکاری ملازمتوں میں دس فی صد کوٹہ مختص کرنا، جیسے اقدامات شامل تھے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

سیّد یوسف رضا گیلانی کو پاکستان کی تاریخ میں اب تک سب سے طویل مدت کے لیے وزیرِ اعظم رہنے کا اعزاز ہے۔

معاشرتی اصلاحات (Social Reforms)

خواتین کی ترقی و تحفظ کے حوالے سے گھریلو تشدد اور دفاتر میں خواتین کو ہراساں کرنے پر سزا کے قوانین کی منظوری اور غربت کو کم کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے۔

آئینی اصلاحات (Constitutional Reforms)

سیّد یوسف رضا گیلانی کے دور میں پاکستان کے آئین میں درج ذیل ترامیم کی گئیں:۔

اٹھارھویں ترمیم 2010ء

اٹھارھویں آئینی ترمیم 2010ء میں منظور ہوئی، جس کے ذریعے سے صوبہ سرحد کا نام بدل کر خیبر پختونخوا رکھ دیا گیا۔ وفاق اور صوبوں کے درمیان کنکرنٹ لسٹ (Concurrent List) کو ختم کر دیا گیا۔ اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کے تقرر کے لیے جوڈیشل کمیشن آف پاکستان (Judicial Commission of Pakistan) اور ایک پارلیمانی کمیٹی (Parliamentary Committee) بنائی گئی۔

اُنیسویں ترمیم 2010ء

اس ترمیم کے منظور ہونے کے بعد جوڈیشل کمیشن کے ارکان کی تعداد سات (7) سے بڑھ کر نو (9) ہو گئی۔

بیسویں ترمیم 2012ء

اس ترمیم کے تحت سینٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے 28 ممبران کے ضمنی انتخابات کو قانونی تحفظ فراہم کرنا تھا۔

انتظامی اصلاحات (Administrative Reforms)

دہشت گردی کے خلاف جنگ کامیابی سے جاری رہی، آغازِ حقوقِ بلوچستان کے تحت صوبہ بلوچستان کو جائز حقوق دیے گئے۔ گلگت بلتستان کی داخلی خودمختاری سمیت متعدد انتظامی اقدامات کیے گئے۔

حکومت کا خاتمہ

19 جون 2012ء کو توہینِ عدالت کے مقدمہ میں سپریم کورٹ کے فیصلے کے تحت سیّد یوسف رضا گیلانی کو اپنا عہدہ چھوڑنا پڑا۔ اس کے بعد راجا پرویز اشرف 2013ء تک وزیرِ اعظم رہے۔

عمران خان

پاکستان کے عام انتخابات، 2018ء

قومی اسمبلی اور چار صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کا انتخاب کرنے کے لیے پاکستان میں عام انتخابات 25 جولائی 2018ء کو منعقد ہوئے۔ ان عام انتخابات میں عمران خان کی جماعت پاکستان تحریکِ انصاف (پی۔ ٹی۔ آئی) نے برتری حاصل کی اور عمران خان پاکستان کے وزیرِ اعظم بنے۔ پاکستان تحریکِ انصاف وفاق کے علاوہ خیبر پختونخوا اور پنجاب میں بھی حکومت بنانے میں کامیاب ہوگئی۔ اس حکومت نے متعدد اصلاحات کا آغاز کیا۔

صنعتی اصلاحات (Industrial Reforms)

توانائی کے مسئلے کی وجہ سے صنعتیں بحران کا شکار تھیں۔ ان کی ترقّی کے لیے بجلی، گیس اور تیل کی قیمتوں کو کنٹرول کیا گیا۔ مستقل بنیادوں پر صارفین کو سستی بجلی کی فراہمی کے لیے حکومت نے بجلی پیدا کرنے والے خودمختار اداروں کے ساتھ بنیادی معاہدے پر نظرِ ثانی کے لیے مذاکرات کا آغاز کیا۔

زرعی اصلاحات (Agricultural Reforms)

کاشت کاروں کو زراعت کی ترقّی کے لیے قرضے دیے گئے۔ کھیتوں سے تجارتی منڈیوں تک پختہ سڑکیں تعمیر کی گئیں۔

تعلیمی اصلاحات (Educational Reforms)

ایک سکول میں تعلیمی سرگرمی کا منظر

تعلیم کی ترقّی کے لیے ایک قوم ایک نصاب کے اصول پر نیا نصاب ترتیب دیا گیا، جس میں پہلے مرحلے میں پہلی جماعت سے پانچویں جماعت تک یکساں نصاب اور کتب مرتب کی گئیں۔ دوسرے مرحلے میں چھٹی سے آٹھویں جماعت تک کا نصاب اور کتب، جب کہ تیسرے مرحلے میں نویں سے بارھویں جماعت تک کا نصاب اور کتب شامل ہیں۔ یہ نیا نصاب بچوں کی جدید تعلیمی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ کردار سازی، اخلاق سازی اور حبّ الوطنی کو فروغ دے گا۔ یہ روایتی رٹّا سسٹم کی حوصلہ شکنی کے ساتھ ساتھ طلبہ کے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت میں اضافہ کرے گا۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

صحت انصاف کارڈ

لوگوں کو علاج معالجے کے لیے صحت سہولت پروگرام کے تحت صحت انصاف کارڈ کا اجرا کیا گیا ہے، جس کے تحت غریب اور نادار افراد کو ہسپتالوں میں علاج معالجہ کرانے کی سہولت حاصل ہو گئی ہے۔ اس پروگرام کے تحت لاکھوں خاندانوں مستفید ہو رہے ہیں۔

معاشی اِصلاحات (Economic Reforms)

پاکستان تحریکِ انصاف کی حکومت نے ملک کے غریب طبقے کی خوش حالی، نوجوانوں کو روزگار مہیا کرنے اور خواتین کو مساوی مواقع فراہم کرنے اور انھیں بااختیار بنانے کے علاوہ ملک کی معیشت کو مضبوط کرنے کے لیے متعدد منصوبوں اور پروگراموں کا آغاز کیا۔ وزیرِ اعظم عمران خان نے جن منصوبوں اور پروگراموں کا آغاز کیا، ان میں دیامر بھاشا ڈیم کی تعمیر، احساس پروگرام، نوجوان ہنرمند پروگرام، نیا پاکستان ہاؤسنگ پروگرام، پلانٹ فار پاکستان (10 بلین ٹری پروگرام)، احساس سیلانی لنگر، پناہ گاہیں، ڈیجیٹل پاکستان وژن سمیت کئی دیگر منصوبے شامل ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

4 جولائی 2018 کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے دیامر بھاشا ڈیم اور مہمند ڈیم کی فوری تعمیر کا حکم دیتے ہوئے چیئرمین واپڈا کی سربراہی میں کمیٹی قائم کی۔

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

بڑے شہروں میں شیلٹر ہومز یا پناہ گاہیں قائم کی گئیں، تاکہ غریبوں، ضرورت مندوں اور مسافروں کو رہائش کے ساتھ ساتھ مفت کھانا بھی فراہم کیا جا سکے۔

آئینی اِصلاحات (Constitutional Reforms)

عمران خان کے دور میں پاکستان کے آئین میں ہونے والی ترمیم:

پچیسویں ترمیم 2018ء

وفاق کے زیرِ انتظام علاقے فاٹا کو خیبر پختونخوا میں ضم کر دیا گیا۔

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)

چین، ملائیشیا، ترکی، برطانیہ اور متحدہ عرب امارات سمیت کئی ممالک کے شہریوں کو وِیزا آن ارائیول (Visa on arrival) یعنی پاکستان پہنچنے پر ان کو فوراً ویزا دینے کی سہولت فراہم کی۔ پاکستان تحریکِ انصاف کی حکومت نے سیاحت کے شعبے میں بھی خاطر خواہ اقدامات کیے اور اس حوالے سے پاکستان ٹورازم ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے تحت نیشنل کوآرڈی نیشن بورڈ تشکیل دیا گیا، تاکہ ملک میں سیاحت کو فروغ حاصل ہو۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

گلگت بلتستان قانون ساز اسمبلی کی 33 نشستیں ہیں، جن میں سے 24 پر براہِ راست انتخابات منعقد ہوتے ہیں جب کہ 6 نشستیں خواتین اور 3 نشستیں ٹیکنوکریٹس کے لیے مخصوص ہیں۔

دستورِ پاکستان 1973ء
(Constitution of Pakistan 1973)

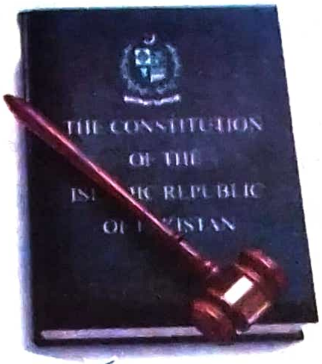

دستورِ اسلامی جمہوریہ پاکستان

ذوالفقار علی بھٹو نے دستورِ پاکستان کی تیاری کے لیے تمام بڑی سیاسی جماعتوں کا تعاون حاصل کرتے ہوئے 25-اراکین پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی۔ اس کمیٹی نے دستور کی تیاری کے عمل کو آگے بڑھایا۔ دستور کی تیاری میں خصوصی طور پر حزبِ اختلاف کی سوچ اور تجاویز کو جگہ دی گئی۔ دستوری کمیٹی کی رپورٹ پر اسمبلی میں بحث مباحثہ ہوا، جس کی روشنی میں چند مزید تجاویز شامل کی گئیں، اس طرح دستور سازی کا کام مکمل ہوا۔ 14-اگست 1973ء سے اسے باقاعدہ طور پر نافذ کر دیا گیا۔

اہم نِکات

دستورِ پاکستان 1973ء کے چند اہم نِکات درج ذیل ہیں:

(i) دستور اسلامی نوعیت کا ہے۔ کوئی قانون اسلامی اصولوں کے خلاف نہیں بنایا جا سکتا۔

(ii) ملک میں وفاقی نظام قائم کیا گیا۔ پاکستان چار صوبوں پنجاب، سندھ، سرحد (خیبر پختونخوا)، بلوچستان اور وفاقی علاقوں پر مشتمل ایک وفاقی ریاست ہوگا۔

(iii) مرکز اور صوبوں میں اختیارات تقسیم کر کے صوبائی خودمختاری کا مسئلہ حل کیا گیا۔

(iv) دستور کے تحت ملک میں دو ایوانی مقننہ قائم کی گئی۔ ایوانِ بالا کا نام سینٹ جب کہ ایوانِ زیریں کا نام قومی اسمبلی رکھا گیا۔

(v) صوبوں میں صوبائی اسمبلیاں قائم کی گئیں۔

(vi) دستور کے تحت آزاد اور خودمختار عدلیہ قائم کی گئی۔ مرکز میں سپریم کورٹ (عدالتِ عظمیٰ)، جب کہ چاروں صوبوں میں چار ہائی کورٹس (عدالت ہائے عالیہ) قائم کی گئیں۔

(vii) ملک میں پارلیمانی نظام قائم کیا گیا۔ صدرِ مملکت ریاست کا سربراہ، جب کہ وزیرِ اعظم حکومت کا سربراہ ہوگا۔

(viii) قومی اسمبلی میں اکثریت حاصل کرنے والی سیاسی جماعت ہی وفاقی حکومت بنائے گی۔

(ix) صدر اور وزیرِ اعظم کے لیے مسلمان ہونا لازم قرار دیا گیا۔

(x) بنیادی انسانی حقوق کو تحفظ فراہم کیا گیا۔

پاکستان ایٹمی قوت کی حیثیت سے
(Pakistan as Nuclear Power)

چاغی (بلوچستان) میں ایٹمی دھماکوں کا منظر

28 مئی 1998ء کا دن پاکستان کے لیے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس روز پاکستان نے ایٹمی دھماکے کر کے بھارت کی برتری کا خواب خاک میں ملا دیا۔ پاکستان کے ایٹمی دھماکے بھارت کے ایٹمی دھماکوں (11 اور 13 مئی 1998ء) کا جواب تھے۔ عالمی طاقتوں کی طرف سے پاکستان پر بہت زیادہ دباؤ ڈالا گیا کہ وہ ایٹمی دھماکے کرنے سے باز رہے، مگر پاکستان کی حکومت نے عالمی طاقتوں کے دباؤ کو مسترد کر دیا۔ پاکستان نے امریکا اور مغربی دنیا کی طرف سے عائد ہونے والی پابندیاں برداشت کیں لیکن اپنا دفاع ناقابلِ تسخیر بنا لیا۔

28 مئی 1998ء کو پاکستان نے صوبہ بلوچستان کے پہاڑی علاقے چاغی کے مقام پر ایٹمی دھماکے کیے، اس طرح پاکستان ایٹمی ممالک کی فہرست میں شامل ہو گیا۔ پاکستان عالمِ اسلام کا پہلا ایٹمی ملک ہے۔ ان ایٹمی دھماکوں کی یاد میں ہر سال 28 مئی کو ''یومِ تکبیر'' منایا جاتا ہے۔

مشقی سوالات

1- ہر سوال کے چار جواب دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) 1985ء سے 1988ء کے دوران میں پاکستان کے وزیرِ اعظم رہے:

(الف) محمد خاں جونیجو　　(ب) میاں محمد نواز شریف

(ج) میر ظفر اللہ خاں جمالی　　(د) شوکت عزیز

(ii) پاکستان نے ایٹمی دھماکے کیے:

(الف) 1996ء میں　　(ب) 1999ء میں

(ج) 1997ء میں　　(د) 1998ء میں

(iii) ورلڈ ٹریڈ سنٹر (9/11) کا واقعہ پیش آیا:

(الف) 2001ء میں　　(ب) 2003ء میں

(ج) 2005ء میں　　(د) 2007ء میں

(iv) 1988ء کے صدارتی انتخاب میں صدرِ پاکستان بنے:

(الف) فضل الٰہی چودھری　　(ب) غلام اسحاق خان

(ج) سردار فاروق احمد خان لغاری　　(د) محمد رفیق تارڑ

(v) آئین 1973ء میں جس ترمیم سے اراکین اسمبلی کے فلور کراسنگ (Floor Crossing) پر پابندی لگائی گئی، وہ ہے:

(الف) آٹھویں ترمیم (ب) تیرھویں ترمیم
(ج) چودھویں ترمیم (د) اٹھارھویں ترمیم

2- درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(i) یومِ تکبیر سے کیا مراد ہے؟
(ii) جنرل پرویز مشرف کے نافذ کردہ مقامی حکومتوں کے نظام کے تین بنیادی مقاصد تحریر کریں۔
(iii) پاکستان تحریکِ انصاف کی حکومت کے شروع کیے گئے پانچ منصوبوں کے نام لکھیں۔
(iv) موٹروے کی کیا اہمیت ہے؟
(v) پاکستان میں صدرِ مملکت کے انتخاب کا طریقہ بیان کریں۔

3- درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں۔

(i) ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں کی جانے والی زرعی اور صنعتی اِصلاحات بیان کریں۔
(ii) جنرل پرویز مشرف کی صنعتی، معاشی اور معاشرتی اِصلاحات بیان کریں۔
(iii) محترمہ بےنظیر بھٹو کے دونوں ادوار کا حوالہ دیتے ہوئے بتائیں کہ ان کا کون سا دور عوام کے لیے بہتر رہا؟
(iv) میاں محمد نواز شریف کی معاشی اِصلاحات کے اثرات بیان کریں۔
(v) دستورِ پاکستان 1973ء کے چند اہم نِکات بیان کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

- یومِ تکبیر کے حوالے سے اپنی جماعت میں مضمون نویسی کے مقابلے کا اہتمام کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو مختلف تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لینے کے فوائد اور نقصانات سے آگاہ کریں۔

پاکستان اور عالمی اُمور

باب 6

(PAKISTAN AND WORLD AFFAIRS)

تدریسی مقاصد

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- پاکستان کی جغرافیائی اور سیاسی اہمیت بیان کر سکیں۔
2- پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد واضح کر سکیں۔
3- پاکستان کے اپنے قریبی ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعلقات بیان کر سکیں۔
4- مسئلہ کشمیر کی ابتدا، اقوامِ متحدہ کی مداخلت اور جموں و کشمیر پر اُس کے اعلامیے کی وضاحت کر سکیں۔
5- پاکستان کے وسط ایشیائی ممالک کے ساتھ تعلقات کو واضح کر سکیں۔
6- پاکستان کے اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے رکن ممالک کے ساتھ تعلقات پر بحث کر سکیں۔
7- پاکستان کے سارک ممالک کے ساتھ تعلقات کی وضاحت کر سکیں۔
8- پاکستان کے امریکا، چین، برطانیہ، یورپی یونین، جاپان اور روس کے ساتھ تعلقات بیان کر سکیں۔
9- چین پاکستان اقتصادی راہ داری منصوبہ اور اس کے قومی معیشت پر اثرات بیان کر سکیں۔
10- دنیا میں قیامِ امن کے لیے پاکستان کے کردار پر بحث کر سکیں۔

پاکستان کی جغرافیائی اور سیاسی اہمیت

(Geo-Political Significance of Pakistan)

پاکستان کو اپنے خاص محلِ وقوع کی وجہ سے دنیا بھر میں جغرافیائی اور سیاسی اہمیت حاصل ہے۔ پاکستان کے پالیسی بنا[نے] والے اس پہلو پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ پاکستان جغرافیائی حیثیت سے بے مثال اہمیت کا حامل ہے، کیوں کہ وسط ایشیا کے تمام تجار[تی] راستے پاکستان سے ہو کر گزرتے ہیں۔ پاکستان جس خطے میں واقع ہے اس کی دفاعی، فوجی، اقتصادی اور سیاسی اہمیت درج ذی[ل] وجوہات کی بنا پر نمایاں ہے:-

1- تجارتی شاہراہ

پاکستان شمال میں چین سے جُڑا ہوا ہے۔ شاہراہِ قراقرم برّی اور زمینی راستے سے چین اور پاکستان کو باہم ملاتی ہ[ے]۔ یہ شاہراہ سلسلہ قراقرم کی چٹانوں کو کاٹ کر بنائی گئی ہے۔ یہ چین اور پاکستان کے مابین اہم تجارتی شاہراہ ہے۔ پاکستان کے چین [سے] انتہائی دوستانہ تعلقات ہیں۔

2- برّی اور بحری راستے

پاکستان تیل پیدا کرنے والے خلیجی ممالک (خلیج فارس Persian Gulf کے آس پاس واقع ممالک، سعودی عرب، عراق، کویت، بحرین، متحدہ عرب امارات، اومان اور قطر وغیرہ) کے نزدیک اور مغرب میں مراکش سے لے کر مشرق میں انڈونیشیا تک پھیلی ہوئی مسلم دنیا کے درمیان واقع ہے۔ بے شمار مغربی ممالک کی صنعتی ترقّی کا انحصار خلیجی ممالک میں ہونے والی تیل کی پیداوار پر ہے۔ یہ تیل دوسرے ممالک کو بحیرہ عرب کے ذریعے سے بھیجا جاتا ہے اور کراچی بحیرہ عرب کی انتہائی اہم بندرگاہ ہے۔ پاکستان افغانستان کو تجارت کے لیے برّی اور بحری راہ داری کی سہولت مہیا کرتا ہے۔ کراچی ایک بین الاقوامی بندرگاہ اور ہوائی اڈہ ہے۔ یہ ہوائی اور بحری راستوں سے یورپ کو ایشیا سے ملاتا ہے۔ وہ تمام ممالک جو مشرقِ وسطیٰ (Middle East) اور وسط ایشیائی (Central Asia) ممالک سے رابطہ کرنا چاہتے ہیں، وہ پاکستان کے محلِ وقوع کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔

3- مختلف ممالک کے ساتھ خوش گوار تعلقات

پاکستان کے شمال میں افغانستان کے علاقے کی ایک تنگ پٹی واخان ہے جو کہ پاکستان کی شمالی سرحد کو تاجکستان سے جُدا کرتی ہے۔ پاکستان کے وسط ایشیا کے اس ملک سے انتہائی خوش گوار تعلقات قائم ہیں۔ پاکستان کے مشرق میں بھارت واقع ہے اور مشرقِ بعید میں ملائشیا، انڈونیشیا اور برونائی دارالسلام جیسے مسلم ممالک واقع ہیں۔ پاکستان کے ان تمام ممالک سے انتہائی خوش گوار تعلقات ہیں۔ پاکستان کی جنوب مغربی سرحد پر ایران واقع ہے۔ پاکستان ایران اور ترکی اقتصادی تعاون کی تنظیم (Economic Cooperation Organization) کے بنیادی اراکین ہیں۔ اس تعاون کے نتیجے میں تمام رکن ممالک کے مابین انتہائی دوستانہ تعلقات قائم ہیں۔ ان ممالک نے باہمی دل چسپی کے کئی معاہدوں پر دستخط کیے ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ اور خلیج کے مسلم ممالک سے پاکستان کے انتہائی دوستانہ تعلقات ہیں۔ پاکستان نے اِن ممالک کی ترقّی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ سعودی عرب اور عرب امارات جیسے ممالک پاکستانیوں کے لیے دوسرے گھر کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔

4- سیاحت

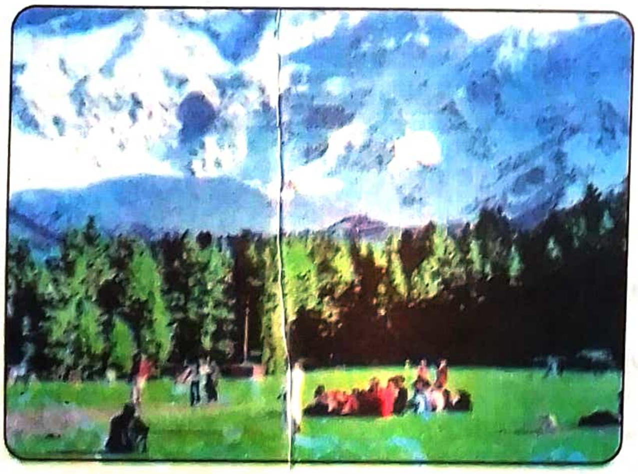

پاکستان کے ایک سیاحتی مقام کا منظر

پاکستان میں وادی سندھ اور گندھارا کی قدیم تہذیبیں ہیں اور یہ سیاحت کے نقطۂ نظر سے بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ اسی طرح وادیِ کاغان، درہ خیبر، سوات اور گلگت بلتستان سیاحوں میں بہت مقبول ہیں۔ پاکستان کی سب سے بلند پہاڑی چوٹی (Mountain Peak) کے۔ٹو (K-2) ہے، جس کی بلندی قریباً 8611 میٹر ہے اور یہ پوری دنیا میں بلندی کے لحاظ دوسرے نمبر پر ہے۔ یہ کوہ پیماؤں کے لیے بہت دل چسپی کی حامل ہے۔ پاکستان کے دیگر مقبول سیاحتی مقامات میں ٹیکسلا، پشاور، کراچی، لاہور اور مری وغیرہ بھی شامل ہیں۔

5- ایٹمی قوت

پاکستان دنیا کی ایک اہم ایٹمی قوت ہے اور مسلم دنیا میں اس کو انتہائی تحسین اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مسلم ممالک کی نظریں پاکستان پر لگی ہوئی ہیں کہ وہ مشترکہ ترقّی اور فروغ کے لیے قائدانہ کردار ادا کرے۔

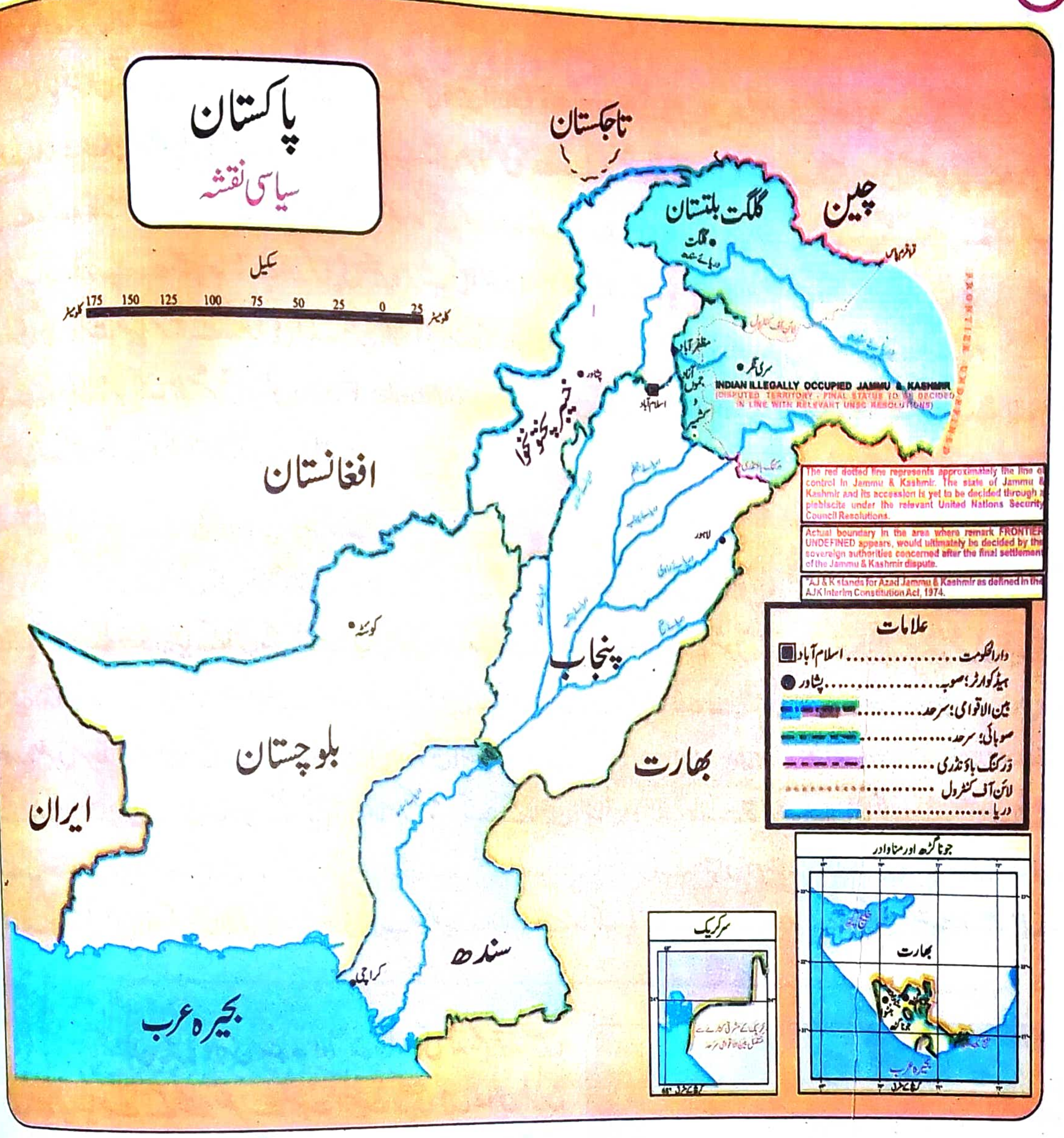

6- مسئلہ کشمیر

پاکستان اور بھارت کے درمیان مسئلہ کشمیر حل ہوجائے تو پورے جنوبی ایشیا کے خطّے میں امن قائم ہوجائے گا اور تجارت کو فروغ ملے گا۔ دونوں ممالک کے درمیان خوش گوار، سیاسی اور اقتصادی تعلقات سے اس خطّے میں غربت اور اِفلاس کے خاتمے میں مدد ملے گی۔

7- چین پاکستان اقتصادی راہ داری منصوبہ

چین پاکستان اقتصادی راہ داری منصوبے کی بدولت گوادر کی بندرگاہ کو ترقّی دے کر فعال معاشی سرگرمیوں کا محور بنایا جاسکتا ہے، جس سے یورپ، امریکا اور دیگر کئی ریاستوں کی تجارتی آمدورفت گوادر کی بندرگاہ کے ذریعے سے ممکن ہوجائے گی۔ اس طرح پاکستان معاشی سرگرمیوں کا مرکز بن جائے گا۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد
(Objectives of Pakistan's Foreign Policy)

خارجہ پالیسی سے مراد کسی ملک کی دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات کی حکمتِ عملی ہے۔ اس سے مراد وہ رویہ ہے جس کے تحت کوئی ملک اپنے قومی مفادات کے تحفظ کی خاطر دیگر ریاستوں کے ساتھ تعلقات قائم کرتا ہے۔ عصرِ حاضر میں کوئی بھی ریاست تنہا رہتے ہوئے اپنی تمام ضروریات پوری نہیں کرسکتی بلکہ ہر چھوٹے یا بڑے ملک کو اپنی معاشی، معاشرتی، صنعتی اور دفاعی ضروریات کی تکمیل کے لیے اقوام عالم سے تعلقات قائم کرنا پڑتے ہیں۔ ہر ملک اپنی خارجہ پالیسی میں اپنے مفادات کے تحفظ کی بنیاد پر ترجیحات کا تعین کرتا ہے اور پھر انھی ترجیحات کے مطابق اقوامِ عالم سے اپنا رشتہ اُستوار کرتا ہے۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی بھی دیگر ریاستوں کی مانند قومی ضروریات کے پیشِ نظر ترتیب دی جانے والی ترجیحات کے مطابق ہے۔ پاکستان کے عوام تیزی سے ترقّی کرتی ہوئی دنیا میں اپنے وسائل کے استعمال اور اقوامِ عالم کے تعاون سے اپنے اقتدارِ اعلیٰ کا تحفظ، قومی سلامتی، خوش حالی، اسلامی اقدار کا تحفظ، ثقافتی اقدار کی حفاظت اور معاشی خوش حالی چاہتے ہیں۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں:۔

(i) نظریۂ پاکستان کا تحفظ

پاکستان اسلامی نظریے کی بنیاد پر قائم ہونے والا دنیا کا واحد اسلامی ملک ہے۔ برِصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے یہ خطّہ اس لیے حاصل کیا تھا کہ وہ اپنی زندگیاں قرآن و سنت کے مطابق بسر کرسکیں۔ نظریۂ پاکستان کا تحفظ بھی اُسی قدر اہم ہے، جس قدر اس کی جغرافیائی حدود کا تحفظ ضروری ہے۔ خارجہ پالیسی میں نظریۂ پاکستان کے تحفظ کو نمایاں جگہ دی گئی ہے۔ خارجہ پالیسی کے ذریعے سے برادر اسلامی ممالک کے ساتھ قریبی تعاون کو فروغ دینے کے لیے معاہدات کیے جاتے ہیں، اس کے علاوہ معاشی، سیاسی اور ثقافتی سرگرمیوں کو بھی فروغ دیا جاتا ہے۔ داخلہ پالیسی کی طرح خارجہ پالیسی میں بھی نظریۂ پاکستان کے تحفظ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

(ii) قومی تحفظ اور سلامتی

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا بنیادی مقصد قومی سلامتی کا تحفظ ہے، اس لیے قومی مفادات کا تقاضا ہے کہ پاکستان کے اقتدارِ اعلیٰ اور جغرافیائی و نظریاتی حدود کا تحفظ کیا جائے۔ قومی سلامتی کے خلاف اُٹھنے والے ہر قدم کو روکا جائے اور پاکستان کی حفاظت کی جائے۔ قومی سلامتی کے تحفظ اور بقا کی خاطر اندرونی طور پر ملک میں یک جہتی اور استحکام کے ساتھ ساتھ بیرونی دنیا کے ساتھ قریبی تعاون کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ پاکستان کے قیام کے بعد ہر محاذ پر ایران، چین، سعودی عرب اور دیگر دوست ممالک نے پاکستان کا بھرپور ساتھ دیا۔ یہ پاکستان کی کامیاب خارجہ پالیسی کا نتیجہ تھا۔ اب پاکستانی سرحدوں کی حفاظت، اندرونی سلامتی اور اقتدارِ اعلیٰ کے تحفظ کی خاطر اقوامِ عالم سے خوش گوار تعلقات کے قیام کو پاکستان کی خارجہ پالیسی میں بنیادی مقام حاصل ہے۔

(iii) ثقافت کا فروغ

ہر قوم کی طرح پاکستانی قوم کو بھی اپنی ثقافت عزیز ہے۔ پاکستانی ثقافت اسلامی اقدار کی آئینہ دار ہے۔ ہماری ثقافت میں

رواداری، احترامِ انسانیت، بہادری، عزّت، حیا اور چادر اور چاردیواری جیسی اقدار (Values) نمایاں ہیں۔ پاکستان کو اپنی خارجہ پالیسی کے ذریعے سے ایسے ممالک کے ساتھ دوستانہ اور برادرانہ تعلقات اُستوار کرنے ہیں، جن کے ذریعے سے پاکستانی ثقافت نہ صرف محفوظ رہے بلکہ اُسے فروغ بھی حاصل ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لیے برادر اسلامی ممالک کے ساتھ ثقافتی تعلقات بڑھائے جاتے ہیں اور ان ریاستوں کے درمیان ثقافتی وفود کے تبادلے عمل میں لائے جاتے ہیں۔ مغربی دنیا میں پاکستانی لباس، کشیدہ کاری، کڑھائی والے کُرتے، شلوار، چادریں اور دیگر اشیا خصوصی طور پر پسند کیے جاتے ہیں۔ اس طرح ریاستوں کے درمیان عوامی ثقافت کی سطح پر تعلقات مضبوط کیے جاتے ہیں۔

(iv) معاشی ترقّی

معاشی ترقّی کے لیے معاشی سرگرمیوں کو فروغ دینا ضروری ہے۔ پاکستان کی اکثریتی آبادی کا پیشہ زراعت ہے۔ زراعت کی ترقّی اور معیشت کی ترقّی کے لیے پاکستان کو زرعی اور صنعتی طور پر ترقّی یافتہ ریاستوں کے ساتھ تعلقات مزید مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح ترقّی یافتہ ریاستوں کے تجربات سے استفادہ کرتے ہوئے ہم اپنی زراعت اور صنعت کو ترقّی دے کر ملکی معیشت کو مستحکم بنا سکتے ہیں۔ معاشی ترقّی کے لیے تعلیمی ترقّی ضروری ہے۔ فنی ترقّی کی بنیاد پر ہی زراعت، صنعت اور کاروبار کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ فنی اور صنعتی علوم کے حصول کے لیے صنعتی طور پر ترقّی یافتہ ریاستوں کے ساتھ تعلقات قائم کر کے اپنے ملک میں صنعتی و فنی علوم کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ ان مقاصد کا حصول کامیاب خارجہ پالیسی سے ہی ممکن ہوسکتا ہے۔

پاکستان کے قریبی ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعلقات

(Pakistan's Relations with Neighbouring States)

پاکستان ایک پُرامن ایٹمی صلاحیت کا حامل اسلامی ملک ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ وہ اپنے ہمسایہ ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھے۔ ذیل میں قریبی ہمسایہ ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے:-

بھارت (India)

- بھارت پاکستان کا پڑوسی ملک ہے۔ چوں کہ پاکستان کا وجود برصغیر پاک و ہند سے اُبھرا ہے، اس لیے بھارت کے ساتھ پاکستان کی تاریخ، جغرافیہ اور ثقافت کے بہت سے پہلو مشترک ہیں۔ دونوں ممالک کی مشترکہ سرحد کی لمبائی تقریباً 2163 کلومیٹر ہے۔
- بین الاقوامی اصولوں کے تحت دیکھا جائے تو بھارت کے ساتھ پاکستان کے تعلقات بہت قریبی اور مستحکم ہونے چاہییں مگر یہ مقصد حاصل نہیں کیا جاسکا۔ برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے وقت سے بھارت اور پاکستان کے درمیان بہت سے ایسے مسائل پیدا ہوئے جن کی بنیاد پر دائمی اختلافات موجود رہے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی مدد اور پاکستانی قوم اور افواج کے عزم و استقلال نے اس ملک کی ہمیشہ حفاظت کی۔
- پاکستان اور بھارت کی تاریخ جنگوں کی تاریخ بن کر رہ گئی ہے۔ پہلی جنگ 1948ء میں لڑی گئی۔ کشمیر کے محاذ پر لڑی جانے والی اس جنگ میں پاکستانی عوام، قبائلیوں اور مسلح افواج نے نہایت دلیری سے بھارتی مسلح افواج کا سامنا کیا۔ نہ صرف کامیابی سے مادرِ وطن کا دفاع کیا بلکہ بھارت کے قبضہ سے آزاد جموں و کشمیر کا قابلِ ذکر علاقہ بھی خالی کرالیا۔ اس جنگ میں قبائلی لشکروں کا

کردار خصوصی اہمیت کا حامل تھا جو کہ سری نگر تک جا پہنچے تھے۔

- بھارتی وزیرِ اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے سلامتی کونسل میں جنگ بندی کی قرارداد منظور کرائی۔ سلامتی کونسل میں پنڈت جواہر لال نہرو نے اقرار کیا کہ وہ کشمیریوں کو حق خود ارادیت دیں گے مگر یہ محض وعدہ ہی ثابت ہوا۔ 1965ء میں 6 ستمبر کی رات پاکستان اور بھارت کے درمیان لاہور، قصور اور سیالکوٹ کے محاذ پر جنگ کا آغاز ہوا۔ پاکستانی فوج نے جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھارتی حملے کا بھرپور جواب دیا اور دشمن کو پیچھے دھکیل دیا۔
- دسمبر 1971ء میں بھارت اور پاکستان کے درمیان ایک دفعہ پھر جنگ کا آغاز ہوا۔ اس جنگ میں بھارت کو کسی حد تک مقامی لوگوں کی حمایت حاصل تھی، جس وجہ سے پاکستان اپنے ایک حصّے سے محروم ہوا اور مشرقی پاکستان 16 دسمبر 1971ء کو بنگلہ دیش کے نام سے دنیا کے نقشے پر نمایاں ہوا۔
- جنگوں کے علاوہ بھارت اور پاکستان کے درمیان دیگر معاملات بھی کچھ خوش گوار نہیں رہے۔ خواہ وہ ابتدائی ایام میں نہری پانی کا مسئلہ ہو یا دفاعی و مالی اثاثوں کی تقسیم ہو، ریاستوں کا الحاق ہو یا سرحدی معاملات۔ بھارتی قیادت مسئلہ کشمیر سمیت دیگر تمام مسائل کو حل کرنے کے لیے سنجیدہ نظر نہیں آتی۔
- اگرچہ دونوں ممالک کے درمیان اعتماد بحال کرنے کے کئی معاملات پر بات چیت ہوئی، جن میں تجارت، بس سروس، وفود کے تبادلے اور کرتار پور راہ داری وغیرہ شامل ہیں۔ دونوں ممالک کے عوام بھی یہ چاہتے ہیں کہ جو وسائل جنگ پر صَرف کیے جاتے ہیں، وہ عوام کے مسائل حل کرنے پر خرچ کیے جائیں۔ جب تک کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہوتا، یہ تعلقات مضبوط بنیادوں پر خوش گوار فضا میں قائم نہیں ہو سکتے۔
- قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے بقول، کشمیر پاکستان کی شہ رَگ ہے، لہٰذا دونوں ریاستوں کے درمیان خوش گوار تعلقات کے قیام کے لیے مسئلہ کشمیر کا منصفانہ حل ضروری ہے۔

ایران (Iran)

- ایران پاکستان کا اسلامی برادر ہمسایہ ملک ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد سب سے پہلے ایران نے پاکستان کو تسلیم کیا۔ ابتدا سے ہی پاکستان اور ایران کے درمیان خوش گوار اور مضبوط تعلقات قائم ہیں۔ دونوں برادر ممالک نے ہمیشہ ایک دوسرے کے لیے اچھے جذبات کا اظہار کیا ہے اور بین الاقوامی سطح پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ دونوں برادر ممالک کے درمیان باہمی تعاون کے کئی سمجھوتوں پر دستخط ہو چکے ہیں۔ ابتدا میں پاکستان کی معاشی ضروریات پوری کرنے کے لیے ایران نے امداد کی پیش کش بھی کی۔
- پاکستان ایران اور ترکی کے درمیان "علاقائی تعاون برائے ترقّی" (آر۔سی۔ڈی) کا معاہدہ ان تینوں ریاستوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کا سبب بنا۔ جنرل ایوب خاں کے دورِ حکومت میں اس معاہدے کے ذریعے سے یہ تینوں برادر ممالک ایک دوسرے سے بہت زیادہ معاشی تعاون کر رہے تھے۔ یہ تعاون معاشی، عسکری اور سیاسی نوعیت کا تھا۔ جنگ کے بھاری اخراجات میں تیل کی سپلائی خصوصی اہمیت کی حامل رہی ہے۔ ایران نے ان معاملات میں فراخ دلی دکھائی۔ بین الاقوامی سطح پر بھی ایران پاکستان کے مؤقف کی حمایت کرتا چلا آ رہا ہے۔

- ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں پاکستان اور ایران کے درمیان قُربتوں میں مزید اضافہ ہوا۔ ایران نے نہ صرف سابقہ قرضوں میں بہت سی رعایتیں دیں، بلکہ مزید قرضے بھی فراہم کیے، جن سے 1971ء کی پاک بھارت جنگ کے مُضر اثرات کم کرنے اور پاکستان کی تعمیرِ نو کرنے میں مدد ملی۔ پاکستان اور ایران کے درمیان مذہبی اور ثقافتی تعلقات دونوں ریاستوں کے عوام کو ایک دوسرے کے زیادہ قریب لے آئے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

اسلامی جمہوریہ ایران کا سرکاری مذہب اسلام اور قومی زبان فارسی ہے، اس کی کرنسی کو ایرانی ریال کہتے ہیں۔ ایران کا دارالحکومت تہران ہے۔ یہ دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں سے ایک ہے۔ تیل کے عظیم ذخائر کی بدولت اس کو بین الاقوامی سیاست میں اہم مقام حاصل ہے۔

- پاکستان سے ہر سال لاکھوں کی تعداد میں زائرین ایران جاتے ہیں اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کرتے ہیں۔ پاکستان اور ایران ''اسلامی کانفرنس کی تنظیم'' کے نہایت فعال رکن ہیں۔ یہ تنظیم مسلم اُمہ کے مسائل حل کرنے میں اگرچہ بہت فعال نہیں ہے، مگر اس کے باوجود کئی ایک چھوٹے چھوٹے مسائل کے حل میں معاون ہے۔ پاکستان اور ایران ''اقتصادی تعاون کی تنظیم'' (Economic Cooperation Organization) کے بھی رکن ہیں، اس طرح وسط ایشیائی ریاستیں، پاکستان اور ایران ایک دوسرے کے ساتھ قریبی تعاون کرتے ہیں۔
- افغانستان اور عراق پر امریکا کے حملے کے بعد امریکا، ایران کے خلاف بھی کئی بار اپنے جارحانہ عزائم کا اظہار کر چکا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ امریکا کے ان عزائم کی حوصلہ شکنی کی ہے اور کھُلے لفظوں میں ایران کا ساتھ دینے کے عزم کا اعلان کیا ہے۔ یہ دونوں برادر ممالک ایک دوسرے کے ساتھ تعاون میں مزید اضافہ کر کے ایک دوسرے کے لیے اور اقوامِ عالم کے لیے زیادہ مفید کردار ادا کر سکتے ہیں، لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ان دونوں ریاستوں کے مالی، جغرافیائی، فنی، صنعتی اور انسانی وسائل سے متعلق تعاون کو باہم فروغ دیا جائے۔ اس طرح دونوں ریاستوں کی ترقّی کے عمل کو تیز تر بنایا جا سکتا ہے۔

افغانستان (Afghanistan)

- قیامِ پاکستان کے بعد افغانستان نے پاکستان کو 1948ء میں تسلیم کیا اور یوں سفارتی تعلقات کی ابتدا ہوئی۔ افغانستان کی پاکستان کے ساتھ طویل مشترکہ سرحد ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان مذہب، تاریخ اور ثقافت کے مضبوط رشتے ہیں۔ دونوں ریاستوں کے عوام کے تعلقات کی تاریخ صدیوں پر محیط ہے، اس لیے دونوں ممالک میں قریبی اور گہرے تعلقات قائم ہیں۔ حکومتی سطح پر پاکستان اور افغانستان کے تعلقات میں کئی اُتار چڑھاؤ آتے رہے ہیں۔
- افغانستان پر روسی حملے کے وقت پاکستان نے افغان عوام کا ساتھ دیا۔ افغانستان سے لاکھوں افغان مہاجرین نے پاکستان کا رُخ کیا۔ پاکستان نے خالص انسانی بنیادوں پر اُنھیں پناہ دی اور امدادِ باہمی کا عملی نمونہ پیش کیا۔ پاکستان نے روسی جارحیت کی کھُل کر مذمت کی اور افغانستان کے آزاد اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے ہر ممکنہ کوششیں کیں۔ افغان عوام نے امریکا اور پاکستان کے تعاون سے اپنے وطن کا دفاع کیا اور یوں روسی قبضے سے نجات پائی۔ اس کے بعد طالبان کا دور شروع ہوا تو پاک افغان تعلقات میں نمایاں بہتری آئی۔

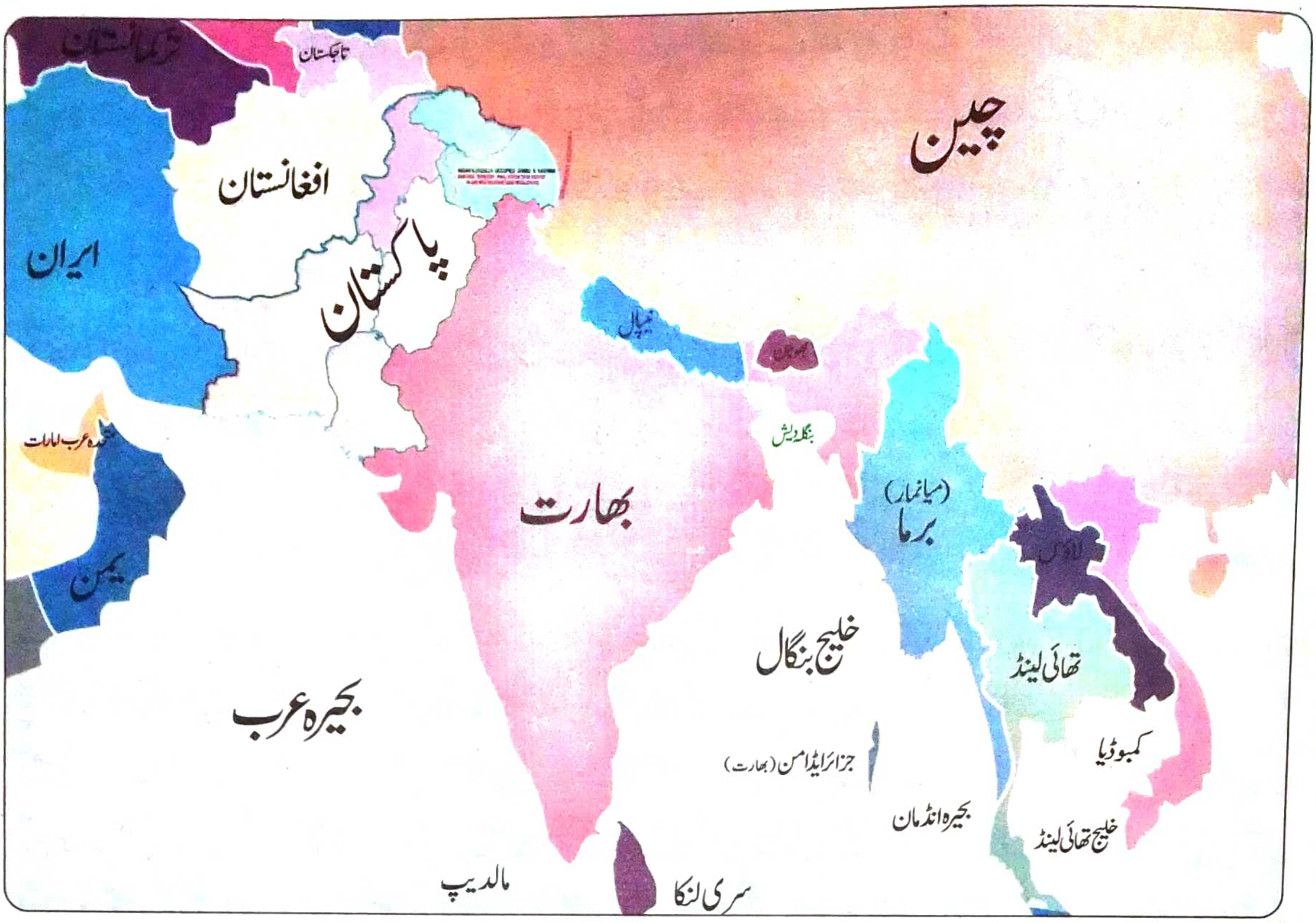

جنوبی ایشیا کا نقشہ

- قیامِ پاکستان سے قبل جب برصغیر پاک و ہند پر برطانیہ کا قبضہ تھا، برطانیہ کو ہر وقت یہ فکر لاحق رہتی تھی کہ شمال مغربی سرحد تک روس کا اقتدار نہ بڑھ جائے یا خود افغانستان کی حکومت شمال مغربی سرحدی صوبہ (موجودہ خیبر پختونخوا) میں افراتفری پیدا نہ کروا دے۔ ان خطرات سے نجات حاصل کرنے کی خاطر وائسرائے ہند نے والیِ افغانستان امیر عبدالرحمٰن خان سے مراسلت کی اور اُن کی دعوت پر ہندوستان کے وزیر امورِ خارجہ ماٹیمر ڈیورنڈ (Mortimer Durand) ستمبر 1893ء میں کابل گئے۔
- نومبر 1893ء میں دونوں حکومتوں کے مابین 100 سال کے لیے ایک معاہدہ طے پایا، جس کے نتیجے میں سرحد کا تعین کر دیا گیا، جو ڈیورنڈ لائن (Durand Line) کہلاتی ہے اور اس کی لمبائی قریباً 2611 کلومیٹر ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان کی حکومت نے یہ معاہدہ برقرار رکھا، مگر افغانستان اس سے کتراتا رہا ہے، جس کی وجہ سے دونوں ممالک کے تعلقات تناؤ کا شکار ہیں۔ اب بھی پاکستان اور افغانستان کے درمیان سرحد کو ''ڈیورنڈ لائن'' ہی کہا جاتا ہے۔
- افغانستان چاروں طرف سے خشکی سے گھرا ہوا ملک ہے، جس کا کوئی سمندر نہیں، اسی لیے اس کی سمندری تجارت پاکستان کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ اگرچہ افغانستان کے پاس تیل اور دوسرے ذرائع آمدورفت کی کمی ہے، مگر اس کی جغرافیائی حیثیت ایسی ہے کہ وہ وسط ایشیا، جنوبی ایشیا اور مشرقِ وسطیٰ کے درمیان ہے اور تینوں خطّوں سے ہمیشہ اس کے نسلی، مذہبی اور ثقافتی تعلقات رہے ہیں۔ وسطی ایشیائی ممالک کے لیے افغانستان بہت اہم ہے کیوں کہ ان ممالک کو افغانستان سے گزر کر پاکستان کی بندرگاہیں استعمال کرنا پڑتی ہیں۔

- 11 ستمبر 2001ء میں امریکا میں ہونے والی دہشت گردی کے واقعات کے بعد امریکا نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ افغانستان میں طالبان کی حکومت کو ختم کر دیا۔ افغانستان اور پاکستان کے اعلیٰ حکام ایک دوسرے کے ممالک کے کئی دورے کر چکے ہیں۔ مستقبل میں پاکستان اور افغانستان کے درمیان بہتر تعلقات کی امید ہے۔

چین (China)

- پاک چین دوستی بین الاقوامی تعلقات میں مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ اگرچہ دونوں ریاستوں کی تہذیب وثقافت میں واضح فرق ہے، مگر قومی مفادات اور کشادہ دلی نے دونوں ریاستوں کو ایک دوسرے کے بہت قریب کر رکھا ہے۔ 1949ء میں چین کے قیام کے بعد پاکستان نے اسے آزاد اور خود مختار ملک کی حیثیت سے تسلیم کیا۔
- ابتدا سے ہی پاک چین تعلقات خوش گوار اور تعمیری رہے ہیں۔ دونوں ممالک کی مشترکہ سرحد کی لمبائی قریباً 599 کلومیٹر ہے۔ پاکستان کی تعمیر وترقّی میں چین نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ پاک بھارت جنگوں میں چین نے فراخ دلی اور دلیری سے پاکستان کا ساتھ دیا۔ اس طرح ایک بڑی طاقت کا تعاون حاصل ہونے سے پاکستانیوں کے حوصلے بلند ہوئے۔
- چین کو اپنے ابتدائی دور میں عالمی سطح پر مشکلات کا سامنا تھا۔ اس دور میں پاکستان نے چین کا ساتھ دیا۔ عالمی اداروں کی رکنیت حاصل کرنے کے لیے بھی پاکستان نے چین کی کھلے دل سے معاونت کی جب کہ دوسری طرف امریکا اور یورپی ریاستیں اشتراکی چین کی کھلی مخالفت کر رہی تھیں، پاکستان امریکا کا اتحادی بھی تھا مگر اس کے باوجود پاکستان نے چین کے ساتھ دوستی کا حق نبھایا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

عوامی جمہوریہ چین آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے۔ ہر سال یکم اکتوبر کو چینی باشندے اپنا یومِ آزادی پورے قومی جوش وجذبے اور وقار سے مناتے ہیں۔ چین کی کرنسی کا نام یوان (Yuan) ہے۔

- چین نے پاکستان کی صنعتی اور معاشی ترقّی میں بہت فعال اور مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان کی قومی تعمیر میں چین کا خصوصی کردار ہے۔ چین نے پاکستان میں ٹینک سازی اور طیارہ سازی میں بھرپور مدد کی، جس کی وجہ سے پاکستان کی اسلحہ سازی کی صنعت نے بہت ترقّی کی، اس کے علاوہ چین، پاکستان کی مختلف دفاعی منصوبہ جات میں بھی بھرپور مدد کر رہا ہے۔
- پاک چین دوستی کی بہت بڑی علامت شاہراہِ قراقرم ہے۔ یہ شاہراہِ ریشم کے نام سے بھی جانی جاتی ہے۔ اس سڑک کے ذریعے سے دونوں ممالک ایک دوسرے کے ساتھ باہم تجارت اور آمد ورفت کرتے ہیں۔

شاہراہِ قراقرم کا ایک خوب صورت منظر

موجودہ دور میں چین پاکستان اقتصادی راہ داری منصوبہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ہر عہد میں پاکستان اور چین نے اپنے تعلقات کو مضبوط بنانے کے اقدامات کیے ہیں۔

مسئلہ کشمیر
(Kashmir Issue)

مسئلہ کشمیر کی ابتدا (Genesis of Kashmir Issue)

- پاکستان اور بھارت دونوں مسئلہ کشمیر پر ایک بنیادی نظریے پر کھڑے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تقسیم ہند کے وقت جموں و کشمیر برطانوی راج کے قبضے میں ایک ریاست تھی۔ جب ہندوستان کو تقسیم کیا جا رہا تھا تو جن علاقوں میں مسلم اکثریت تھی، وہ علاقے پاکستان اور جہاں ہندو اکثریت تھی، وہ علاقے بھارت کو دیے گئے۔ کشمیر میں اکثریتی آبادی تو مسلمان تھی، لیکن یہاں کا حکمران ایک ہندو ڈوگرا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ بھارت کے ساتھ اس ریاست کا الحاق ہو جائے، لیکن تحریکِ پاکستان کے راہنماؤں نے اس بات کو مسترد کر دیا۔ آج بھی کشمیر میں مسلمان زیادہ ہیں، اس لیے پاکستان اسے اپنا حصّہ سمجھتا ہے اور بھارت یہ سمجھتا ہے کہ اس پر ہندو ڈوگرا حکمران تھا جو بھارت سے الحاق کرنا چاہتا تھا، اس لیے یہ بھارت کا حصّہ ہے۔
- قیامِ پاکستان کے وقت ریاست جموں و کشمیر کے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ کشمیر کو پاکستان میں شامل کیا جائے، لیکن وہاں کا حکمران بھارت سے الحاق کا خواہش مند تھا۔ اس نے عوام کی خواہشات کے برعکس کشمیر کا الحاق بھارت سے کر دیا اور بھارتی فوجوں کو کشمیر میں داخل کر کے یہاں بھارت کا تسلط قائم کروا دیا۔ اس پر کشمیری مسلمانوں نے علمِ جہاد بلند کر دیا اور وادیِ کشمیر کے قریباً ایک تہائی حصّے کو بھارتی فوجوں سے آزاد کرا لیا۔

اقوامِ متحدہ کی مداخلت اور جموں و کشمیر پر اس کا اعلامیہ (United Nation's Intervention and its Declaration on Jammu and Kashmir)

- جب بھارتی فوجیں کشمیری مجاہدین کے قبضے سے علاقہ چھیننے میں ناکام ہو گئیں تو بھارت یہ مسئلہ سلامتی کونسل میں لے گیا۔ بھارت نے وہاں یہ موقف اختیار کیا کہ کشمیر کا باقاعدہ الحاق بھارت سے ہو چکا تھا، اس لیے یہ علاقہ بھارت کا حصّہ ہے۔ بھارت نے مزید دعویٰ کیا کہ پاکستان نے کشمیر پر حملہ کیا ہے جس کا مطلب بھارت پر حملہ ہے۔
- پاکستان نے کشمیر کی بھارت کے ساتھ الحاق کی قانونی حیثیت کو چیلنج کیا اور سلامتی کونسل کو حقیقت حال سے آگاہ کرتے ہوئے زور دیا کہ کشمیر کے مستقبل کے فیصلے کا حق اس کے راجا کو نہیں بلکہ وہاں کے عوام کو ملنا چاہیے۔
سلامتی کونسل نے 1949ء میں ایک قرارداد کے ذریعے سے کشمیر میں جنگ بندی کی اپیل کی۔ چناں چہ اس قرارداد کے بعد جنگ بندی عمل میں آئی۔ سلامتی کونسل نے اپنے اعلامیے میں پاکستان کے اس موقف کو تسلیم کر لیا کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ ریاست کے عوام کی مرضی کے مطابق ہوگا اور اس مقصد کے لیے اقوامِ متحدہ کی زیرِ نگرانی استصوابِ رائے (Plebiscite) کرایا جائے گا۔
- سلامتی کونسل کی اس قرارداد کو پاکستان اور بھارت دونوں نے منظور کر لیا۔ سلامتی کونسل کی اس قرارداد کے پہلے حصّے پر عمل کرتے ہوئے کشمیر میں مقررہ تاریخ کو جنگ بند ہو گئی اور جنگ بندی کی خلاف ورزیوں کو روکنے کے لیے اقوامِ متحدہ نے جنگ بندی لائن کی نگرانی کے لیے اپنے مبصر مقرر کر دیے۔

بھارت کا استصوابِ رائے سے انکار (India's refusal to Hold Plebiscite)

- ان ابتدائی مسائل کے طے ہو جانے کے بعد توقع کی جا رہی تھی کہ اقوامِ متحدہ اپنی زیرِ نگرانی کشمیر میں استصوابِ رائے کا

بندوبست کرے گا۔ اقوامِ متحدہ نے اس سمت کچھ کوششیں بھی کیں لیکن اس معاملے میں بھارت کی طرف سے کوئی پیش رفت نہ ہوئی۔ اس نے کشمیر میں آزادانہ استصوابِ رائے کی راہ میں مشکلات کھڑی کرنا شروع کر دیں۔

- بھارت کو علم تھا کہ کشمیر کے عوام پاکستان ہی کے حق میں ووٹ دیں گے، لہٰذا اس نے کشمیر میں اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لیے تمام عہدوں پر اپنے لوگوں کو مقرر کرنا شروع کر دیا۔ وہاں کثیر تعداد میں فوج متعین کر دی۔ اس طرح صورتِ حال قابو میں لانے کے لیے بھارت نے کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ قرار دیتے ہوئے استصوابِ رائے سے صاف انکار کر دیا۔

اقوامِ متحدہ کے نمائندے کی آمد (The arrival of the UN Envoy)

- سلامتی کونسل نے اپنی منظور کردہ قرارداد پر عمل درآمد کرانے کے لیے کئی کوششیں کیں، تاکہ بھارت کو استصوابِ رائے پر آمادہ کیا جا سکے، جس کو خود بھارت تسلیم کر چکا تھا۔
- اس مقصد کے لیے 1957ء میں اقوامِ متحدہ نے ایک نمائندے کو مسئلہ کشمیر کا جائزہ لینے کی غرض سے بھارت اور پاکستان بھیجا۔ سلامتی کونسل کے اس نمائندے کو پاکستان نے ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کرائی، لیکن بھارت نے قرارداد پر عمل درآمد کے سلسلے میں کسی قسم کے تعاون سے صاف انکار کر دیا۔ وہ آج تک سلامتی کونسل کی کسی قرارداد پر عمل درآمد کے لیے آمادہ نہیں ہوا۔ اس نے اپنے اس وعدے کو بھلا دیا ہے جو اس نے سلامتی کونسل اور کشمیر کے عوام سے کیا تھا۔

مسئلہ کشمیر سے حوالے سے اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کے اجلاس کا ایک منظر

موجودہ صورتِ حال (Current Situation)

- مسئلہ کشمیر، پاکستان اور بھارت کے درمیان دیرینہ حل طلب تنازع ہے۔ کشمیر کے معاملے پر پاکستان اور بھارت کے مابین کئی جنگیں بھی ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ آئے دن مقبوضہ کشمیر اور آزاد کشمیر کی سرحد، جسے لائن آف کنٹرول کہا جاتا ہے، پر بھی گولہ باری کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔ جس میں اکثر شہری آبادی نشانہ بنتی رہتی ہے۔
- مسئلہ کشمیر اب بھی جوں کا توں ہے جو عالمی امن کے لیے خطرہ ہے۔ عالمی امن برقرار رکھنے کے لیے اس کا حل ناگزیر ہے۔

پاکستان کے وسط ایشیا کے ممالک کے ساتھ تعلقات
(Pakistan's Relations with Central Asian Countries)

- 1991ء میں سابق سوویت یونین (روس) کی شکست وریخت (Dissolution) کے بعد وسط ایشیا کے مسلم ممالک، قازقستان (Kazakhstan)، کرغزستان (Kyrgyzstan)، تاجکستان (Tajikistan)، ترکمانستان (Turkmenistan)، اورازبکستان (Uzbekistan) وغیرہ وجود میں آئے۔
- پاکستان نے ان ممالک کے ساتھ تعلقات قائم کر کے اپنے خارجہ تعلقات کو فروغ دیا۔ ان تعلقات کو اقتصادی تعاون کی تنظیم کے ذریعے سے مزید فروغ حاصل ہوا۔ پاکستان کے ان ممالک کے ساتھ تعلقات نہ صرف مذہبی بنیادوں پر ہیں، بلکہ موجودہ دور میں مفادات کا بھی تقاضا ہے کہ یہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔
- ان ریاستوں کے پاس ساحل سمندر نہیں ہے جو کہ بین الاقوامی تجارت کے لیے ضروری ہے۔ انھیں یہ سہولت پاکستان فراہم کرتا ہے۔ ان ریاستوں کے پاس توانائی کے وسائل اور معدنیات ہیں، جن کی پاکستان کو ضرورت ہے۔ کوئلہ، قدرتی گیس اور تیل اس خِطّے کے کئی علاقوں سے نکالے جاتے ہیں۔
- اس خِطّے کے عوام کی اکثریت کا ذریعہ معاش چوں کہ زراعت ہے، اس لیے بیشتر آبادی دریائی وادیوں اور نخلستانوں میں رہتی ہے۔ زراعت کا شعبہ غذا اور پارچہ بافی کی صنعت کے علاوہ چمڑے کی صنعت کے لیے بھی خام مال فراہم کرتا ہے۔ یہ خِطّہ اپنے رنگین روایتی قالینوں کے باعث بھی عالمی شہرت رکھتا ہے۔ مستقبل میں امکان ہے کہ ان ریاستوں کے ساتھ پاکستان کے تعلقات میں مزید اضافہ ہوگا۔

اسلامی کانفرنس کی تنظیم (O.I.C) اور پاکستان
(Organization of Islamic Conference and Pakistan)

- پاکستان نے اسلامی کانفرنس کی تنظیم (O.I.C) کے اجلاسوں میں اسلامی ممالک کے اتحاد، ہم آہنگی اور تعاون کے لیے، اہم کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ مسلمانوں کے حق میں اٹھنے والی تحریکوں کا ساتھ دیا ہے اور اپنے مؤقف پر کھل کر اقوامِ متحدہ میں بات کی ہے۔

اسلامی کانفرنس کی تنظیم کا دفتر جدہ (سعودی عرب)

- 1969ء میں جب اسرائیلیوں نے مسجدِ اقصیٰ کو آگ لگائی تو دنیا بھر کے مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ اس کے بعد مسلم ممالک کے نمائندے مراکش کے شہر رباط میں اکٹھے ہوئے۔ اس اجلاس میں پاکستان نے اسلامی کانفرنس کے نام سے ایک مستقل تنظیم کی تشکیل کی تجویز پیش کی، جس کی تمام اسلامی ممالک نے حمایت کی۔ اس طرح 1969ء میں اسلامی کانفرنس کی تنظیم (O.I.C) کا قیام عمل میں آیا۔ اس کا صدر دفتر جدہ (سعودی عرب) میں ہے۔

- 1969ء میں مراکش کے شہر رباط میں اسلامی کانفرنس کی تنظیم کا پہلا اجلاس منعقد ہوا تو پاکستان نے اس کی کارروائی میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس 1974ء میں لاہور میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں پاکستان نے میزبانی کے فرائض ادا کیے۔
- اس کانفرنس کو منعقد کرنے میں ذوالفقار علی بھٹو، شاہ فیصل، معمر قذافی، حافظ الاسد، شیخ زید بن سلطان اور انور سادات نے مرکزی کردار ادا کیا۔ لاہور کے تاریخی شہر میں 40 اسلامی ممالک کے نمائندوں کے علاوہ مؤتمر عالمِ اسلامی (World Muslim Congress)، تحریکِ آزادیِ فلسطین اور عرب لیگ کے وفود نے شرکت کی۔
- پاکستان کی حکومت اور عوام نے بڑے جذباتی انداز میں اپنی ذمے داریاں نبھائیں۔ پاکستان نے کانفرنس میں فلسطینی عوام کی آزادی اور خودمختاری کے حق میں قرارداد پیش کی، جسے متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔
- پاکستان نے 1969ء سے تاحال اسلامی کانفرنس کے تمام اجلاسوں میں شرکت کی۔ اسلامی دنیا کے اتحاد اور مسلم ریاستوں کے مسائل کے حل کے لیے پاکستان نے نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔
- اسلامی کانفرنس کی کامیابی، مسلم اُمّہ کے اتحاد کے لیے پاکستان کی خدمات اور اسلامی ممالک سے خصوصی تعلقات کے قیام کے لیے پاکستان کی طرف سے کیے جانے والے اقدامات کا پوری اسلامی برادری اعتراف کرتی ہے۔

ذیل میں پاکستان کے اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے ممالک کے ساتھ تعلقات کا جائزہ لیا گیا ہے:-

پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات (Pakistan's Relations with Saudi Arabia)

- ابتدا سے ہی پاکستان کے سعودی عرب کے ساتھ قریبی تعلقات قائم ہیں۔ سعودی عرب نے بھی ہمیشہ پاکستان کا ساتھ دیا ہے۔ شاہ فیصل پاکستان کو اپنا دوسرا گھر قرار دیا کرتے تھے۔ سعودی عرب نے بین الاقوامی سیاست میں ہمیشہ پاکستانی مؤقف کی تائید کی ہے۔ اسلام آباد کی فیصل مسجد سعودی عرب کے ساتھ پاکستانی عوام کے تعلقات کی مظہر ہے۔
- سعودی عرب نے مسئلہ کشمیر پر ہمیشہ پاکستانی مؤقف کی حمایت اور کشمیری مسلمانوں کے حق خودارادیت کے لیے آواز اُٹھائی ہے۔ تمام بین الاقوامی معاملات پر دونوں ریاستوں کے مؤقف میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ دورِ حاضر میں بھی پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان برادرانہ تعلقات ہیں۔

پاکستان کے انڈونیشیا اور ملائیشیا کے ساتھ تعلقات
(Pakistan's Relations with Indonesia and Malaysia)

- پاکستان کے انڈونیشیا اور ملائیشیا کے ساتھ بھی قریبی برادرانہ تعلقات ہیں۔ انڈونیشیا اور ملائیشیا جنوب مشرقی ایشیا میں واقع اسلامی ممالک ہیں۔ آبادی کے اعتبار سے انڈونیشیا دنیا کا سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ ان ممالک کو دفاع اور ثقافت سمیت دیگر شعبوں میں بھی ایک دوسرے کا بھرپور تعاون حاصل ہے۔
- پاکستان کی ان ممالک کے ساتھ ترجیحی تجارتی معاہدوں کے بعد اب دوطرفہ تجارت بڑھ کر 3 ارب ڈالر سے تجاوز کر چکی ہے جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ ممالک نہ صرف دیرینہ دوست ہیں، بلکہ معیشت کے حوالے سے بھی پاکستان کے بہترین شراکت دار ہیں۔

پاکستان کے ایران کے ساتھ تعلقات (Pakistan's Relations with Iran)

- ایران کے پاکستان کے ساتھ برادرانہ تعلقات ہیں۔ ایران پہلا ملک تھا جس نے پاکستان کو تسلیم کیا۔ ایران اور پاکستان کے برادرانہ تعلقات صدیوں پرانے تاریخی، تہذیبی، مذہبی اور ثقافتی رشتوں پر استوار ہیں۔ قریباً 909 کلومیٹر لمبی مشترکہ سرحد نے بھی دونوں ممالک کو ہمسائیگی کے رشتوں کی لڑی میں پرو کر رکھا ہوا ہے۔
- پاکستان نے ایران میں آنے والے 1979ء کے اسلامی انقلاب کی حمایت کی۔ ایران کا کشمیر کے موقف پر پاکستان کا بھرپور ساتھ دینا بھی دونوں ممالک کو قریب لانے میں مددگار ثابت ہوا ہے۔ پاکستان اور ایران کی سلامتی اور ترقی ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہے۔
- دونوں ممالک معاشی ترقی کے لیے دہشت گردی اور توانائی بحران سے مشترکہ طور پر نمٹنے کی پالیسی پر گامزن ہیں۔ ایران بھی سی پیک (CPEC) کے ذریعے سے چین اور سنٹرل ایشیا کے ممالک کے ساتھ تجارتی تعلقات میں دلچسپی رکھتا ہے۔

پاکستان کے ترکی کے ساتھ تعلقات (Pakistan's Relations with Turkey)

- ترکی اور پاکستان کے درمیان گہرے، لازوال اور بے مثال تعلقات دونوں ممالک کے عوام کے لیے ایک ایسا اثاثہ ہیں جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ موجودہ دور میں اس قسم کے تعلقات کی دنیا میں کہیں بھی نظیر نہیں ملتی۔ یہ دونوں ممالک یک جان دو قالب ہیں۔
- دنیا میں ترکی ایسا ملک ہے، جہاں پاکستان اور پاکستانی باشندوں کو اتنی عزت اور احترام حاصل ہے کہ پاکستانی یہاں پر اپنے پاکستانی ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔
- ترکی، پاکستان اور ایران نے مل کر ایک تنظیم علاقائی تعاون برائے ترقی یعنی آر سی ڈی 1964ء میں قائم کی تاہم 1979ء میں اس کی سرگرمیاں ختم ہوگئیں۔ اس کی جگہ 1985ء میں اقتصادی تعاون کی تنظیم یا ای سی او (ECO) قائم کی گئی۔
- 2005ء میں پاکستان میں شدید زلزلہ آیا تو ترک باشندوں نے دل کھول کر زلزلہ متاثرین کے لیے عطیات دیے۔ ترک ڈاکٹروں، نرسوں اور طبی عملے اور امدادی تنظیموں نے اپنے آرام و سکون کی پروا کیے بغیر زلزلے سے متاثرہ افراد کی دیکھ بھال اور مدد کی۔
- مسئلہ کشمیر کے حل میں مددگار ہونے اور بین الاقوامی پلیٹ فارم پر پاکستان کا بھرپور ساتھ دینے کے لحاظ سے شاید ہی کسی اور ملک نے پاکستان کی اس قدر کھل کر حمایت کی ہو، جس قدر ترکی نے کی ہے۔

پاکستان کے لیبیا، مصر اور شام کے ساتھ تعلقات

(Pakistan's Relations with Libya, Egypt and Syria)

- پاکستان نے لیبیا، مصر اور شام کے ساتھ ہمیشہ برادرانہ تعلقات کو فروغ دیا ہے۔ 1971ء کی پاک بھارت جنگ میں لیبیا، مصر اور شام نے پاکستان کے ساتھ بے حد ہمدردانہ رویہ رکھا۔ ان ممالک نے پاکستان کو مالی، اخلاقی اور سیاسی مدد دی، جس سے پاکستان اور ان ممالک کے عوام کے درمیان جذباتی لگاؤ مزید بڑھا۔
- پاکستان کی فوجی قوت بڑھانے میں بھی ان ممالک نے پاکستان کی کئی بار مدد کی ہے اور سرمایہ فراہم کیا، تاکہ اسلام کا قلعہ

پاکستان ایک مضبوط ملک بن سکے۔ 1974ء کی اسلامی سربراہی کانفرنس میں ان ممالک کے سربراہان نے شرکت کی اور پاکستانیوں سے اپنی محبت کا اظہار کیا۔ ان ممالک نے اقوامِ متحدہ میں بھی پاکستان کا ساتھ دیا۔

- پاکستان نے بھی عرب اسرائیل جنگ میں ان ممالک کی ہر ممکن مدد کی۔ مسئلہ کشمیر پر بھی ان ممالک نے پاکستان کے موقف کی ہمیشہ حمایت کی ہے۔ پاکستان اور ان ممالک کے درمیان کئی زرعی، صنعتی اور دفاعی منصوبوں میں تعاون جاری ہے۔

پاکستان کے فلسطین کے ساتھ تعلقات (Pakistan's Relations with Palestine)

- 1948ء میں مغربی ممالک کے ایما پر فلسطین کی سرزمین پر اسرائیل کے نام سے ایک ریاست قائم ہوئی۔ فلسطینیوں کے لیے یہ بات تشویش ناک تھی، مگر اسرائیل نے اپنے علاقے پھیلانے شروع کر دیے۔ مسلمان ممالک خصوصاً عرب ممالک فلسطین کے بچاؤ کے لیے سرگرم عمل ہو گئے۔
- کئی مرتبہ اسرائیل اور عربوں کے مابین باقاعدہ جنگ ہوئی، مگر عربوں کے درمیان اتحاد کی کمی اور دیگر وجوہات کی بنا پر عرب ممالک کامیاب نہ ہو سکے، اس طرح یروشلم سمیت اہم علاقے اسرائیل کے کنٹرول میں چلے گئے اور فلسطین کا مسئلہ ایک سنگین صورت اختیار کر گیا۔ اب بھی اقوامِ متحدہ، اسلامی دنیا اور بڑی طاقتوں کی طرف سے آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کے لیے کوششیں جاری ہیں۔
- پاکستان نے فلسطین کے مسلمانوں کے حقوق کے لیے ہر عالمی فورم پر بات کی اور عالمی برادری کی توجہ اس مسئلے کی جانب دلائی۔ پاکستان ہمیشہ اس مسئلہ کے حل کے لیے کوشاں رہا ہے۔
- پاکستان نے آج تک اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا۔ فلسطینیوں کے لیے اقوامِ متحدہ کے فنڈ میں پاکستان نے ہمیشہ خطیر رقم جمع کرائی۔ عرب ممالک اور اسرائیل کے درمیان جنگوں میں پاکستان نے عربوں کی ہر ممکن سیاسی اور اخلاقی مدد کی۔
- تنظیم آزادیِ فلسطین کو اسلامی سربراہی کانفرنس کی رکنیت دلانے میں پاکستان نے بنیادی کردار ادا کیا۔ موجودہ فلسطینی ریاست کے ساتھ پاکستان کے بہترین تعلقات قائم ہیں اور پاکستان فلسطینیوں کے موقف کی مکمل حمایت کرتا ہے۔

پاکستان اور دیگر مسلم ممالک (Pakistan and other Muslim Countries)

- پاکستان تمام اسلامی ممالک سے قریبی تعلقات کی خواہش رکھتا ہے۔ موجودہ دور میں پاکستان نے عالمی سیاست میں کسی بھی بلاک کا ساتھ دینے کے بجائے غیر جانب دارانہ طرزِ عمل اپنا رکھا ہے۔
- پاکستان اسلامی ممالک سے اپنے دوطرفہ تعلقات ایسے استوار کر رہا ہے کہ وہ کسی تیسرے اسلامی ملک کے خلاف نہ ہوں۔ پاکستان کے اُردن، الجزائر، مراکش، تیونس، نائیجیریا، عراق، متحدہ عرب امارات، اومان اور لبنان وغیرہ کے ساتھ اچھے تجارتی اور تہذیبی تعلقات قائم ہیں۔
- دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمان آزادی کی جدوجہد کر رہے ہیں تو ان تحریکوں کو پاکستان کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ تمام اسلامی ممالک کو دفاعی لحاظ سے مضبوط بنانے میں بھی پاکستان نے ہر ممکن مدد فراہم کی ہے۔ پاکستان نے عالمِ اسلام کے اتحاد کی کوششوں میں ہمیشہ مثبت کردار ادا کیا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

اقتصادی تعاون کی تنظیم یا ای سی او میں 10 ایشیائی ممالک پاکستان، ایران، ترکی، افغانستان، آذر بائیجان، قازقستان، کرغزستان، تاجکستان، ترکمانستان اور ازبکستان شامل ہیں۔ ای سی او کا صدر دفتر ایران کے دارالحکومت تہران میں واقع ہے۔ اس تنظیم کا مقصد یورپی اقتصادی اتحاد (European Union) کی طرح اشیا اور خدمات کے لیے واحد مارکیٹ تشکیل دینا ہے۔

پاکستان کے سارک ممالک کے ساتھ تعلقات
(Pakistan's Relations with SAARC Countries)

سارک (South Asian Association for Regional Cooperation-SAARC) جنوبی ایشیا کے ممالک کی تنظیم برائے علاقائی تعاون ہے۔ اس کا قیام 1985ء میں عمل میں آیا۔ اس تنظیم میں آٹھ ممالک، پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، سری لنکا، نیپال، مالدیپ، بھوٹان اور افغانستان شامل ہیں۔ سارک تنظیم کے درج ذیل مقاصد ہیں:۔

i- ایک دوسرے کے مسائل کو سمجھنا اور باہمی اعتماد سازی کے لیے اقدامات کرنا۔

ii- جنوبی ایشیا کے ممالک کے درمیان اجتماعی خود انحصاری کو بڑھانا اور مضبوط کرنا۔ رکن ممالک کے درمیان معاشی، ثقافتی، ٹیکنالوجی اور سائنسی میدان میں باہمی تعاون اور مدد کو فروغ دینا۔

iii- باہمی دل چسپی کے موضوعات پر بین الاقوامی سطح پر یکساں موقف اختیار کرنا۔ بین الاقوامی اور علاقائی تعاون کی تنظیموں کے ساتھ تعاون کرنا۔

پاکستان کے سارک ممالک کے ساتھ تعلقات ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں:۔

(i) پاکستان اور بھارت (Pakistan and India)

- بھارت، پاکستان کے مشرق میں واقع ہے۔ اس کا دارالحکومت دہلی ہے اور اس میں پارلیمانی نظام رائج ہے۔ جنوبی ایشیا کی علاقائی تعاون کی تنظیم "سارک" کے دائرہ میں دونوں ممالک میں تعاون بڑھانے کی کئی کوششیں کی گئیں۔ پاکستان نے ہمیشہ اختلافی امور کو مذاکرات کے ذریعے سے حل کرنے پر زور دیا۔
- پاکستان اور بھارت کے تعلقات ہمیشہ سے ہی اتار چڑھاؤ کا شکار رہے ہیں جس کی وجہ سے دوطرفہ تعلقات کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکل سکا۔ پاکستان ہمیشہ سے اختلافی امور کو حل کرنے کے لیے بھارت کو مذاکرات کی دعوت دیتا رہا ہے لیکن بھارت ہمیشہ نظر انداز کرتا رہا ہے۔
- 1988ء میں "سارک" کانفرنس کے موقع پر پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم کو ملنے کا موقع ملا، جس میں ایک معاہدے پر دستخط ہوئے۔ اس معاہدے کے مطابق دونوں ممالک ایک دوسرے کے جوہری مراکز پر حملہ نہ کرنے کے پابند ہوئے۔
- سارک تنظیم کے تحت 1990ء کے بعد پاکستان اور بھارت کے تعلقات میں کچھ بہتری ہوئی۔ باہمی تجارت اور لوگوں کی آمدورفت بڑھی۔ یہ تعلقات بھی ایک حد سے آگے نہ بڑھ سکے۔
- جنوری 2004ء میں سارک کانفرنس (اسلام آباد) کے دوران میں صدرِ پاکستان اور بھارت کے وزیرِ اعظم کے درمیان مذاکرات ہوئے اور کئی سمجھوتے طے پائے اور باہمی مسائل کو حل کرنے کے لیے مذاکرات جاری رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا۔

- مسئلہ کشمیر دونوں ممالک کے مابین کشیدہ تعلقات کی بنیادی وجہ ہے۔ بھارت مسئلہ کشمیر کو منصفانہ طور پر حل نہیں کرنا چاہتا۔ پاکستان اب بھی اپنے اس منصفانہ موقف پر قائم ہے کہ مسئلہ کشمیر اقوامِ متحدہ کی منظور کی ہوئی قراردادوں کے مطابق مظلوم کشمیریوں کی رائے کے ذریعے سے حل کیا جائے۔
- سارک کے رکن ممالک نے پاکستان اور بھارت کے مابین مسئلہ کشمیر اور پانی جیسے بنیادی تنازعے کے حل میں ہمیشہ موثر کردار ادا کیا ہے، لیکن بھارت ہمیشہ رکاوٹوں کا باعث بنا ہے، جس سے یہ مسئلہ ابھی تک حل طلب ہے اور دونوں ممالک کے تعلقات میں بڑی رکاوٹ ہے۔

(ii) پاکستان اور بنگلہ دیش (Pakistan and Bangladesh)

- 1985ء میں سارک کا پہلا سربراہی اجلاس اور 1993ء میں سارک کا ساتواں سربراہی اجلاس بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ میں منعقد ہوا۔ ان اجلاسوں میں سارک ممالک کے درمیان تجارت کو فروغ دینے کے لیے بہت سے اقدامات اٹھائے گئے۔
- 1993ء میں پاکستان اور بنگلہ دیش کے درمیان ٹریکٹروں کا ایک معاہدہ طے پایا، جس کی رو سے پاکستان نے بنگلہ دیش کو ٹریکٹر فراہم کیے۔
- 2005ء میں سارک کی تیرھویں سربراہی کانفرنس ڈھاکہ میں منعقد ہوئی، جس میں بنگلہ دیش کی وزیرِاعظم خالدہ ضیاء کو اگلے سال کے لیے سارک کا چیئر پرسن منتخب کیا گیا۔ اس اجلاس میں پاکستان نے متنازعہ امور کو حل کرنے پر زور دیا اور علاقائی تعاون اور ترقّی کے لیے کشمیر کے مسئلے کے حل کو ناگزیر قرار دیا۔
- بنگلہ دیش سے ہمارے اچھے تعلقات ہیں، لیکن ان تعلقات میں اُتار چڑھاؤ آتے رہے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان تعلقات میں بہتری آ رہی ہے۔ پاکستان اور بنگلہ دیش کے درمیان تجارتی تعلقات بھی قائم ہیں۔ دونوں ممالک کے تجارتی حجم میں بھی آہستہ آہستہ اضافہ ہو رہا ہے۔

(iii) پاکستان اور سری لنکا (Pakistan and Sri Lanka)

- پاکستان اور سری لنکا کے درمیان تجارتی تعلقات کافی مضبوط ہیں۔ دونوں ممالک کے درمیان کھیلوں کے مقابلے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ سارک کا چھٹا سربراہی اجلاس 1991ء میں سری لنکا کے دارالحکومت کولمبو میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں ایشیا میں تخریب کاری اور تشدد کے بڑھتے ہوئے رجحانات پر قابو پانے کے لیے مختلف تجاویز پر غور کیا گیا۔
- پاکستان کے وزیرِاعظم میاں محمد نواز شریف نے اس خطّے میں پائیدار امن کے قیام، اقوامِ متحدہ کے چارٹر کی پابندی اور ایٹمی ہتھیاروں کے خاتمے کی تجاویز دیں۔
- 1998ء میں سارک کا بیسواں سربراہی اجلاس سری لنکا کے دارالحکومت کولمبو میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں بھارت کے وزیرِاعظم اٹل بہاری واجپائی اور میاں محمد نواز شریف کے درمیان ملاقات ہوئی، جس کی بنا پر واجپائی نے لاہور کا دورہ کیا۔ سارک ممالک نے غربت کے خاتمے اور باہمی تعاون کو فروغ دینے پر زور دیا۔
- پاکستان اور سری لنکا کے تعلقات میں کافی گرم جوشی پائی جاتی ہے اور دونوں ممالک کے درمیان تجارتی تعلقات کافی مضبوط ہیں۔ پاکستان نے سری لنکا کو تامل ٹائیگرز کے خلاف خانہ جنگی میں جنگی سامان اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے آلات فراہم کیے۔

- 2016ء کے شروع میں وزیرِاعظم پاکستان نے سری لنکا کا دورہ کیا۔ اس دوران میں دونوں ممالک کے درمیان دفاع، سلامتی، انسدادِ دہشت گردی، تجارت اور سائنس و ٹیکنالوجی کے شعبوں سے متعلق کئی معاہدوں اور مفاہمت کی یادداشتوں پر دستخط ہوئے۔
- پاکستان اور سری لنکا کے درمیان انتہائی قریبی تعلقات ہیں، دونوں ممالک ایک دوسرے کی سالمیت کا نہ صرف احترام کرتے ہیں، بلکہ ایشیا میں امن کے حوالے سے یکساں موقف بھی رکھتے ہیں۔

(iv) پاکستان اور نیپال (Pakistan and Nepal)

- سارک کے حوالے سے پاکستان کے نیپال سے تجارتی تعلقات کافی حوصلہ افزا ہیں اور مختلف وفود کے تبادلے ہوتے رہتے ہیں۔ پاکستان اور نیپال کے مشترکہ اقتصادی کمیشن کے قیام کا معاہدہ 1983ء میں طے پایا۔ دونوں ممالک نے تجارت و زراعت اور سیاحت کے علاوہ توانائی کے شعبے میں معلومات کے تبادلے سمیت اہم پیش رفت کی ہے۔
- دونوں ممالک متعدد علاقائی اور عالمی مسائل پر یکساں مؤقف رکھتے ہیں۔ پاکستان نیپال کے ساتھ اپنے دوستانہ تعلقات کو بڑھانے کا خواہاں ہے اور تجارتی اور اقتصادی شعبوں میں تعاون کے نئے راستے تلاش کرنا چاہتا ہے۔ اس وقت دونوں ممالک کے درمیان تجارت، زراعت، تعلیم، توانائی، انفارمیشن ٹیکنالوجی اور دیگر شعبوں میں تعاون جاری ہے۔
- پاکستان اور نیپال کے قریبی اور دوستانہ تعلقات کو اقتصادی اور تجارتی تعاون میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ دو طرفہ تجارت کو وسعت دینے کے لیے ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے۔

(v) پاکستان اور جمہوریہ مالدیپ (Pakistan and Republic of Maldives)

مالدیپ کے جزائر کا خوب صورت منظر

- جمہوریہ مالدیپ اگرچہ ایک چھوٹا ملک ہے مگر اس کا خوب صورت محلِ وقوع اور بحرِ ہند اور بحیرہ عرب کے سنگم پر واقع ہونا بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے ایک طرف بھارت اور دوسری طرف سری لنکا ہے۔ جمہوریہ مالدیپ کے حکمرانوں اور عوام کی پاکستان سے محبت اور علاقائی و عالمی امور پر یکساں موقف قابلِ تحسین ہے۔
- جمہوریہ مالدیپ کے پاکستان سے تعلقات ہمیشہ سے مثالی رہے ہیں۔ 1990ء میں سارک کی پانچویں سربراہی کانفرنس جمہوریہ مالدیپ کے دارالحکومت مالے میں منعقد ہوئی۔ جمہوریہ مالدیپ کے صدر مامون عبدالقیوم نے میزبانی کے فرائض انجام دیے۔ پاکستانی وفد کی قیادت وزیرِاعظم میاں محمد نواز شریف نے کی۔
- کویت سے عراق کی فوج کی واپسی اور سمگلنگ کی روک تھام پر زور دیا گیا۔ جمہوریہ مالدیپ کے عوام کا اہم پیشہ ماہی گیری ہے۔ یہاں سے گھونگھے اور سیپیاں اکٹھی کرکے دوسرے ممالک کو بھیجی جاتی ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

جمہوریہ مالدیپ، جزائر پر مشتمل ایک ریاست ہے۔ یہاں قریباً 200 جزیرے ایسے ہیں، جن پر انسانی آبادی موجود ہے۔ مالدیپ کا دارالحکومت مالے ہے جہاں پورے ملک کی 80 فی صد آبادی قیام پذیر ہے۔

- 2015ء میں مالدیپ کے صدر عبد اللہ یامین عبدالقیوم نے پاکستان کا دورہ کیا۔اس دوران میں دونوں ممالک کے درمیان کئی معاہدات ہوئے، جن میں منشیات کی سمگلنگ کی روک تھام، کھیل، صحت، تجارت اور تعلیم کے شعبے وغیرہ شامل تھے۔
- موجودہ دور میں مالدیپ، پاکستان کی انوسٹمنٹ فرینڈلی پالیسی سے بدلتے ہوئے اقتصادی حالات اور پاک مالدیپ دوستی سے استفادہ کر سکتا ہے، جب کہ مختلف اقتصادی اور سماجی شعبوں میں دونوں ممالک ایک دوسرے کے ساتھ خیرسگالی کے جذبات کے ساتھ مزید آگے بڑھ سکتے ہیں۔

(vi) پاکستان اور بھوٹان (Pakistan and Bhutan)

- پاکستان کے بھوٹان کے ساتھ کافی قریبی تعلقات استوار ہو چکے ہیں۔اس کے دارالحکومت کا نام تھمفو (Thimphu) ہے جو کہ دریائے تھمفو کے کنارے آباد ہے۔
- بھیڑ بکریاں پالنا یہاں کے لوگوں کا ایک اہم پیشہ ہے۔خواتین کڑھائی کا کام گھروں میں بیٹھ کر کرتی ہیں۔یہاں مربّہ جات بنانے کی بھی کافی فیکٹریاں ہیں۔بھوٹان کی سرکاری زبان ''ژونگا'' (Dzongkha) ہے۔زیادہ تر عوام کا مذہب بُدھ مت ہے۔
- دونوں ممالک کے درمیان وفود کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔2004ء میں اسلام آباد میں ہونے والی سارک کانفرنس میں بھوٹان نے شرکت کی۔اسی سال پاکستان کے وزیرِ اعظم شوکت عزیز نے اپنے وفد کے ساتھ بھوٹان کا سرکاری دورہ کیا اور باہمی دل چسپی کے کئی امور پر بات چیت کی۔بھوٹان نے سارک کی سرگرمیوں میں ہمیشہ اہم کردار ادا کیا ہے۔
- مارچ 2011ء میں بھوٹان کے وزیرِ اعظم نے پاکستان کا دورہ کیا اور پاکستان کے وزیرِ اعظم یوسف رضا گیلانی سے دوطرفہ تعلقات پر بات چیت کی۔اس دوران میں اقتصادی ترقّی، سرمایہ کاری، تجارت، تعلیم اور ثقافت کے حوالے سے مختلف یادداشتوں پر دستخط کیے گئے۔
- بھوٹان کے لیے پاکستان کی اہم برآمدات میں کپاس کی گانٹھیں، ٹیکسٹائلز کی اشیا، کھیلوں کا سامان اور چمڑے سے بنی ہوئی اشیا وغیرہ شامل ہیں۔بھوٹان سے پاکستان کی اہم درآمدات میں پٹ سن، ربڑ، بیجوں کا تیل اور مختلف کیمیکلز شامل ہیں۔

(vii) پاکستان اور افغانستان (Pakistan and Afghanistan)

- جنوبی ایشیائی علاقائی تعاون کی تنظیم (سارک) نے افغانستان کو 2007ء میں اپنا رکن بنایا تھا۔اس تنظیم کے جھنڈے تلے پاکستان اور افغانستان نے امن، استحکام، ہم آہنگی اور اس خطّے کی ترقّی کے لیے اہم کردار ادا کیا ہے۔
- دونوں ممالک، خودمختاری اور برابری کے اصولوں، علاقائی سالمیت، قومی آزادی، طاقت کا استعمال نہ کرنے اور تمام مسائل کا پُرامن حل ڈھونڈنے کے حامی ہیں۔
- افغانستان نے مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے پاکستان کی کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔سارک کے ذریعے سے دونوں ممالک کے معاشی اور تجارتی تعلقات بہتر ہوئے ہیں۔دونوں ممالک کے درمیان سماجی، ثقافتی اور کھیلوں سے متعلق تقاریب کے انعقاد سے تعاون بڑھا ہے۔
- پاکستان اور افغانستان کے سیاسی تعلقات دونوں ممالک کی تجارت کے فروغ پر اثرانداز ہوتے ہیں۔پاکستان نے افغانستان کے ساتھ بہت سے شعبوں میں معاہدے کیے ہیں، جن میں تجارت، اقتصادی ترقّی اور تعاون سمیت دیگر اہم شعبے شامل ہیں۔

پاکستان کے بڑی طاقتوں کے ساتھ تعلقات
(Pakistan's Relations with major world powers)

پاکستان اپنی جغرافیائی اور سیاسی اہمیت کی بنیاد پر عالمی سیاست میں خصوصی مقام رکھتا ہے، اسی لیے عالمی سیاست میں پاکستان کا کردار ہمیشہ فعال رہا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عالمی سیاست میں پاکستان کی اہمیت میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ بڑی طاقتوں کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:۔

ریاست ہائے متحدہ امریکا (United States of America)

- پاکستان اور امریکا کے تعلقات کی بنیاد قومی سلامتی اور قومی مفادات کا تحفظ ہے۔ پاک امریکا تعلقات کی ابتدا اُس وقت ہوئی، جب امریکی صدر ٹرومین نے پاکستانی وزیرِاعظم لیاقت علی خاں کو امریکی دورے کی دعوت دی، جسے انھوں نے قبول کرلیا۔ لیاقت علی خاں نے 1950ء میں امریکا میں اپنے خطابات کے ذریعے سے پاکستان کے قیام کے مقاصد بیان کرنے کے علاوہ پاکستان کی ترقّی کی ضروریات بھی بیان کیں۔ ان کا یہ دورہ کامیاب رہا۔ امریکا نے پاکستان کو فوجی اور معاشی امداد دی، جس سے پاکستان کی تعمیر و ترقّی کے سفر میں مدد ملی۔
- 1954ء میں پاکستان نے امریکا اور اس کے اتحادیوں کے ساتھ دفاعی معاہدے سیٹو پر دستخط کیے اور 1955ء میں پاکستان معاہدہ بغداد میں بھی امریکا کے ساتھ اتحادی بن گیا۔ یہ معاہدہ بعد میں سینٹو کہلایا۔
- ان معاہدوں کی وجہ سے پاکستان کو فوجی اور معاشی امداد ملی۔ اس سے پاکستان کی دفاعی صلاحیتوں میں اضافہ ہوا مگر 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں امریکا نے پاکستان کی امداد بند کردی۔ اس کٹھن وقت میں چین، ایران اور سعودی عرب نے پاکستان کا ساتھ دیا۔ 1968ء میں امریکا کے ساتھ پاکستان کے تعلقات بہتر ہوئے، جو کہ 1970ء تک جاری رہے۔
- 1971ء میں جب بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا تو امریکا نے خود کو اس سے الگ کر کے پاکستان کا ساتھ نہ دیا، جب کہ روس نے بھارت کا ساتھ دیا۔ روس نے جب افغانستان پر حملہ کیا تو لاکھوں مہاجرین پاکستان آئے۔ اس موقع پر امریکا اور مغربی طاقتوں نے پاکستان کے ساتھ مل کر افغان عوام کی مدد کی اور روس کو افغانستان سے واپس جانا پڑا۔
- 11 ستمبر 2001ء میں امریکا میں ہونے والی دہشت گردی کے واقعات کے بعد امریکا نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ اس جنگ میں پاکستان نے امریکا کا ساتھ دیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پاکستان اور امریکا کے تعلقات مزید بہتری کی طرف گامزن ہوئے۔

روس (Russia)

- جغرافیائی طور پر روس پاکستان کے قریب ہے، مگر پاکستان کے امریکا کے ساتھ دفاعی معاہدوں میں شرکت کے باعث روس کے ساتھ تعلقات میں گرم جوشی نہیں آسکی اور روس کے تعلقات بھارت سے استوار ہوتے چلے گئے۔
- روس نے بھارت کی تعمیر و ترقّی میں قابلِ ذکر کردار ادا کیا، جس کی وجہ سے پاکستان اور روس کے درمیان تعلقات میں بہتری نہ آسکی۔ 1956ء میں روس کے نائب وزیرِاعظم نے پاکستان کا دورہ کیا جس میں پاکستان کو صنعت اور معیشت کی ترقّی کے لیے

امداد کی پیش کش کی۔

- 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد روس نے تاشقند کے مقام پر بھارت اور پاکستان کے درمیان معاہدہ کرا کے جنگی قیدیوں کی واپسی اور علاقوں پر قبضے کا مسئلہ حل کرایا۔ روس نے بھارت کی مدد جاری رکھی۔
- 1971ء کی پاک بھارت جنگ میں بھارت کو روس کی مدد حاصل تھی، جب کہ امریکا نے پاکستان کا ساتھ نہ دیا، اس طرح مشرقی پاکستان کے محاذ پر پاکستان کو کامیابی حاصل نہ ہوئی اور بنگلہ دیش معرضِ وجود میں آیا۔
- ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں روس کے ساتھ پاکستان کے تعلقات میں بہتری آئی۔ اسی دور میں کراچی میں روس کے تعاون سے سٹیل مل لگائی گئی جو کہ پاکستان کی معیشت میں اہم کردار ادا کرتی رہی۔
- پاک روس تعلقات میں پاکستان کے امریکا کے ساتھ تعلقات کے باعث سرد مہری رہی۔ روس کے افغانستان پر قبضے کے بعد تو پاکستان اور روس کے تعلقات میں مزید بگاڑ پیدا ہو گیا۔ پاکستان نے کھل کر روسی قبضے کی مخالفت کی اور امریکا اور مغربی ممالک کے تعاون سے افغان عوام کی مدد کی۔
- افغان جنگ میں روس کو ناکامی ہوئی اور افغان جنگ کے بعد روس ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور پاکستان کے اس شکست وریخت سے وجود میں آنے والی ریاستوں، مثلاً: ازبکستان، کرغزستان، تاجکستان، ترکمانستان وغیرہ سے اقتصادی تعاون کی تنظیم (ECO) کے تحت تعلقات قائم ہوئے۔ روس کا عالمی سیاست میں کردار نسبتاً کم ہو گیا۔ یوں امریکا کی برتری قائم ہو گئی۔
- موجودہ حالات میں پاکستان اور روس کے درمیان تعلقات میں کافی حد تک بہتری آ رہی ہے۔ پاک روس مشترکہ فوجی مشقیں اچھے تعلقات کی نئی امید پیدا کر رہی ہیں۔

برطانیہ (Great Britain)

- برطانیہ اور پاکستان کے درمیان تعلقات قیامِ پاکستان سے قبل، تحریکِ پاکستان کے زمانے سے ہیں۔ تقسیمِ ہند کے بعد پاکستان نے ہمیشہ کوشش کی کہ برطانیہ کے ساتھ قریبی تعاون کو برقرار رکھا جائے۔
- دوسری جنگِ عظیم کے اثرات کے باعث برطانیہ اس قابل نہیں رہا تھا کہ وہ پاکستان کی تعمیر و ترقی میں فعال کردار ادا کر سکتا۔ تاہم برطانیہ نے دولتِ مشترکہ (Commonwealth) ریاستوں کی تنظیم کے ذریعے سے پاکستان کو مالی اور فوجی امداد فراہم کی۔
- برطانیہ کے ساتھ پاکستانی تجارت کا حجم بھی زیادہ نہ بڑھ سکا۔ اس کے برعکس برطانیہ نے بھارت کے ساتھ تعلقات کو زیادہ فروغ دیا۔
- پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے مسئلے پر بھی برطانیہ کے ساتھ اختلافات رہے۔ برطانیہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی مخالفت کرتا رہا، مگر پاکستان نے اپنے قومی مفادات کی خاطر اپنے ایٹمی پروگرام کو جاری رکھا۔
- موجودہ دور میں برطانیہ اور پاکستان کے درمیان تعلقات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان تعلیم کے فروغ، سماجی شعبے کی ترقی، معاشی ڈھانچے کی بہتری کے لیے سرمایہ کاری میں اضافہ، غربت کے مسئلے سے نمٹنا، توانائی کے بحران، شہریوں کے تحفظ اور ان کی سیکورٹی اور معاشرے میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی کے چیلنج سے نمٹنے کے لیے کئی معاہدے ہو چکے ہیں۔

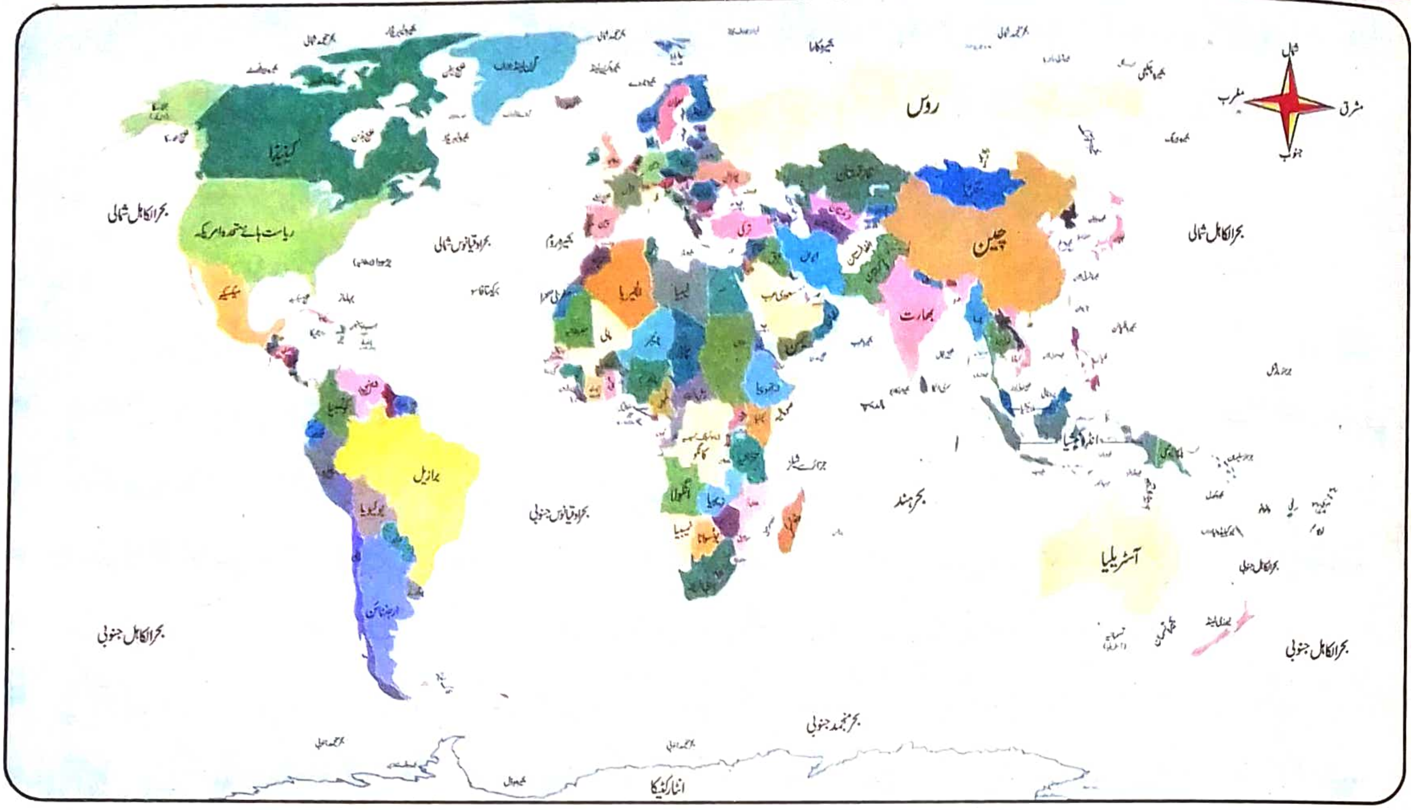

دنیا کا نقشہ ایک نظر میں

جاپان (Japan)

- جاپان نے پاکستان کی قومی تعمیر و ترقّی میں ہمیشہ فعال کردار ادا کیا ہے۔ دوسری جنگِ عظیم (اگست 1945ء) میں امریکا نے جاپان کے شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا کر انھیں تباہ و برباد کر دیا، مگر جنگ میں ناکامی کے باوجود جاپانی قوم نے سخت محنت سے ترقّی کی منازل طے کی ہیں اور اس وقت اُسے دنیا کی طاقت ور معاشی قوت حاصل ہے۔ جاپان کی صنعتی ترقّی نے اُسے اس وقت دنیا میں اعلیٰ مقام دے رکھا ہے۔
- پاکستان اور جاپان کے درمیان 1952ء سے سفارتی تعلقات قائم ہیں۔ 1957ء میں جاپان اور پاکستان کے وزرائے اعظم نے ایک دوسرے کے ممالک کے دورے کیے، جن میں معاشی اور صنعتی تعاون کو فروغ دینے کے لیے معاہدے کیے گئے۔
- جاپان نے پاکستان کی صنعتی ترقّی کے لیے قابلِ ذکر معاونت کی۔ جاپان پاکستان کو قرضے فراہم کرنے والا ایک اہم ملک ہے۔ جاپان، پاکستان کی صنعتی ضروریات مثلاً بجلی کا سامان، صنعتی مشینری، کاریں، ٹرک، موٹر سائیکل، کیمیائی مادے اور کیمیکل مشینری اور بھاری صنعت وغیرہ کی تکمیل کے لیے معاونت کرتا رہا ہے۔ اس طرح جاپان اور پاکستان کے درمیان تجارت کا حجم بڑھتا چلا گیا۔
- جاپان نے بلوچستان کی پسماندگی دور کرنے کے لیے بلوچستان یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی خضدار کے لیے جدید مشینری، گدو، سبی اور کوئٹہ کے درمیان بجلی کی سپلائی، پسنی میں ڈیزل پاور سٹیشن کا قیام، پاکستان میں زیرِ زمین پانی کی تلاش اور پینے کے صاف پانی کے منصوبے شروع کر کے مثبت کردار ادا کیا۔
- پاکستان کی معاشی ترقّی میں جاپان کا کردار کلیدی رہا ہے۔ اس لحاظ سے جاپان نے کسی بھی دوسرے ملک کی نسبت پاکستان کی زیادہ معاونت کی ہے۔

- جاپان کی سرکاری ایجنسی، جاپان انٹرنیشنل کوآپریشن ایجنسی (جائیکا) (Japan International Cooperation Agency-JICA) پاکستان میں تعلیم،صحت، پینے کے پانی کی فراہمی اور نکاسی آب، ماحول، آب پاشی اور زراعت، ذرائع آمدورفت، توانائی اور قدرتی آفات سے بچاؤ وغیرہ کے شعبوں میں معاونت کر رہی ہے۔

یورپی یونین (European Union)

- یورپی یونین یورپی ممالک کی ایک تنظیم ہے۔ یورپی ممالک نے باہمی طور پر "ایک یورپ" کے تصور کے تحت یورپی یونین بنائی ہے۔
- پاکستان اور یورپی یونین کے تعلقات 1976ء میں قائم ہوئے۔ پاکستان کی معیشت یورپی یونین کے ساتھ مضبوط تجارتی تعلقات اور کئی دوسرے تجارتی معاہدوں کے ساتھ جڑی ہے۔
- وقت کا تقاضا ہے کہ یورپی یونین کے ممالک میں پاکستانی مفادات کا تحفظ اور ان کے ساتھ تعلقات کو مزید فروغ دیا جائے۔ یاد رہے کہ پاکستان نے فرانس، ہالینڈ، بیلجیم، برطانیہ اور سویڈن وغیرہ کے ساتھ انفرادی معاشی معاہدے بھی کیے۔
- پاکستان نے فرانس سے دفاعی ساز و سامان خریدنے کے لیے معاہدے کیے ہیں مگر ٹیکنالوجی کی منتقلی ممکن نہیں ہوئی، لہٰذا خود انحصاری حاصل نہیں کی جاسکی۔ پاکستان نے جرمنی کے ساتھ بھی کئی ایک معاشی و دفاعی معاہدے کیے ہیں، مگر ان کا حجم کم ہے۔
- پاکستان کے پاس سویڈن کے تیار کردہ بال بیرنگ اور دیگر صنعتی سامان آتا ہے، مگر یہاں بھی تجارت بڑی حد تک یک طرفہ ہے۔ ناروے کی کمپنی ٹیلی نار کا پاکستان میں موبائل فون کا نیٹ ورک کام کر رہا ہے۔

چین اور پاکستان کا اقتصادی راہداری منصوبہ (China Pakistan Economic Corridor-CPEC)

- چین، پاکستان اقتصادی راہداری منصوبہ بہت بڑا تجارتی منصوبہ ہے، جس کا مقصد جنوب مغربی پاکستان سے چین کے شمال مغربی علاقے سنکیانگ تک گوادر بندرگاہ، ریلوے اور موٹروے کے ذریعے سے تیل اور گیس کی کم وقت میں ترسیل ہے۔ اقتصادی راہداری دونوں ممالک کے تعلقات میں مرکزی اہمیت کی حامل تصور کی جاتی ہے۔

چین پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC) کے تحت بننے والی موٹروے کا ایک منظر

- چین پاکستان کا اقتصادی راہ داری منصوبہ پاکستان اور پورے خِطّے کے ممالک کی معیشت کے لیے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ منصوبہ مختلف خِطّوں کو باہمی طور پر منسلک کر کے ترقّی وخوش حالی کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ افغانستان میں قیامِ امن اور تعمیرِ نو کے آغاز کے پیشِ نظر اس منصوبے کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔ افغانستان میں امن کے نتیجہ میں گوادر بندرگاہ سے تجارت بڑھے گی۔
- پاکستان کی معیشت پر اس کے مثبت اثرات کی توقع کی جارہی ہے۔ مستقبل کی ضروریات کے پیشِ نظر سی پیک کے تحت توانائی، سڑکوں، ریل، صنعت اور سیاحت وغیرہ کے شعبوں کو ترقّی ملے گی۔ ملک میں کاروباری سرگرمیاں تیز ہوں گی، معیشت مستحکم ہو گی، روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے اور غربت میں کمی لانے میں مدد ملے گی۔ ملکی معیشت کے مختلف شعبوں میں ترقّی کے لیے چین کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔

دنیا میں قیامِ امن کے لیے پاکستان کا کردار

(Pakistan's Contribution towards Peace Keeping in the World)

- پاکستان اقوامِ متحدہ کا رکن ہے۔ اقوامِ متحدہ کا قیام 24 اکتوبر 1945ء کو عمل میں آیا۔ پاکستان نے 30 ستمبر 1947ء کو اقوامِ متحدہ کی رکنیت حاصل کر لی اور اس کے ایک ذمہ دار رکن کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیے ہیں۔
- پاکستان اقوامِ متحدہ کے منشور پر کاربند رہتے ہوئے اپنا عالمی کردار ادا کرتا ہے۔ بھارت کے ساتھ پاکستان کی کئی جنگوں میں سلامتی کونسل اور اقوامِ متحدہ کے کردار کو پاکستان نے تو تسلیم کیا، مگر بھارت نے نظر انداز کیا۔
- سلامتی کونسل نے 1949ء میں قرارداد منظور کی کہ کشمیر میں استصوابِ رائے کرایا جائے۔ کشمیریوں کو ان کی قسمت کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیا جائے، مگر بھارت نے سلامتی کونسل کی قراردادوں کی پروا نہیں کی۔ پاکستان اقوامِ متحدہ کا ایک ذمہ دار رکن ہے۔ جب بھی اقوامِ متحدہ نے تقاضا کیا، اس نے اپنی افواج کی خدمات ''امن فوج'' کے طور پر فراہم کی ہیں۔
- پاکستانی افواج نے خلیجی ریاستوں، بوسنیا، سوڈان، کانگو اور دنیا کی دیگر ریاستوں میں امن فوج کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیے۔ افریقی ریاستوں میں جہاں حالات انتہائی سخت ہیں، پاکستانی افواج نے امن قائم کرنے میں اپنا کردار انتہائی مؤثر طور پر ادا کیا ہے۔ انھی خدمات کے اعتراف میں پاکستان کو کئی بار اقوامِ متحدہ کی مختلف کمیٹیوں کا سربراہ بھی بنایا جاتا رہا ہے۔
- پاکستان کو سلامتی کونسل کے غیر مستقل رکن کی حیثیت بھی حاصل رہی ہے۔ اقوامِ متحدہ میں پاکستان کا مستقل مندوب موجود ہوتا ہے جو اہم مسئلے پر اصولی مؤقف اختیار کرتے ہوئے پاکستان کی نمائندگی کرتا ہے۔
- پاکستان نے مسئلہ فلسطین پر اقوامِ متحدہ میں خصوصی کردار ادا کیا ہے۔ فلسطینیوں پر ہونے والے مظالم کی جانب اقوامِ عالم کی توجہ دلائی ہے، تاکہ مسئلہ فلسطین حل کر کے فلسطینی مسلمانوں کے لیے آزاد وخود مختار ریاست قائم کی جائے۔ امریکا اور یورپی ریاستیں اسرائیل کی مددگار رہیں، اس لیے اقوامِ متحدہ کو یہ مسئلہ حل کرنے میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اقوامِ متحدہ میں اگرچہ اصولاً تمام ریاستوں کی حیثیت یکساں ہے، مگر عملی طور پر امریکا اور یورپی ریاستوں کو اقوامِ متحدہ میں خصوصی قوت حاصل ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دنیا میں مستقل امن کے لیے تمام عالمی طاقتیں اپنا کردار مثبت انداز میں ادا کریں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

دنیا کی پانچ بڑی طاقتیں امریکا، برطانیہ، فرانس، روس اور چین کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اقوامِ متحدہ میں پیش کردہ کسی قرارداد یا بل کو مسترد کر سکتے ہیں، اس کو ویٹو (Veto) کہا جاتا ہے۔

- دنیا میں قیامِ امن کے لیے پاکستان کا کردار صرف سیاسی معاملات اور امن فوج تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ پاکستان نے اس کے دیگر فلاحی اداروں میں بھی قابلِ ذکر کردار ادا کیا ہے۔ بہت سے پاکستانی اقوامِ متحدہ کے اداروں میں ملازمت کرتے ہیں۔ اقوامِ متحدہ کے سیکرٹریٹ میں بھی کئی پاکستانی تعینات ہیں اور وہ اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مشقی سوالات

-1 ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں:-

(i) اقوامِ متحدہ کا قیام عمل میں آیا:

(الف) 24-اکتوبر 1944ء (ب) 14-اپریل 1945ء

(ج) 24-اکتوبر 1945ء (د) 24-نومبر 1946ء

(ii) اسلامی کانفرنس کی تنظیم کی بنیاد 1969ء میں جس شہر میں رکھی گئی، وہ ہے:

(الف) تہران (ب) لاہور

(ج) جدہ (د) رباط

(iii) عوامی جمہوریہ چین کا قیام عمل میں آیا:

(الف) 1947ء میں (ب) 1949ء میں

(ج) 1951ء میں (د) 1953ء میں

(iv) پاکستان نے 30 ستمبر 1947ء کو جس ادارے کی رکنیت حاصل کی، وہ ہے:

(الف) او آئی سی (ب) ای سی او

(ج) اقوامِ متحدہ (د) سارک

(v) پاکستان کو سب سے تسلیم کیا:

(الف) ایران نے (ب) چین نے

(ج) افغانستان نے (د) امریکا نے

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں:-

(i) خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے؟

(ii) وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں کے نام تحریر کریں۔

(iii) گوادر کی بندرگاہ کی اہمیت کو تین سطروں میں تحریر کریں۔

(iv) مسئلہ فلسطین سے کیا مراد ہے؟

(v) پاکستان کے برّی اور بحری راستے کیوں اہم ہیں؟

-3 درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں۔

(i) پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی مقاصد بیان کریں۔

(ii) مسئلہ کشمیر کو پاک بھارت تعلقات میں کیا اہمیت حاصل ہے؟ بحث کریں۔

(iii) پاکستان کے ترکی کے ساتھ تعلقات بیان کریں۔

(iv) چین نے پاکستان کی تعمیر و ترقّی میں کیا کردار ادا کیا ہے؟ بیان کریں۔

(v) پاکستان اور امریکا کے تعلقات بیان کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

- مُسلم ریاستوں کے جھنڈوں پر مشتمل چارٹ بنائیں اور کمرا جماعت میں لگائیں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو پاکستان چین اقتصادی راہداری منصوبہ کے بارے میں بتائیں۔

باب 7

پاکستان کی معاشی ترقّی
(Economic Development of Pakistan)

تدریسی مقاصد

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- پاکستان میں معاشی ترقّی کا عشرہ بہ عشرہ جائزہ لے سکیں۔
2- پاکستان میں لیبر فورس کی وضاحت کر سکیں۔
3- پاکستان میں دھاتی اور غیر دھاتی معدنیات کے ذخائر، ان کی معاشی اہمیت اور تقسیم کی وضاحت کر سکیں۔
4- زراعت کی اہمیت اس کے مسائل اور زراعت میں جدّت لانے کے لیے کوششوں کی وضاحت کر سکیں۔
5- پاکستان کے آبی ذرائع اور آب پاشی کے موجودہ نظام کی اہمیت، افادیت اور کارکردگی کو موضوع بحث بنا سکیں۔
6- پاکستان میں اہم فصلوں کی پیداوار اور تقسیم، مویشی پالنے اور ماہی گیری سے متعلق ضروری معلومات حاصل کر سکیں۔
7- صنعتوں کی اہمیت، ان کا محل وقوع، گھریلو، چھوٹی اور بھاری صنعتوں کی پیداوار پر تبادلہ خیال کر سکیں۔
8- پاکستان میں توانائی کے مختلف وسائل کی اہمیت، پیداوار اور کھپت پر بحث کر سکیں۔
9- پاکستان کی بین الاقوامی تجارت اور اس کے معیشت پر اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
10- پاکستان کی بندرگاہوں اور خشک گودیوں کی اہمیت بیان کر سکیں۔

پاکستان کی معاشی ترقّی
(Economic Development of Pakistan)

معاشی ترقّی ایک نظر میں:

- گراہم بینک (Graham Bannock) کے الفاظ میں ''معاشی ترقّی، معیشت کی پیداواری صلاحیت میں ایسے لگاتار عمل کا نام ہے کہ جس کے نتیجے میں قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہو۔''
- اگر قومی پیداوار حکومت کے معینہ ہدف کے مطابق بڑھتی رہے تو اس سے حکومت اپنے ترقیاتی منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب رہتی ہے۔ اندرونِ ملک اشیا و خدمات (Goods and Services) کی فراوانی ہوتی ہے، مہنگائی پر کنٹرول رہتا ہے، سرمائے کی گردش میں تیزی آجاتی ہے، کاروباری سرگرمیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے، روزگار کے مواقع بڑھتے ہیں، فی کس آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے، جس سے عوام کا معیارِ زندگی بہتر ہوتا ہے۔ اشیا کی پیدائش کا انداز اور معیار تبدیل ہو جاتا ہے۔
- قومی پیداوار میں کمی کی صورت میں حکومت اور عوام دونوں کے لیے مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں، مہنگائی میں اضافہ ہو جاتا ہے، زر کی قدر میں کمی آجاتی ہے اور روزگار کے مواقع میں کوئی بہتری نہیں آتی۔ فی کس آمدنی اور عوام کے معیارِ زندگی میں کوئی اضافہ نہیں

ہوتا۔ خسارا اور قرضہ معیشت کا لازمی حصہ بن جاتے ہیں۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ غربت اور محرومی کا خاتمہ معاشی ترقی کی رفتار میں اضافے سے ہی ممکن ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

حکومتِ پاکستان نے معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے اور درپیش رکاوٹوں کو دُور کرنے کے لیے 1952ء میں منصوبہ بندی اور ترقیاتی بورڈ (Planning and Development Board) اور 1953ء میں منصوبہ بندی کمیشن (Planning Commission) قائم کیا۔

پاکستان میں مختلف عشروں میں ہونے والی معاشی ترقی
(Economic Development in Pakistan through Decades)

پاکستان کے قیام سے تا حال ہونے والی معاشی ترقی کو درج ذیل سات عشروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:۔

- پہلا عشرہ : قیامِ پاکستان سے 1958ء تک
- دوسرا عشرہ : 1958ء سے 1968ء تک
- تیسرا عشرہ : 1968ء سے 1978ء تک
- چوتھا عشرہ : 1978ء سے 1988ء تک
- پانچواں عشرہ : 1988ء سے 1998ء تک
- چھٹا عشرہ : 1998ء سے 2008ء تک
- ساتواں عشرہ : 2008ء سے 2018ء تک

پہلا عشرہ: قیامِ پاکستان سے 1958ء تک

- قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے 15 اگست 1947ء کو پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اٹھایا اور پاکستان کی تعمیر و ترقی کے لیے عزم، جوش و جذبے اور یقینِ محکم کے ساتھ کام کا آغاز کیا۔ بدقسمتی سے آپ پاکستان کی زیادہ عرصہ تک خدمت نہ کر سکے اور 11 ستمبر 1948ء کو خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی وفات کے بعد لیاقت علی خان نے ملک کی باگ ڈور سنبھالی، لیکن وہ بھی 16۔اکتوبر 1951ء کو ہم سے جدا ہو گئے۔ ان کے بعد ملک میں زیادہ تر سیاسی اور معاشی عدم استحکام ہی رہا۔
- پاکستان کو اپنے قیام کے روز سے ہی مہاجرین کی آباد کاری، انتظامی مسائل، حد بندی کے مسائل، مسئلہ کشمیر، ریاستوں کا الحاق، اثاثوں کی تقسیم، دریائی پانی کا مسئلہ، فوجی اثاثوں کی تقسیم اور دیگر معاشی مسائل کا سامنا رہا ہے۔
- جون 1953ء تک زیادہ تر ترقیاتی کام ایک چھے سالہ منصوبے کے تحت انجام دیے گئے، جسے کولمبو پلان (Colombo Plan) کہا جاتا ہے۔ اس منصوبے کے تحت ملک میں انفراسٹرکچر کی تعمیر پر خصوصی توجہ دی گئی، تاکہ صنعتوں کے قیام کے لیے حالات کو موزوں، مناسب اور سازگار بنایا جاسکے۔ 1955ء سے پانچ سالہ منصوبوں کا سلسلہ شروع کیا گیا، تاکہ ملکی معیشت کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا جاسکے۔
- 1955ء میں پہلا پانچ سالہ منصوبہ جاری ہوا، جس کا حجم 10 ارب 80 کروڑ روپے تھا۔ اس منصوبے کے اہم اہداف میں: (i) صنعتی اور غذائی پیداوار میں بالترتیب 9 اور 7 فی صد سالانہ کی شرح سے اضافہ کرنا۔ (ii) قومی اور فی کس آمدنی میں بالترتیب 15 اور 7 فی صد سالانہ کی شرح سے اضافہ کرنا۔ (iii) 20 لاکھ افراد کے لیے روزگار کی فراہمی کرنا۔ (iv) پرانی سڑکوں کی مرمت اور نئی سڑکوں کی تعمیر کے ساتھ ساتھ ریلوے کی سہولتوں میں اضافہ کرنا۔ (v) صحت اور تعلیم کی سہولتوں کو بڑھانا۔ (vi) 16 لاکھ ایکڑ قابلِ کاشت اراضی کو

آب پاشی کی سہولتوں کی فراہمی کا بندوبست کرنا وغیرہ شامل تھے۔

- ملک میں عدمِ استحکام کی وجہ سے پہلا پانچ سالہ منصوبہ اپنی مدت پوری نہ کر سکا اور 1958ء میں مارشل لا کے نفاذ کے ساتھ ہی ختم ہو گیا، لیکن اس کے باوجود منصوبے کو جزوی کامیابی ضرور حاصل ہوئی، کیوں کہ اس سے آئندہ کے منصوبوں کے لیے کافی راہنمائی ملی۔
- پہلے عشرے میں خام قومی پیداوار میں اضافہ 3.1 فی صد، قومی آمدنی 11 فی صد، فی کس آمدنی 3 فی صد، زرعی ترقی 1.6 فی صد اور صنعتی ترقی میں سالانہ اضافہ کی شرح 7.7 فی صد رہی۔ پہلے عشرہ میں زیادہ تر توجہ صنعتی ترقی پر مرکوز کی گئی، جب کہ زراعت کو نظر انداز کیا گیا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

خام قومی پیداوار (جی۔ڈی۔پی) کسی معیشت میں کسی مخصوص عرصہ کے دوران میں پیدا کی جانے والی اشیا و خدمات کے (مارکیٹ قیمت پر) مجموعہ کو کہتے ہیں۔ مخصوص عرصہ سے مراد عام طور پر ایک سال ہوتا ہے۔

دوسرا عشرہ: 1958ء سے 1968ء تک

- معاشی ترقّی کی رفتار کو تیز کرنے کے لیے 1960ء میں دوسرا پانچ سالہ منصوبہ شروع کیا گیا، جس کی مدت 1960ء سے 1965ء تک تھی۔ منصوبے کا ابتدائی تخمینہ 19 ارب روپے تھا، جسے بعد میں بڑھا کر 23 ارب روپے کر دیا گیا۔
- اس منصوبے کے اہم اہداف میں قومی آمدنی کو 42 فی صد، جب کہ فی کس آمدنی کو 12 فی صد تک بڑھانا۔ قومی بچتوں میں 10 فی صد، جب کہ برآمدات میں 30 فی صد اور غذائی پیداوار میں 21 فی صد تک اضافہ کرنا۔ اس کے علاوہ اس منصوبے میں صنعتی شعبہ کو ترقّی دینا، زراعت کے روایتی طریقوں کی جگہ جدید طریقوں کو متعارف کرانا، نقل و حمل کے ذرائع کو بہتر بنانا، روزگار کی فراہمی میں اضافہ اور بڑی صنعتوں کی پیداوار کو بڑھانا شامل تھے۔
- قومی آمدنی میں اضافہ کی شرح 6 فی صد، صنعتی ترقی میں 8 فی صد، برآمدات میں 7 فی صد، جب کہ زرعی شعبہ میں 3 فی صد سالانہ کی شرح سے ترقی ہوئی۔ پاکستان کی معاشی ترقی میں یہ منصوبہ کامیاب تصور کیا جاتا ہے۔ اس منصوبے کے زیادہ تر اہداف حاصل کر لیے گئے۔
- اس عشرے میں صنعتی شعبے کو ترقّی سے ہم کنار کرنے کے ساتھ ساتھ زرعی ترقّی پر بھی خصوصی توجہ دی گئی، جس میں اعلیٰ قسم کے بیجوں کی درآمد، کیڑے مار ادویات، جدید زرعی مشینری کا استعمال اور ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے ذریعے سے وسائل آب پاشی میں اضافہ کرنا شامل تھا۔
- اسی عشرے میں پاکستان اور بھارت کے مابین مشہور "سندھ طاس" معاہدہ 1960ء میں طے ہوا، جس سے وقتی طور پر پانی کی صورتِ حال میں بہتری آئی، لیکن آنے والے دنوں میں پاکستانی زراعت پر اس کے بڑے منفی اثرات مرتب ہوئے۔
- زرعی ترقّی کے لیے زرعی کالج لائل پور (فیصل آباد) کو زرعی یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا۔ حکومت نے معاشی ترقّی کے لیے زرعی اصلاحات بھی نافذ کیں۔ سیم اور تھور کے خاتمے کے لیے کئی منصوبے شروع کیے گئے، جن میں سیم نالوں کی تعمیر اور ٹیوب ویلوں کی تنصیب اہم تھے۔
- اس دور میں بہت سے ترقیاتی منصوبے شروع کیے گئے، جن میں منگلا اور تربیلا ڈیم شامل تھے۔ حکومت کے ان اقدامات سے ہزاروں لوگوں کو روزگار ملا اور ان کی معاشی حالت میں بہتری آئی۔

زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد

کیا آپ جانتے ہیں؟

1906ء میں صوبہ پنجاب کے شہر لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں "پنجاب زرعی کالج اور ادارۂ تحقیق" (Punjab Agricultural College and Research Institute) قائم کیا گیا، جس کو 1961ء میں اپ گریڈ کر کے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد (University of Agriculture Faisalabad) بنا دیا گیا۔

- دوسرے پانچ سالہ منصوبہ کی شاندار کامیابی کے بعد تیسرا پانچ سالہ منصوبہ (1965ء تا 1970ء) شروع کیا گیا، جس میں صنعتی اور زرعی شعبہ کی ترقّی کے ساتھ ساتھ مشرقی پاکستان میں سرمایہ کاری کے مواقع میں اضافہ، بے روزگاری میں کمی لانا اور رہائش، تعلیم اور صحت کی سہولتوں کو بڑھانا شامل تھا۔
- یہ منصوبہ مجموعی طور پر ملک میں معاشی سرگرمیوں میں تیزی لانے میں کافی حد تک کامیاب رہا۔ خام قومی پیداوار میں 6.8 فی صد سالانہ اضافہ ہوا۔ صنعتی ترقّی 9.9 فی صد سالانہ رہی۔ زرعی شعبہ میں ترقّی 5.1 فی صد سالانہ کی شرح سے ہوئی۔ برآمدات کی شرح ترقّی 7 فی صد سالانہ رہی۔ 74 ہزار کلومیٹر نئی سڑکوں کی تعمیر مکمل کی گئی۔ زرعی شعبے میں جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے اہم فصلوں بالخصوص گندم کی پیداوار میں ریکارڈ اضافہ ہوا۔ کاشت کاروں کی آمدنی بڑھ جانے سے ان کے معیارِ زندگی میں بھی بہتری آئی۔

تیسرا عشرہ: 1968ء سے 1978ء تک

- تیسرے عشرے میں چوتھا پانچ سالہ منصوبہ (1970ء تا 1975ء) شروع ہوا جو 1971ء کی پاک بھارت جنگ کی وجہ سے نامکمل رہا۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد ملک کو بے پناہ داخلی، خارجی اور مالی مسائل سے دوچار ہونا پڑا۔ اس وقت کی حکومت نے زرعی اور صنعتی اصلاحات متعارف کروائیں۔
- معاہدہ سندھ طاس کے تحت دو بڑے ڈیم (منگلا اور تربیلا) مکمل ہوئے، رابطہ نہریں تعمیر کی گئیں، نئے اور پرانے بیراج مکمل کیے گئے، اس طرح آب پاشی کی صورتِ حال میں بہتری آئی۔ حکومت کی صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے کی پالیسی نے صنعتی ترقّی پر بڑے منفی اثرات مرتب کیے۔ نئی سرمایہ کاری رک گئی اور صنعت کار بددل ہو کر اپنا سرمایہ صنعتوں سے نکالنے لگے۔
- برآمدات میں اضافہ کے لیے روپے کی قدر میں کمی کی گئی۔ خام قومی پیداوار میں 4.8 فی صد سالانہ کی شرح سے اضافہ ہوا۔ صنعتی ترقّی 5.5 فی صد سالانہ رہی۔ زراعت میں ترقّی 2.4 فی صد سالانہ کی شرح سے ہوئی۔ سرمایہ کاری کی شرح 21.8 فی صد سالانہ رہی، جب کہ نجی سرمایہ کاری خام قومی پیداوار کا 4.8 فی صد رہی۔

چوتھا عشرہ: 1978ء سے 1988ء تک

- پانچواں پانچ سالہ منصوبہ (1978ء تا 1983ء) شروع کیا گیا۔ اس منصوبے کا حجم 21 ارب دو کروڑ روپے تھا۔ اس دوران ناسازگار حالات کے باوجود معاشی ترقی کی شرح 6 فی صد سالانہ رہی۔ صنعتی پیداوار میں 9 فی صد سالانہ اضافہ ہوا اور افراطِ زر صرف 5 فی صد رہ گیا۔ اس منصوبے کے دوران دیہی علاقوں کی ترقی پر خاص توجہ دی گئی۔ غریب اور نادار لوگوں کی زکوٰۃ فنڈ سے مدد کی گئی۔
- منصوبے کی تکمیل کے دوران ہی روس نے افغانستان پر حملہ کر دیا، جس سے پاکستان میں افغان مہاجرین کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ہماری معیشت پر کافی بوجھ بڑھ گیا لیکن اس عرصے میں پاکستان کو باہر سے کافی امداد بھی ملی جس سے وقتی طور پر ملکی معیشت کو کافی سہارا مل گیا۔

پاکستان میں افغان مہاجرین کی خیمہ بستی کا ایک منظر

اس عرصے میں مختلف شعبوں میں سالانہ شرح ترقّی اس طرح سے رہی، خام قومی پیداوار 7.8 فی صد، زراعت 10.9 فی صد اور صنعت 8.1 فی صد۔ برآمدات خام قومی پیداوار کا 7.9 فی صد رہیں اور 12000 کلو میٹر سے زائد پختہ سڑکوں کی تعمیر مکمل کی گئی۔

- چھٹا پانچ سالہ منصوبہ (1983ء تا 1988ء) شروع کیا گیا، جس کے اہم اہداف میں روزگار کے مواقع میں اضافہ کرنا، سائنس اور ٹیکنالوجی کو فروغ دینے کے لیے وظائف کا اجرا، تعلیم اور صحت کے شعبوں کے لیے زیادہ رقوم مختص کرنا، معاشرے کے تمام افراد کے لیے بنیادی سہولتوں کی فراہمی کو یقینی بنانا اور مستحق افراد کے لیے زکوٰۃ فنڈ کا قیام وغیرہ شامل تھے۔
- اس دوران میں ملک میں سیاسی عدم استحکام کی وجہ سے معاشی سرگرمیاں متاثر ہوئیں۔ خام قومی پیداوار میں 5.6 فی صد، زراعت میں 5.4 فی صد اور صنعت میں 8.2 فی صد اضافہ ہوا، تعلیم پر خام قومی پیداوار کا 2.4 فی صد خرچ کیا گیا جس سے شرح خواندگی بڑھ کر 33 فی صد ہوگئی۔

پانچواں عشرہ: 1988ء سے 1998ء تک

- 1988ء تا 1993ء ساتواں پانچ سالہ منصوبہ پیش کیا گیا۔ منصوبے میں بیرونی قرضوں پر انحصار کرنے کے بجائے خود انحصاری کو ترجیح دی گئی۔ 1993ء تا 1998ء آٹھواں پنج سالہ منصوبہ پیش کیا گیا۔
- اس دوران میں سالانہ شرح ترقّی کچھ یوں رہی، جی ڈی پی 1.4 فی صد سالانہ، زراعت 6.4 فی صد سالانہ، صنعت 4.0 فی صد سالانہ، سرمایہ کاری (سرکاری شعبہ) 6.1 فی صد سالانہ، سرمایہ کاری (نجی شعبہ) 8.8 فی صد سالانہ جب کہ فی کس آمدنی 438 ڈالر سالانہ ہوگئی۔ یہ عشرہ صنعتی نج کاری کا عشرہ تھا۔ اس عرصے میں غربت میں اضافہ ہوا کیوں کہ حکومت نے سب سڈی دینے کا سلسلہ بند کر دیا تھا۔ 1998ء میں ایٹمی دھماکے کرنے کی وجہ سے غیر ملکی سرمایہ کاری بہت زیادہ متاثر ہوئی۔

چھٹا عشرہ: 1998ء سے 2008ء تک

- اس عشرے کے دوران میں غیر ملکی سرمایہ کاری 6 بلین ڈالر تک جا پہنچی، زرِمبادلہ کے ذخائر 17 بلین ڈالر سے تجاوز کر گئے، ملکی معیشت میں سالانہ 6.6 فی صد کی شرح سے اضافہ ہوا، فی کس آمدنی لگ بھگ دوگنا ہوگئی، خام قومی پیداوار میں شرح اضافہ 6.8 فی صد سالانہ رہی، زراعت اور صنعت کی شرح ترقّی بالترتیب 4.1 اور 8.8 فی صد سالانہ رہی۔ برآمدات 17 بلین ڈالر سے تجاوز کر گئیں۔

پاکستان میں موٹر کار کی صنعت

- اس عشرے کی خاص بات پاکستان کی بین الاقوامی امداد میں اضافہ تھا۔ کئی نئی صنعتیں وجود میں آئیں، جن کا زیادہ تر تعلق صارفین کے استعمال کی اشیا، مثلاً: اے سی، کاریں، ریفریجریٹرز اور بجلی کی اشیا وغیرہ سے تھا۔ اس سے آنے والے دنوں میں بجلی کی طلب اور رسد میں فرق بہت بڑھ گیا۔ ملک بجلی اور گیس کے بحران کی زد میں آ گیا۔

ساتواں عشرہ: 2008ء سے 2018ء تک

- اس دور میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ میں اضافہ ہوا اور معاشی ترقّی کی شرح میں وہ اضافہ نہ ہوا، جس کی توقع کی جا رہی تھی۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام اور وسیلہ حق پروگرام کے ذریعے سے لوگوں کی مدد کی گئی، خواتین کی ترقّی و تحفظ اور کسانوں کی حالت بہتر بنانے کے لیے اگرچہ متعدد اقدامات کیے گئے، مگر معاشی ترقّی کے اہداف حاصل نہ ہو سکے۔
- اس دوران میں خام ملکی پیداوار (G.D.P) میں سالانہ اضافہ کی شرح قریباً 4.5 فی صد رہی۔ بین الاقوامی منڈی میں خام تیل کی قیمتیں گرنے سے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کئی بار کم ہوئیں، لیکن اس کے ثمرات عام آدمی تک منتقل نہ ہو سکے۔ توانائی کے بحران نے صنعتی عمل کو متاثر کیا، جس سے برآمدات کا حجم سکڑ گیا۔ برآمدات میں کمی اور تجارتی خسارے میں اضافہ ہوا۔ غیر یقینی موسمیاتی صورتِ حال نے بھی زرعی شعبے کو نقصان پہنچایا، کپاس اور چاول سمیت کئی اہم فصلوں کی پیداوار کم ہوگئی۔

- 2013ء کے انتخابات کے بعد پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت قائم ہوئی۔ اس حکومت کے پہلے سال 2013ء میں جی ڈی پی (G.D.P) میں اضافے کی شرح 3.7 فی صد رہی جو 2018ء میں 5.35 فی صد کی سطح پر پہنچ گئی۔ زرعی ترقی کی شرح 2013ء میں 2.68 فی صد سے بڑھ کر 2018ء میں 3.8 فی صد ہوگئی، صنعتی ترقی کی رفتار 2013ء میں 4.5 فی صد سے بڑھ کر 2018ء میں 5.8 فی صد ہوگئی۔

اس دوران میں ملک پر اندرونی اور بیرونی قرضوں کا بوجھ بہت بڑھ گیا۔

- 2018ء میں پاکستان میں عام انتخابات کے بعد پاکستان تحریکِ انصاف کی حکومت قائم ہوئی۔ اس حکومت نے پاکستان کی اقتصادی صورتِ حال کو بہتر بنانے، زراعت کی ترقی اور عام آدمی کا معیارِ زندگی بہتر کرنے کے کئی منصوبے شروع کیے۔ ان میں نیا پاکستان ہاؤسنگ پروگرام، نوجوان ہنرمند پروگرام، صحت انصاف کارڈ، دیامر بھاشا ڈیم اور مہمند ڈیم کی تعمیر، احساس پروگرام اور پلانٹ فار پاکستان کے تحت 10 بلین ٹری (10 Billion Tree) کا منصوبہ وغیرہ شامل ہیں۔ صارفین کو سستی بجلی کی فراہمی کے لیے حکومت نے بجلی پیدا کرنے والے آزاد اداروں (Independent Power Producers-IPP's) کے ساتھ سابقہ معاہدوں پر نظرِ ثانی کے لیے مذاکرات کا آغاز کیا۔ حتمی معاہدہ ہونے کی صورت میں بجلی کے صارفین کو خاطر خواہ ریلیف ملنے کا امکان ہے۔

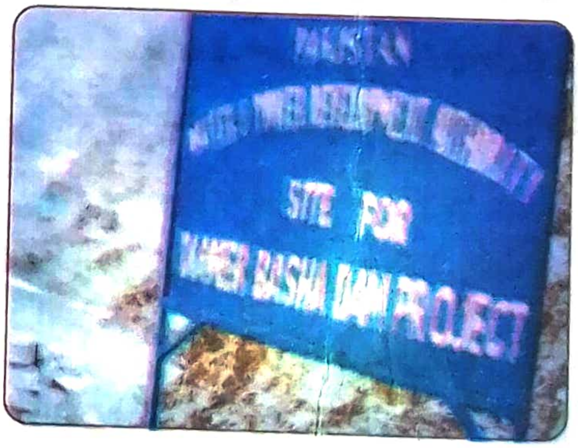

زیرِ تعمیر دیامر بھاشا ڈیم کا منظر

افرادی قوت
(Labour Force)

- افرادی قوت (Labour Force) یا ورک فورس (Work Force) سے مراد 16 سال یا اس سے زیادہ عمر کے وہ افراد ہیں جو کمانے کے اہل ہوں۔ ان میں برسرِ روزگار اور بے روزگار دونوں طرح کے افراد شامل ہوتے ہیں۔ یہ معیشت کو فعال بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سارے کمانے والے لوگ، تمام بے روزگار، پارٹ ٹائم ورکر اور تنخواہ دار لوگ اس میں شامل ہوتے ہیں یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو معیشت کو قابلِ فروخت اشیا و خدمات (Goods and Services) مہیا کرتے ہیں۔

- حکومتِ پاکستان ہر سال ادارہ شماریات کے ذریعے سے برسرِ روزگار اور بے روزگار افراد کا تخمینہ لگانے کے لیے لیبر فورس سروے کا اہتمام کرتی ہے۔ لیبر فورس سروے کے ذریعے سے اکٹھے کیے گئے اعداد و شمار وفاقی سطح پر عوام الناس کے لیے فلاحی منصوبہ سازی میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس وقت پاکستان میں قریباً 65.5 ملین افراد کا شمار افرادی قوت میں ہوتا ہے، ان میں سے 61.71 ملین افراد کو روزگار حاصل ہے، جب کہ باقی ماندہ 3.79 ملین افراد بے روزگار ہیں۔

کام میں مصروف افرادی قوت

کیا آپ جانتے ہیں؟

بچے، گھریلو خواتین (جو کوئی ملازمت نہیں کرتیں) اور عمر رسیدہ لوگ افرادی قوت میں شامل نہیں ہوتے۔ خواتین اور بوڑھے افراد گھر اور بچوں کی دیکھ بھال میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

پاکستان کے اہم دھاتی اور غیر دھاتی معدنیات کے وسائل، معاشی اہمیت اور تقسیم

(Major Metallic and Non - metallic Mineral Resources, their Economic Importance and Distribution in Pakistan)

معدنیات سے مراد زیرِ زمین موجود دھاتی اور غیر دھاتی اشیا ہیں۔ معدنی وسائل کسی بھی ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اقتصادی ماہرین کے مطابق جتنا زیادہ کوئی ملک معدنی وسائل کی دولت اور پیداوار سے مالا مال ہوگا، اتنا ہی وہ ملک معاشی طور پر زیادہ مضبوط سمجھا جائے گا۔ معدنیات دو اقسام کی ہوتی ہیں:۔

الف۔ دھاتی معدنیات (Metallic Minerals) ب۔ غیر دھاتی معدنیات (Non-Metallic Minerals)

الف۔ دھاتی معدنیات (Metallic Minerals)

1- خام لوہا (Iron Ore)

پاکستان میں خام لوہے کی پیداوار 1957ء میں شروع ہوئی۔ کئی مقامات سے خام لوہے کے ذخائر دریافت ہوئے، جن میں کالاباغ (ضلع میانوالی) کے ذخائر بہت بڑے ہیں، لیکن کوالٹی اچھی نہیں ہے۔ ڈومل نسار (چترال) کے ذخائر میں اچھی قسم کا خام لوہا دریافت ہوا ہے، لیکن ذرائع آمدورفت میں مشکلات کے باعث معاشی لحاظ سے منافع بخش نہیں ہے۔ اس کے علاوہ لنگڑیال اور چلغازی (ضلع چاغی) میں بھی خام لوہے کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔

2- تانبا اور سونا (Copper and Gold)

تانبے اور سونے کی اہمیت اور افادیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ بلوچستان میں چاغی اور سینڈک میں سونے اور تانبے کے وسیع ذخائر دریافت ہوئے ہیں، جو دنیا میں پانچویں بڑے ذخائر ہیں، لیکن انفراسٹرکچر کی کمی، مطلوبہ مشینری کی عدم دستیابی، محدود تجربہ اور ناکافی مالی وسائل ان کے نکالنے کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں۔

3- مینگانیز (Manganese)

یہ دھات بیٹری سازی، بلب بنانے، رنگ سازی اور سٹیل انڈسٹری میں استعمال ہوتی ہے۔ پاکستان میں اس کے ذخائر لسبیلہ اور ضلع چاغی (بلوچستان) میں پائے جاتے ہیں۔

4- باکسائیٹ (Bauxite)

یہ قیمتی دھات ایلومینیم بنانے میں استعمال ہوتی ہے، اس کے ذخائر آزاد کشمیر میں ضلع مظفر آباد اور کوٹلی، پنجاب میں کوہستان نمک کے وسطی علاقوں میں اور بلوچستان کے ضلع لورالائی کے مقامات پر پائے جاتے ہیں۔

5- کرومائیٹ (Chromite)

یہ دھات سٹین لیس سٹیل بنانے کی صنعتوں کے علاوہ فولاد سازی کی صنعتوں میں استعمال کی جاتی ہے۔ مزید برآں انجینئرنگ کے آلات بنانے میں بھی کام آتی ہے۔ بلوچستان میں اس کے ذخائر مُسلم باغ، لسبیلہ اور چاغی وغیرہ کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں مالاکنڈ اور مہمند ایجنسی وغیرہ میں بھی اس کے ذخائر موجود ہیں۔

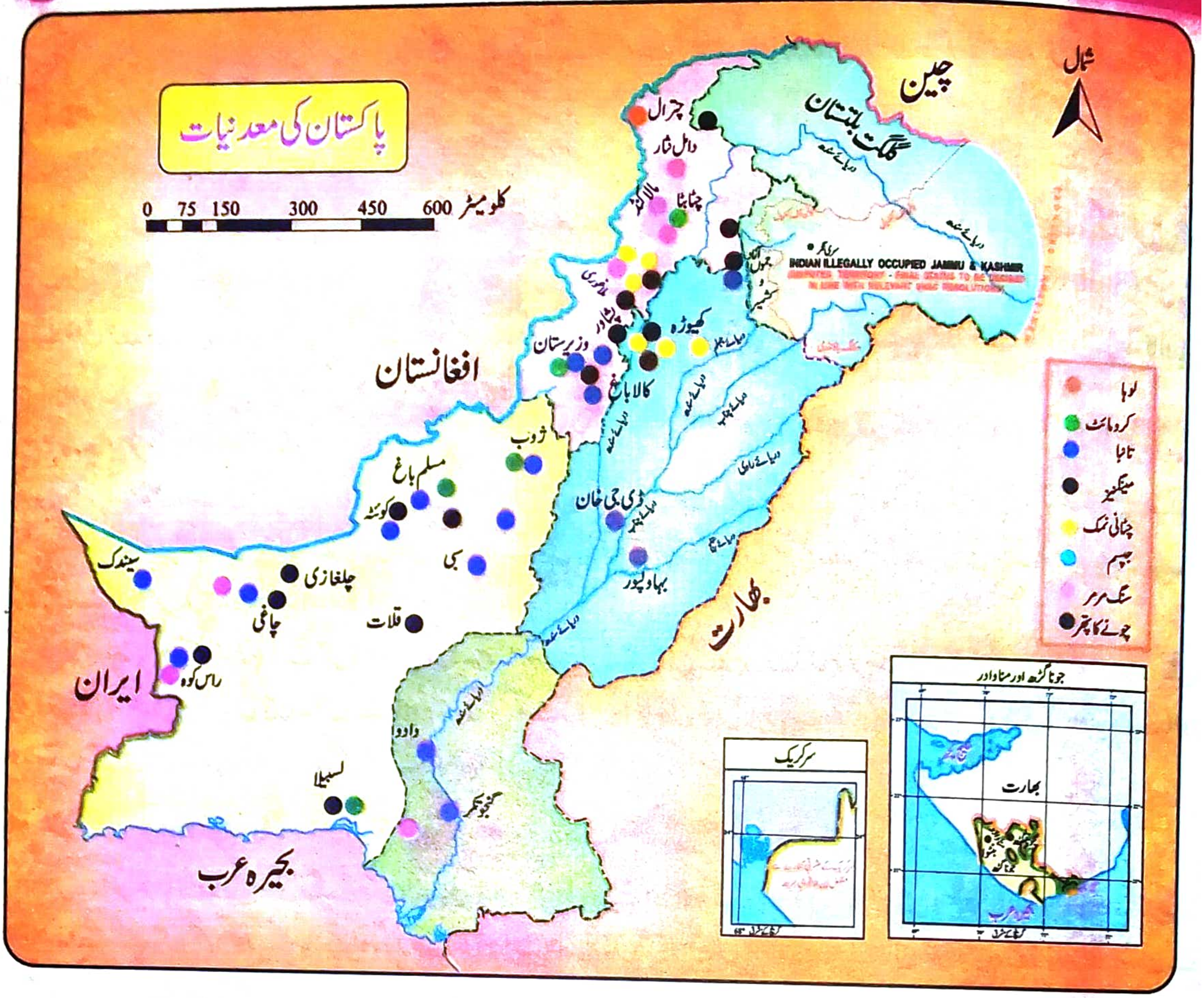

ب- غیر دھاتی معدنیات (Non-Metallic Minerals)

1- کوئلہ (Coal)

یہ توانائی کا ایک اہم ذریعہ ہے جو حرارت فراہم کرنے کے علاوہ بجلی پیدا کرنے کے بھی کام آتا ہے۔ پاکستان میں قریباً 185 بلین ٹن کوئلے کے ذخائر موجود ہیں۔ اس کی سالانہ پیداوار بہت کم ہے کیوں کہ اس کو زمین سے نکالنے پر بھاری اخراجات خرچ کرنا پڑتے ہیں۔ پاکستان میں کوئلے کا زیادہ تر استعمال تھرمل بجلی پیدا کرنے، گھروں اور بھٹہ خشت پر اینٹیں پکانے میں ہوتا ہے۔ اس وقت پاکستان میں مختلف مقامات سے کوئلہ نکالا جا رہا ہے۔ صوبہ پنجاب میں کوہستان نمک کے علاقے میں زیادہ تر کوئلہ ڈنڈوت، پڈھ اور مکڑوال کی کانوں سے حاصل ہوتا ہے۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں ہنگو میں کوئلے کے ذخائر ہیں۔ بلوچستان میں خوست، شارگ، ڈیگاری، شیریں آب، مچھ بولان اور ہرنائی میں کوئلہ کی کانیں ہیں۔ سندھ میں کوئلے کے ذخائر تھر، جھمپیر، سارنگ، لاکھڑا جب کہ آزاد کشمیر میں کوئلے کے ذخائر کوٹلی اور ضلع مظفر آباد میں ہیں۔ پاکستان میں کوئلہ کے سب سے بڑے ذخائر تھر (سندھ) میں ہیں۔

2- جپسم (Gypsum)

یہ ایک بہت ہی کارآمد اور مفید پتھر ہے جو صنعت اور زراعت دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔ زراعت میں اسے سیم و تھور کے خاتمے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ کیمیائی کھاد، سیمنٹ، کاغذ اور روغن تیار کرنے کی صنعتوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ گلابی اور سفید رنگ کا جپسم

صوبہ پنجاب میں ڈیرہ غازی خاں، میانوالی اور جہلم سے ملتا ہے۔ جپسم کے ذخائر دادو اور سانگھڑ (سندھ)، کوئٹہ اور سبی (بلوچستان) اور کوہاٹ (خیبر پختونخوا) میں بھی پائے جاتے ہیں۔

3- خوردنی نمک (Rock Salt)

نمک انسانی ذائقے کا ایک اہم عنصر ہے جو خوراک کے علاوہ سوڈا ایش، کاسٹک سوڈا، سوڈیم بائی کاربونیٹ، ٹیکسائل مل اور چمڑے وغیرہ کی صنعتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ پاکستان خوردنی نمک کی پیداوار میں خود کفیل ہے، کوہستان نمک (Salt Range) میں پائی جانے والی کھیوڑہ کی نمک کان کوالٹی اور ذائقہ کے لحاظ سے دنیا کی چند بڑی کانوں میں شمار کی جاتی ہے۔ کھیوڑہ کے علاوہ واڑچھا، کالا باغ اور بہادر خیل (میانوالی) میں بھی نمک کی کانیں موجود ہیں۔

4- سنگِ مرمر (Marble)

اسے عمارات کی تزئین و آرائش کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ سنگِ مرمر کے زیادہ تر ذخائر صوبہ خیبر پختونخوا میں صوابی، سوات، جب کہ بلوچستان میں چاغی کے اضلاع میں پائے جاتے ہیں۔ آزاد کشمیر کے اضلاع میرپور اور مظفر آباد میں بھی سنگِ مرمر پایا جاتا ہے۔

5- چونے کا پتھر (Lime Stone)

یہ زیادہ تر سیمنٹ بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔ صوبہ پنجاب میں اس کے بڑے ذخائر کوہستان نمک، سطح مرتفع پوٹھوار، داؤد خیل، زندہ پیر اور مارگلہ کی پہاڑیاں ہیں۔ اس کے علاوہ پیزو مغل کوٹ (ڈیرہ اسماعیل خاں) کوہاٹ، نوشہرہ، منگھ پیر، روہڑی (صوبہ سندھ) اور بلوچستان میں ہرنائی کے پہاڑوں سے بھی چونے کا پتھر ملتا ہے۔

6- گندھک (Sulphur)

اس دھات کو زیادہ تر رنگ روغن، کیمیائی کھاد، مصنوعی ریشے اور دھماکہ خیز مواد کی تیاری میں استعمال کیا جاتا ہے۔ گندھک زراعت کے شعبے میں سیم وتھور کے خاتمے اور گندھک کا تیزاب بنانے میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ پاکستان میں اس کے ذخائر بلوچستان کے ضلع چاغی میں پائے جاتے ہیں۔

7- چینی مٹی (China Clay)

یہ چینی مٹی زیادہ تر صنعت میں استعمال کی جاتی ہے۔ پاکستان میں یہ برتن بنانے اور فولاد پگھلانے والی بھٹیوں کے علاوہ تیل صاف کرنے اور سٹیل کے کارخانوں میں استعمال ہوتی ہیں۔

معدنی شعبے کی اہمیت (Importantce of Mineral Sector)

معدنی شعبے کو ترقی دینا انتہائی ضروری ہے کیوں کہ اس سے اندرونِ ملک ملازمت کے مواقع پیدا ہونے کے علاوہ سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے، مقامی صنعت کو پھلنے پھولنے کا موقع ملتا ہے اور مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے مالیات میں اضافہ ہوتا ہے، قومی اور فی کس آمدنی بڑھتی ہے، درآمدات میں کمی اور برآمدات میں اضافہ ہونے سے تجارتی توازن بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے اور کاروباری سرگرمیوں میں تیزی آتی ہے۔

زراعت کی اہمیت، اس کے مسائل اور زراعت میں جدّت لانے کے لیے کوششیں

(Importance of Agriculture ,Problems and Efforts to Modernize Agriculture)

- اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو بہترین زرخیز زمین، مثالی نہری نظام آب پاشی، پہاڑوں پر ہونے والی برف باری اور بارش، رواں دواں رہنے والے چشمے، ندی نالے اور دریاؤں کے ساتھ ساتھ گرمی، سردی، بہار اور برسات جیسے خوب صورت موسموں سے بھی نوازا ہے۔

سرسبز کھیتوں کا منظر

افرادی قوت کی ہمارے پاس کوئی کمی نہیں۔ یہ سب باتیں اس امر کی دلیل ہیں کہ ہماری فی ایکڑ پیداوار مثالی ہونی چاہیے لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہے، کیوں کہ ہماری فی ایکڑ پیداوار کئی ترقی پذیر ممالک سے بھی کم ہے۔

- زراعت ہماری ملکی معیشت کا ایک اہم ستون ہے۔ ہماری دیہی آبادی کا لگ بھگ 60 فی صد حصّہ بلا واسطہ یا بالواسطہ زرعی شعبے کے ساتھ منسلک ہے۔ ملکی افرادی قوت کا قریباً 45 فی صد زراعت سے وابستہ ہے۔ جی ڈی پی میں زراعت قریباً 19 فی صد حصّہ کے ساتھ نمایاں پوزیشن پر ہے، جب کہ ملکی برآمدات میں زراعت اور اس کی مصنوعات کا حصّہ قریباً 60 فی صد ہے۔
- یہ ایک حقیقت ہے کہ زراعت کو ترقی دیے بغیر ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ اگر زراعت ترقی یافتہ ہو گی تو اس سے قومی آمدنی میں اضافے کے علاوہ زراعت سے وابستہ افراد اور اداروں کی آمدنیوں میں بھی اضافہ ہو گا۔ لوگوں کا معیارِ زندگی بلند ہو گا، جس سے وہ اپنے بچوں کو بہتر تعلیمی، رہائشی اور تفریحی سہولتیں فراہم کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ زراعت سے وابستہ صنعت (Agrobased Industry) بھی خوب پھلے پھولے گی۔ روزگار کے زیادہ مواقع میسر آئیں گے۔ زراعت میں سرمایہ کاری بڑھے گی، کاروباری سرگرمیوں میں تیزی آئے گی اور برآمدات میں اضافہ ہونے سے زرِمبادلہ کے ذخائر میں بھی اضافہ ہو گا۔

زراعت کے مسائل (Problems in Agriculture)

ملکی زراعت کو اس وقت درج ذیل مسائل کا سامنا ہے، جو پیداوار بڑھانے میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں:-

1- پانی کی کمی اور ناقص نظام آب پاشی (Shortage of Water and Inefficient Irrigation System)

نئے ڈیموں کی تعمیر میں غیر ضروری تاخیر سے پانی کی کمی کا مسئلہ کافی سنگین ہو چکا ہے۔ جتنا پانی دریاؤں سے نہروں اور کھالوں میں داخل ہوتا ہے، اس میں سے پانی کا صرف 40 فی صد حصّہ فصلوں کے کام آتا ہے، جب کہ باقی پانی نہروں، کھالوں اور ناہموار کھیتوں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے نہ صرف مطلوبہ پیداوار نہیں ملتی، بلکہ زمین کی پیداواری صلاحیت بھی متاثر ہوتی ہے۔ ماہرین کے مطابق اگر آب پاشی کے وسائل میں مناسب اضافہ نہ ہوا اور نظامِ آب پاشی سے پانی کا ضیاع اسی طرح جاری رہے تو پانی کی کمی کا مسئلہ بحران کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔

2- کھیتوں کا ناہموار ہونا (Uneven Fields)

ہمارے کھیتوں کی اکثریت ناہموار ہے جن میں نہ صرف زرعی مداخل یعنی پانی، بیج اور کھاد وغیرہ ضائع ہوتے ہیں اور پیداوار کم حاصل ہوتی ہے بلکہ زمین کی پیداواری صلاحیت بھی بتدریج کم ہوتی جا رہی ہے۔

3- کھاد، بیج اور ادویات کا مہنگی ہونا (Costly Fertilizer, Seed and Pesticides etc)

بہتر پیداواری بیج، کھاد اور ادویات وغیرہ جیسی چیزیں نہ صرف بہت مہنگی ہیں، بلکہ فصل کی بوائی کے وقت کاشت کاروں کی ضرورت کے مطابق دستیاب بھی نہیں ہوتیں۔

4- عالمی منڈیوں تک کم رسائی (Inadequate Access to Global Markets)

عالمی منڈیوں تک رسائی کم ہونے سے زرعی برآمدات کی مناسب قیمت نہیں ملتی۔

5- قانونِ وراثت (Inheritance Law)

قانونِ وراثت کے نتیجے میں کاشت کاروں کے ملکیتی قطعات اراضی تقسیم در تقسیم کے نتیجے میں روز بہ روز چھوٹے ہوتے جارہے ہیں، جن پر جدید ٹیکنالوجی سے بھرپور فائدہ اُٹھانا مشکل ہے۔

6- زیرِ کاشت زمین میں اضافہ نہ ہونا (No Increase in Cultivated Land)

گزشتہ لگ بھگ دو دہائیوں سے ہمارا زیرِ کاشت رقبہ جوں کا توں ہے اور اس میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو رہا، حالانکہ اس دوران میں آبادی میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ اس وقت ملک میں کم و بیش 8 ملین ہیکٹر قابلِ کاشت زمین موجود ہے، لیکن پانی نہ ہونے کی وجہ سے اسے کاشت نہیں کیا جاسکتا۔

7- کاشت کاروں کا ناخواندہ ہونا (Illiteracy in Farmers)

کاشت کار ناخواندہ یا کم پڑھے لکھے ہونے کی وجہ سے جدید ٹیکنالوجی سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔

8- سیم وتھور کا مسئلہ (Waterlogging and Salinity Problem)

ہمارا وسیع رقبہ سیم وتھور کی زد میں ہے، مناسب سدِباب نہ ہونے کی وجہ سے آئندہ سالوں میں مزید بڑھ سکتا ہے۔

9- سٹوریج کی ناکافی سہولتیں (Insufficient Storage Facilities)

سٹوریج کی ناکافی سہولتوں کی وجہ سے بہت سی پیداوار ضائع ہو جاتی ہے۔

10- مسلسل کاشت سے زمینوں کی پیداواری صلاحیت میں کمی

(Decrease in Productivity of Land due to Continuous Cultivation)

بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے زمینوں پر مسلسل کاشت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ زمینوں میں نامیاتی مادہ (Organic Matter) بھی کم ہو گیا ہے، جس سے اُن کی پیداواری صلاحیت میں آہستہ آہستہ کمی آ رہی ہے۔

11- کاشت کاروں میں زمین اور پانی کے تجزیے کا رواج نہ ہونا

(Lack of Soil and Water Analysis Practice among Farmers)

ہمارے کاشت کاروں کی اکثریت زمین اور ٹیوب ویلوں کے پانی کے تجزیے کی طرف مناسب توجہ نہیں دیتی، جس سے نہ صرف ہمارے زرعی وسائل ضائع ہوتے ہیں، بلکہ ان سے بھرپور استفادہ بھی نہیں کیا جاسکتا اور زمین کی پیداواری صلاحیت میں بھی کمی آنا شروع ہو جاتی ہے۔

12- کاشت کاروں اور متعلقہ محکموں میں رابطوں کی کمی

(Lack of Coordination between Farmers and Related Departments)

کاشت کاروں اور متعلقہ محکموں میں رابطوں میں کمی پائی جاتی ہے۔

13- فصلوں کی بیماریاں، سیلاب اور دوسری قدرتی آفات

(Crop Diseases, Floods and other Natural Calamities)

قدرتی آفات، جیسے: فصلوں کی بیماریاں، ٹڈی دل، زلزلے اور سیلاب وغیرہ بعض اوقات ملک کو غذائی بحران سے دوچار کر دیتے ہیں۔

14- قرضہ کی ناکافی سہولتیں (Inadequate Credit Facilities)

زرعی پسماندگی کی ایک اہم وجہ بروقت مطلوبہ قرضہ کی عدمِ فراہمی بھی ہے۔ کسانوں کو بروقت اور کم شرح سود پر قرضہ کی فراہمی سے پیداوار میں اضافہ ممکن ہے۔

پاکستان کی زراعت میں جدّت (Modernisation in Agriculture)

پاکستان میں زراعت کو جدید خطوط پر استوار کرنے اور ترقّی یافتہ ممالک کے برابر لانے کے لیے درج ذیل اقدامات کی ضرورت ہے:۔

1- پانی کی کمی کو پورا کرنے اور پانی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت بڑھانے کے لیے نئے ڈیموں کی تعمیر۔

2- زراعت میں جدید مشینری یعنی ٹریکٹر، ڈرل اور کمبائن ہارویسٹر وغیرہ کا استعمال۔

فصل کی کاشت کے لیے ٹریکٹر کا استعمال

گندم کی کٹائی کے لیے کمبائن ہارویسٹر

3- ناہموار کھیتوں کو ہموار بنانے کے لیے لیزر لینڈ لیولنگ ٹیکنالوجی (Laser Land Levelling Technology) کا فروغ۔

4- روایتی کھالوں کی بجائے اصلاح کردہ (پختہ) کھالوں سے آب پاشی کرنا۔

5- آب پاشی کے لیے سپرنکلر اور ڈرپ اریگیشن (Sprinkler and Drip Irrigation) جیسے کفایتی اور جدید طریقوں کا استعمال۔

6- کاشت کاروں کی جدید ٹیکنالوجی سے متعلق تربیت۔

7- فصلوں کی پٹڑیوں (کھیلیوں) پر کاشت۔

8- پودوں کی فی ایکڑ تعداد کو پورا رکھنا۔

9- مارکیٹ کی طلب کے مطابق نفع بخش فصلوں کی کاشت۔

10- زرعی قرضہ کے نظام میں بہتری کے لیے ون ونڈو آپریشن (One Window Operation) کا فروغ۔

11- ماہرین کی ہدایات کے مطابق بیجوں کی نئی اقسام، کھاد اور کیڑے مار ادویات کا متناسب استعمال۔

12- جہاں ممکن ہو سکے بہت سے کھالوں کے بجائے ایک ہی کھال سے پورے فارم کی آب پاشی۔

13- بے موسمی پھلوں اور سبزیوں کی کاشت کے لیے ٹنل فارمنگ ٹیکنالوجی (Tunnel Farming Technology) کا استعمال۔

14- زرعی ماہرین کی ہدایات کی روشنی میں زیر کاشت رقبہ اور ٹیوب ویلوں کے پانی کا تجزیہ کروانا۔

زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے حکومت کی طرف سے کیے گئے مالی اقدامات
(Financial measures taken by the government to increase agricultural production)

1- زرعی مالکان کو رعایتی قیمت (Subsidy) پر لیزر لینڈ لیولنگ ٹیکنالوجی کی فراہمی۔

2- سپرنکلر (آب پاشی بذریعہ پھوار) اور ڈرپ (قطرہ قطرہ آب پاشی) ٹیکنالوجی کی ترویج کے لیے کاشت کاروں کو سب سڈی کی سہولت۔

3- ٹریکٹر کی خریداری کے لیے قرضہ سکیم کا اجرا۔

4- روایتی آب پاش کھالوں کی پختگی کے لیے تعمیراتی سامان کی مفت فراہمی۔
5- زرعی اور کمرشل بینکوں کی طرف سے کاشت کاروں کے لیے آسان شرائط پر قرض کی فراہمی۔
6- وافر مقدار اور کم قیمت پر کھاد کی فراہمی۔
7- اجناس کی امدادی قیمتوں کا تعین۔
8- مویشیوں کے لیے اچھی خوراک اور دوائیوں کی فراہمی۔
9- لائیوسٹاک سے منسلک افراد کی ضروری ٹریننگ اور گوشت و دیگر متعلقہ اشیا کی برآمد کے لیے سہولتوں کی فراہمی۔
10- آب پاشی کے وسائل میں اضافہ کے لیے متعدد سکیموں کا اجرا بالخصوص دیامر بھاشا ڈیم اور مہمند ڈیم کی تعمیر پر خصوصی توجہ۔
11- پہاڑی علاقوں میں بارشوں اور ندی نالوں کے پانی کو جمع (سٹور) کرنے کے لیے پختہ تالابوں کی تعمیر۔
12- بے زمین کاشت کاروں اور دیہی خواتین کی آمدنی میں اضافے کے لیے حکومت کی طرف سے وزیرِ اعظم ایمرجنسی پروگرام کا آغاز۔

پاکستان کے آبی ذرائع اور آب پاشی کا موجودہ نظام

(Water Resources of Pakistan and Existing Irrigation System)

پاکستان کا نظامِ آب پاشی کئی دریاؤں، آب پاشی اور رابطہ نہروں اور پانی ذخیرہ کرنے والے ڈیموں کے علاوہ لاکھوں ٹیوب ویلوں اور ہزاروں آبپاش کھالوں پر مشتمل ہے۔ یہ پانی کی ترسیل اور لمبائی کے نقطہ نظر سے دنیا کا سب سے بڑا نظامِ آب پاشی تصور کیا جاتا ہے۔ اہم ذرائع آب پاشی درج ذیل ہیں:

1- بارش　2- انہار　3- ٹیوب ویل　4- کاریز

1- بارش (Rainfall)

بارش پانی کی فراہمی کا ایک اہم قدرتی ذریعہ ہے، ہمارے ہاں مون سون کی بارشیں زیادہ مشہور ہیں، پہاڑوں پر ہونے والی بارشوں اور گلیشیئرز کا پانی پگھل کر ندی نالوں کے ذریعے سے دریاؤں میں اکٹھا ہو جاتا ہے اور سارا سال ان کو رواں دواں رکھتا ہے۔ دریاؤں پر ڈیم بنا کر پانی کو جمع کیا جاتا ہے اور بیراجوں سے نہریں نکال کر سارا سال آب پاشی اور صنعت کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے۔

نہری علاقوں کے برعکس بارانی علاقوں کی بہتر پیداوار زیادہ تر بروقت مطلوبہ بارشوں کی مرہونِ منت ہوتی ہے، لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک میں توقع سے کہیں کم بارش ہوتی ہے۔ پاکستان کے 90 فی صد حصے میں سالانہ بارش کی اوسط مقدار 200 ملی میٹر سے بھی کم ہے۔ صرف 10 فی صد بالائی پہاڑی علاقہ ایسا ہے جہاں 500 ملی میٹر سے 1000 ملی میٹر تک سالانہ بارش ہوتی ہے۔ یہ بارش بارانی، زرعی اور آب پاشی کی ضروریات کے لیے کم ہے۔ ہمارا لگ بھگ 5 ملین ہیکٹر زرعی رقبہ بارانی کاشت پر مشتمل ہے اور بہتر پیداوار کے لیے بروقت مطلوبہ بارشوں پر انحصار کرتا ہے۔ تربیلا، منگلا اور وارسک ہمارے اہم آب پاشی ڈیم ہیں، جن میں نہ صرف لاکھوں ایکڑ فٹ پانی جمع کیا جاتا ہے بلکہ سستی پن بجلی بھی پیدا کی جاتی ہے:۔

2- انہار (Canals)

کارکردگی کے لحاظ سے انہار کی تین اقسام ہیں۔

i- دوامی نہریں (Perennial Canals)

یہ وہ آب پاشی نہریں ہیں جو سارا سال جاری رہتی ہیں اور دریائی پانی کو کھیتوں تک پہنچانے کا اہم ذریعہ ہیں۔ اپر چناب، لوئر چناب، اپر جہلم، لوئر جہلم، لوئر باری دوآب اور نہر پاکپتن وغیرہ پورا سال بہنے والی اہم دوامی نہریں ہیں۔

ii- غیر دوامی نہریں (Non-Perennial Canals)

ان کو ششماہی نہریں بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ ان میں صرف موسم گرما اور موسم برسات میں ہی پانی چھوڑا جاتا ہے۔ دریائے ستلج پر واقع اسلام بیراج سے نکلنے والی بہاول اور قائم پور نہروں کے علاوہ کوٹری بیراج کی چند انہار اور گدو بیراج کی سب نہریں غیر دوامی (پورا سال نہ بہنے والی نہریں) ہیں۔

iii- سیلابی نہریں (Flood Canals)

موسم گرما اور برسات میں جب دریاؤں میں پانی کی سطح بلند ہو جائے یا دریاؤں میں شدید طغیانی کے وقت پانی خطرے کے نشان تک پہنچ جائے تو بیراج کو نقصان سے بچانے کے لیے ان نہروں میں پانی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ دریائے سندھ اور چناب سے نکلنے والی بہت سی نہروں کا تعلق اسی قسم سے ہے۔

3- ٹیوب ویل (Tubewell)

نہری پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے ٹیوب ویلوں کے ذریعے سے زیر زمین پانی سے استفادہ انتہائی ناگزیر ہے۔ اس وقت ملک میں لاکھوں کی تعداد میں ٹیوب ویل نصب ہیں، جن میں سے زیادہ تر ٹیوب ویل صوبہ پنجاب میں ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ہمارے قریباً 70 فی صد ٹیوب ویلوں کا پانی فصلوں کے لیے موزوں نہیں کیوں کہ یہ زمینوں میں سیم و تھور پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے، لیکن نہری پانی کی کمی کی وجہ سے کاشت کار یہ پانی استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔ کاشت کاروں کو نہری پانی کی اہمیت اور افادیت کا احساس کرنا چاہیے اور اسے نہ صرف ضائع ہونے سے بچانا چاہیے، بلکہ کم وسائل سے بہتر استفادہ کے لیے محکمہ زراعت کے شعبہ اصلاحِ آب پاشی سے بھرپور تعاون کرنا چاہیے اور ان کے سفارش کردہ جدید طریقوں یعنی سپرنکلر، ڈرپ اریگیشن اور لیزر ٹیکنالوجی وغیرہ کو استعمال کرنا چاہیے۔

4- کاریز (Karez)

اس نظام سے دنیا کے لگ بھگ دو درجن ممالک استفادہ کر رہے ہیں، جن میں چین سے لے کر چلی تک بیشتر ممالک شامل ہیں۔ پاکستان میں یہ نظام صوبہ بلوچستان میں ہے، جہاں علاقے کی مخصوص جغرافیائی صورتِ حال اور نہری پانی کی شدید کمی کی وجہ سے پانی کو زیر زمین نالوں کے ذریعے سے کھیتوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ ان نالوں کو کاریز کہتے ہیں۔ یہ پانی کھیتی باڑی کے علاوہ پینے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ ان کاریزوں کا ذریعہ پہاڑوں سے رِسنے والے چشمے ہیں جو زیادہ تر پشین اور کوئٹہ کے اضلاع میں بنائے گئے ہیں۔

معاہدہ سندھ طاس (Indus Water Treaty)

1948ء میں بھارت نے اُن پاکستانی نہروں کا پانی روک لیا، جن کے سرچشمے بھارت میں واقع تھے۔ ان نہروں میں دریائے راوی سے نکلنے والی اپر باری دوآب (مادھو پور بیراج) اور دریائے ستلج سے نکلنے والی نہر دیپال پور (فیروز پور بیراج) شامل ہیں۔ پاکستان نے یہ مسئلہ عالمی سطح پر اٹھایا، چناں چہ عالمی طاقتوں کی زیر نگرانی پاکستان اور بھارت کے مابین ستمبر 1960ء میں معاہدہ سندھ طاس معرضِ وجود میں آیا جس کی رو سے تین مشرقی دریا، راوی، ستلج اور بیاس بھارت کے حصے میں آئے۔ تین مغربی دریا سندھ، چناب اور جہلم پاکستان کی تحویل میں دے دیے گئے اور ان پر پاکستان کے مکمل حقوقِ ملکیت تسلیم کر لیے گئے۔ مشرقی دریاؤں میں پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے پاکستان کے ساتھ مل کر ایک نیٹ ورک تشکیل دیا گیا، جس کی رُو سے پاکستان کو مالی معاونت کے علاوہ ضروری تکنیکی راہنمائی بھی فراہم کی گئی۔ مشرقی دریاؤں میں پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے درج ذیل حکمتِ عملی تشکیل دی گئی:۔

(i) دریائے جہلم پر منگلا اور دریائے سندھ پر تربیلا ڈیم کی تعمیر کے علاوہ 5 لاکھ ایکڑ فٹ پانی چشمہ بیراج پر سٹور کرنا۔

(ii) پرانے بیراجوں کی اصلاح اور مناسب جگہوں پر نئے بیراجوں کو تعمیر کرنا۔

(iii) دریاؤں کو آپس میں جوڑنے کے لیے رابطہ انہار کو تعمیر کرنا۔

ہمارے مشرقی دریا جو معاہدہ سندھ طاس کے تحت اب بھارت کی ملکیت ہیں، بھارت کی تحویل میں آنے سے پہلے ہمارے لگ بھگ 8 ملین ایکٹر رقبہ کو پانی فراہم کررہے تھے۔ اگر ہم ان دریاؤں کو پانی فراہم کرنے کے لیے رابطہ انہار کی تعمیر نہ کرتے تو یہ علاقہ نہ صرف بنجر ہو جاتا، بلکہ لوگوں کو پینے کے پانی کے حصول میں بھی مشکل پیش آتی۔

سندھ طاس معاہدہ کے تحت سول ورکس کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ پاکستان اس معاہدے کے حوالے سے ہمیشہ مخلص رہا ہے اور کبھی بھی اس کی خلاف ورزی کا مرتکب نہیں ہوا جب کہ بھارت ہمارے دریاؤں کے بالائی حصّہ پر براجمان ہونے کی وجہ سے ہمارے دریاؤں سے فائدہ اٹھانے میں کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔

دریائے سندھ اور اس کے مشرقی معاون دریاؤں پر قائم بیراج اور انہار
(Barrages and Canals on River Indus and its Eastern Tributaries)

دریائے سندھ اور اس کے مشرقی معاونین پر قائم بیراج اور انہار کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے:-

دریائے سندھ پر قائم بیراج اور انہار (Barrages and Canals on River Indus)

1- جناح بیراج (Jinnah Barrage)

یہ دریائے سندھ پر صوبہ پنجاب کا پہلا بیراج ہے، یہاں سے تھل کینال نکال کر میانوالی، بھکر اور لیہ کے اضلاع کی آب پاشی کی جارہی ہے۔

2- چشمہ بیراج (Chashma Barrage)

دریائے سندھ پر قائم اس بیراج سے ڈیرہ اسماعیل خان کو پانی فراہم کرنے کے لیے چشمہ رائٹ بینک کینال تعمیر کی گئی ہے، جب کہ بائیں کنارے سے چشمہ جہلم لنک کینال نکالی گئی ہے، جو آگے چل کر گریٹر تھل کینال کو پانی فراہم کرے گی جس سے لیہ، بھکر، خوشاب اور جھنگ کے اضلاع سیراب ہوں گے۔

3- تونسہ بیراج (Tounsa Barrage)

یہ دریائے سندھ پر صوبہ پنجاب کا آخری بیراج ہے یہاں سے ڈیرہ غازی خاں اریگیشن کینال، مظفر گڑھ اریگیشن کینال اور تونسہ پنجند لنک کینال نکالی گئی ہیں۔ آب پاشی انہار ڈیرہ غازی خاں، مظفر گڑھ اور راجن پور کو پانی فراہم کرتی ہیں۔ کچھی کینال بھی اسی بیراج سے نکالی جارہی ہے۔

4- گدو بیراج (Guddu Barrage)

یہ دریائے سندھ پر صوبہ سندھ کا پہلا بیراج ہے، یہاں سے چار انہار نکال کر صوبہ بلوچستان کی نصیر آباد ڈویژن اور صوبہ سندھ کے شمالی علاقوں کو پانی فراہم کیا جارہا ہے۔ رینی کینال بھی اسی بیراج کے بائیں کنارے سے نکالی جارہی ہے۔

5- سکھر بیراج (Sukkur Barrage)

یہ صوبہ سندھ کا سب سے بڑا بیراج ہے۔ یہاں سے سات آب پاشی انہار نکالی گئی ہیں جو صوبہ سندھ اور بلوچستان کو پانی فراہم کرتی ہیں۔

6- کوٹری بیراج (Kotri Barrage)

یہ دریائے سندھ پر صوبہ سندھ کا آخری بیراج ہے۔ یہاں سے چار انہار نکال کر صوبہ سندھ کے جنوبی علاقوں کو پانی فراہم کیا گیا ہے۔

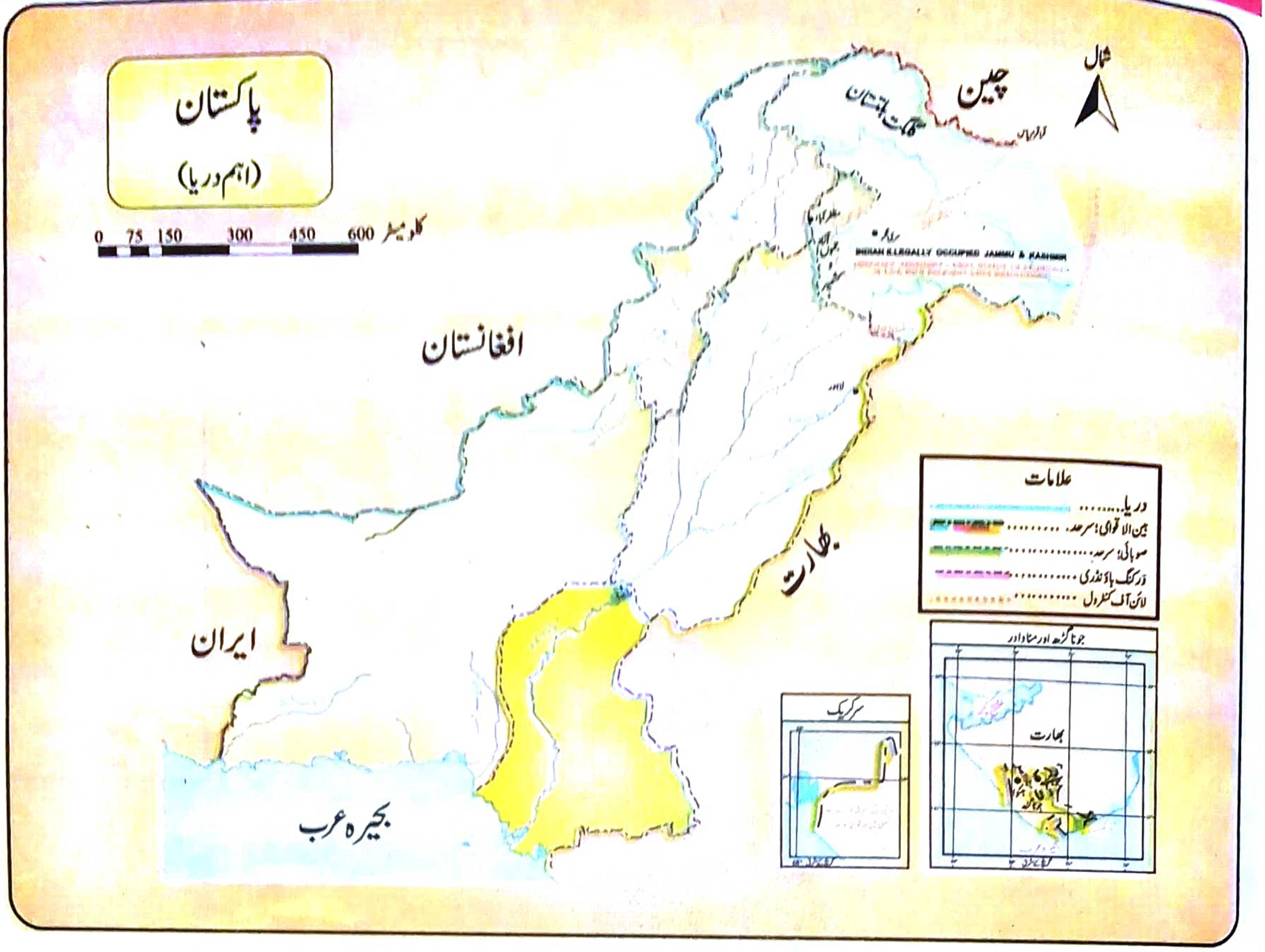

دریائے جہلم پر قائم ڈیم، بیراج اور انہار (Dam, Barrages and Canals on River Jhelum)

1- منگلا ڈیم (Mangla Dam)

منگلا ڈیم سے اَپر جہلم کینال نکال کر ضلع گجرات اور منڈی بہاؤالدین کو پانی فراہم کیا گیا ہے۔ یہ نہر خانکی بیراج سے رابطے کا کام بھی انجام دیتی ہے

2- رسول بیراج (Rasul Barrage)

یہاں سے لوئر جہلم نہر نکال کر منڈی بہاؤالدین، سرگودھا، خوشاب اور چنیوٹ کے اضلاع کو پانی فراہم کیا جا رہا ہے اور رسول قادر آباد لنک کینال بھی نکالی گئی ہے۔

دریائے چناب پر قائم بیراج اور انہار (Barrages and Canals on River Chenab)

1- مرالہ بیراج (Marala Barrage)

یہ دریائے چناب پر قائم ہونے والا پہلا بیراج ہے۔ یہاں سے اپر چناب کینال نکال کر صوبہ پنجاب کے شمالی اور وسطی اضلاع کو پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔ بی آر بی ڈی لنک کینال (Bambanwala Ravi Bedian Depalpur Link Canal) بھی اسی نہر سے نکالی گئی ہے اور مرالہ راوی لنک کینال بھی اسی بیراج کا حصّہ ہے۔ اپر چناب دریائے چناب کو دریائے راوی سے ملانے کا کام بھی کرتی ہے۔

2- خانکی بیراج (Khanki Barrage)

یہاں سے لوئر چناب کینال نکال کر صوبہ پنجاب کے وسطی علاقوں کو سیراب کیا جا رہا ہے۔

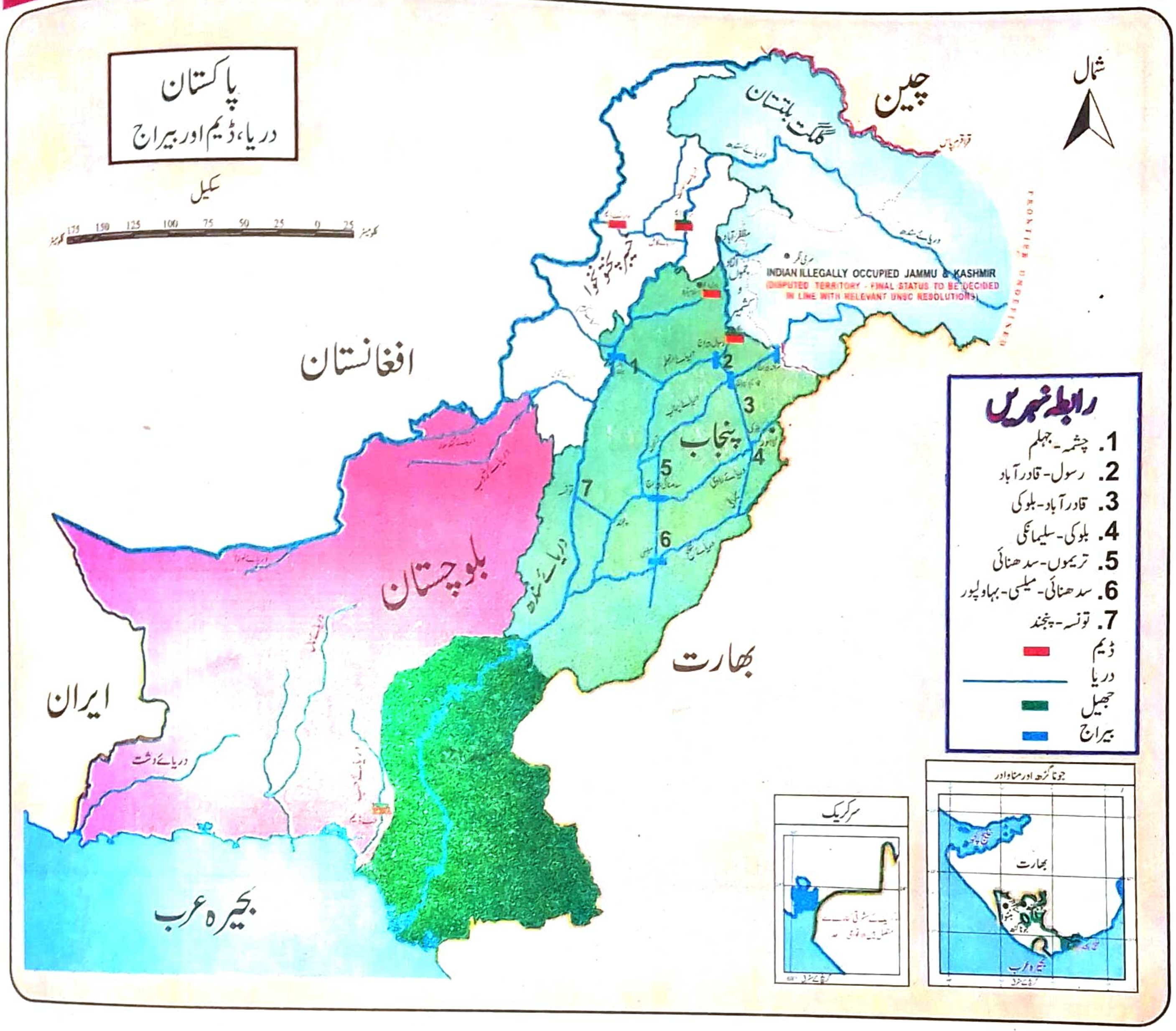

3- قادر آباد بیراج (Qadirabad Barrage)

دریائے چناب پر قائم یہ بیراج رابطہ انہار کے ذریعے سے دریاؤں کو آپس میں ملانے کا کام سرانجام دیتا ہے۔ یہ رسول قادر آباد لنک کینال کے ذریعے سے دریائے جہلم کو چناب سے ملاتا ہے۔ قادر آباد بلوکی لنک کینال کے ذریعے دریائے چناب کو راوی سے ملاتا ہے۔

دریائے چناب اور جہلم کے سنگم پر قائم بیراج اور انہار
(Barrages and Canals on Combined River Chenab and Jhelum)

تریموں بیراج (Trimmu Barrage)

دریائے چناب اور جہلم دونوں تریموں کے مقام پر آپس میں مل جاتے ہیں یہاں سے تین نہریں رنگ پور، حویلی اور تریموں سدھنائی لنک کینال نکالی گئی ہیں، جو ضلع جھنگ کو پانی فراہم کرنے کے علاوہ تریموں اور سدھنائی بیراج کو آپس میں ملانے کا فریضہ بھی انجام دیتی ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

پانچ دریا یعنی ستلج، بیاس، راوی، چناب اور جہلم آپس میں ضم ہو کر پنجند (Panjnad) کے مقام (ضلع مظفر گڑھ) پر پنجند کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ پنجند بیراج سے پنجند کینال اور عباسیہ نہر نکال کر جنوبی پنجاب کو سیراب کیا جا رہا ہے۔ پنجند، کوٹ مٹھن (ضلع راجن پور) کے مقام پر دریائے سندھ میں شامل ہو جاتا ہے۔

دریائے راوی پر قائم بیراج اور انہار (Barrages and Canals on River Ravi)

1- بلوکی بیراج (Balloki Barrage)

یہاں سے لوئر باری دوآب نکال کر وسطی اور جنوبی پنجاب کے علاقے سیراب کیے جا رہے ہیں، جب کہ دو رابطہ انہار سلیمانکی بلوکی لنک 1 اور 2 کے ذریعے سے ضلع قصور کو پانی فراہم کرنے کے علاوہ سلیمانکی بیراج سے جوڑا گیا ہے۔

2- سدھنائی بیراج (Sidhnai Barrage)

اس بیراج سے دو انہار نکالی گئی ہیں (i) سدھنائی کینال (ii) سدھنائی میلسی بہاول لنک کینال دونوں انہار سے جنوبی پنجاب کو پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔

دریائے ستلج پر قائم بیراج اور انہار (Barrages and Canals on River Sutlej)

1- سلیمانکی بیراج (Sulemanki Barrage)

وسطی اور جنوبی پنجاب کو پانی فراہم کرنے کے لیے یہاں سے تین انہار پاکپتن، فورڈواہ اور صادقیہ کینال نکالی گئی ہیں، جب کہ پاکپتن کینال سے اسلام لنک کینال بھی نکالی گئی ہے، جو سلیمانکی بیراج کو اسلام بیراج سے ملاتی ہے۔

2- اسلام بیراج (Islam Barrage)

یہاں سے دو انہار بہاول اور قائم پور کینال نکالی گئی ہیں۔ دونوں انہار جنوبی پنجاب کے علاقوں کو سیراب کرتی ہیں۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
>
> وارسک ڈیم دریائے کابل پر تعمیر کیا گیا ہے۔ پہور ہائی لیول کینال دریائے سندھ سے نکالی گئی ہے جو صوبہ خیبر پختونخوا کو پانی فراہم کرتی ہے۔
> غازی بروتھا پروجیکٹ کی بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت 1450 میگاواٹ ہے۔

صوبہ خیبر پختونخوا کے ڈیم، بیراج اور انہار

(Dam, Barrages and Canals of Khyber Pakhtunkhwa)

سوات، چترال، کابل، کُرم، کنہار، ہرو، گومل، ٹوچی، پنجکوڑہ، کنڑ، باڑہ اور ٹانک زم وغیرہ صوبہ خیبر پختونخوا کے اہم دریا ہیں۔

وارسک ڈیم (Warsak Dam)

یہ ڈیم پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخوا میں پشاور کے نزدیک دریائے کابل پر بنایا گیا ہے۔ یہاں سے فصلوں کی آب پاشی کے لیے انہار نکالنے کے علاوہ پن بجلی بھی پیدا کی جا رہی ہے۔

خان پور ڈیم (Khanpur Dam)

خان پور ڈیم ایک آبی ذخیرہ ہے جو صوبہ خیبر پختونخوا میں دریائے ہرو (Haro River) پر خان پور (ضلع ہری پور) میں واقع ہے۔ یہ اسلام آباد سے قریباً 40 کلومیٹر دور ہے۔ اس ڈیم سے راولپنڈی اور اسلام آباد کو پینے کا پانی فراہم کیا جاتا ہے۔ یہ خیبر پختونخوا اور پنجاب کے کچھ علاقوں کو سیراب بھی کرتا ہے۔

ٹانڈا اور چنغوز ڈیم (Tanda and Changhoz Dam)

ٹانڈا ڈیم ایک چھوٹا بند ہے جو ضلع کوہاٹ، پاکستان کے صوبے خیبر پختونخوا میں ٹانڈا جھیل پر واقع ہے۔ چنغوز ڈیم ایک بارانی

ڈیم ہے جو صوبہ خیبر پختونخوا میں لتمبر گاؤں (Latambar Village) (ضلع کرک) میں واقع ہے۔ یہ مقامی سطح پر آب پاشی کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ کہ دریائے کُرم پر بنائے گئے باران ڈیم کے مٹی اور ریت سے بھر جانے کی وجہ سے وہاں سے نکلنے والی انہار بھی بند ہو چکی ہیں، جن کی بحالی کے لیے کام جاری ہے۔

صوبہ بلوچستان کے ڈیم، بیراج اور انہار (Dam,Barrages and Canals of Balochistan)

گومل، دشت، ژوب، حب، کیچ اور ہنگول وغیرہ صوبہ بلوچستان کے اہم دریا ہیں۔

حب ڈیم (Hub Dam)

حب ڈیم ایک آبی ذخیرہ ہے جو دریائے حب پر کراچی سے 56 کلومیٹر دور صوبہ سندھ اور بلوچستان کی سرحد پر واقع ہے۔ یہ ڈیم صرف ایک آبی ذخیرہ ہی نہیں، بلکہ ایک بہترین تفریحی مقام بھی ہے۔ اس ڈیم سے ایک نہر نکالی گئی ہے جو آگے جا کر دو حصّوں میں تقسیم ہو جاتی ہے، ایک نہر صوبہ بلوچستان کے ضلع لسبیلہ کو، جب کہ دوسری کراچی کو پانی فراہم کرتی ہے

میرانی ڈیم (Mirani Dam)

میرانی ڈیم بلوچستان کے ضلع کیچ (Kech District) میں تربت (Turbat) سے 43 کلومیٹر دور مغرب کی طرف واقع ہے۔ یہ ڈیم دریائے دشت پر میرانی گورم کے مقام پر بنایا گیا ہے جو ہزاروں ایکڑ اراضی کو سیراب کرتا ہے۔

گلگت بلتستان کے ڈیم، دریا اور انہار (Dam, Rivers and Canals of Gilgit Baltistan)

گلگت بلتستان دریاؤں، ندی نالوں، چشموں اور دنیا کے بڑے گلیشیرز کی سرزمین ہے۔ دریائے سندھ سب سے پہلے گلگت بلتستان میں داخل ہوتا ہے۔ شیوک، شِگر، گلگت، استور، ہنزہ اور ہسپر وغیرہ گلگت بلتستان کے اہم دریا ہیں۔ گلگت بلتستان میں ستپارہ ڈیم بہت اہم ہے۔ کھیتوں کو پانی دینے کے لیے یہاں انہار اور کھالوں کا نظام موجود ہے جو دریاؤں اور ندی نالوں سے جُڑے ہوئے ہیں۔

پاکستان کی اہم فصلوں کی پیداوار، تقسیم، مویشی پالنا اور ماہی گیری
(Production, Distribution of Major Crops, Livestock and Fisheries in Pakistan)

پاکستان کی اہم فصلیں (Major Crops of Pakistan)

گندم، گنا، چاول، کپاس اور مکئی ہماری اہم فصلیں ہیں جن پر پاکستان کی معیشت، برآمدات اور زرِ مبادلہ کا بڑا انحصار ہے۔

1۔ گندم (Wheat)

گندم کے کھیت کا منظر

یہ پاکستان کی بڑی اہم غذائی فصل ہے، جو ملک کے چاروں صوبوں میں کاشت کی جاتی ہے۔ پاکستان میں گندم کی سالانہ پیداوار تقریباً 25 ملین ٹن ہے۔ سب سے زیادہ گندم بالترتیب صوبہ پنجاب اور سندھ میں کاشت کی جاتی ہے۔ صوبہ پنجاب میں ملتان، خانیوال، ساہیوال، وہاڑی، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، سرگودھا، مظفر گڑھ، جھنگ، بہاول پور اور ڈیرہ غازی خاں، صوبہ سندھ میں سکھر، حیدر آباد، نواب شاہ اور خیر پور، صوبہ خیبر پختونخوا میں ڈیرہ اسماعیل خاں، پشاور، بنوں، چارسدہ

اور مردان جب کہ صوبہ بلوچستان میں نصیر آباد، خضدار لورالائی اور قلات وغیرہ پاکستان میں گندم کی پیداوار کے اہم علاقے ہیں۔

2۔ چاول (Rice)

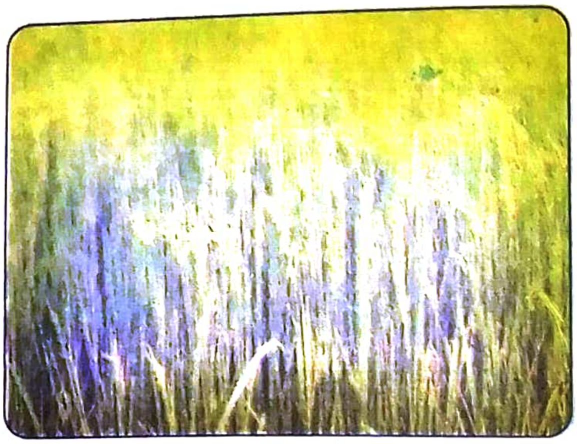
چاول کی فصل

چاول پاکستان کی دوسری اہم غذائی فصل ہے جو غذائی ضروریات کے علاوہ زرمبادلہ کمانے کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔ 20-2019ء میں چاول کا زیرِ کاشت رقبہ تقریباً 3 ملین ہیکٹر تھا، جس سے 74 لاکھ ٹن سے زائد پیداوار حاصل ہوئی، جب کہ فی ہیکٹر پیداوار 2450 کلوگرام سے کم رہی، جو دنیا کے بیشتر ترقی یافتہ ممالک سے بہت کم ہے۔

پاکستان میں سب سے زیادہ چاول صوبہ پنجاب کے اضلاع گوجرانوالا، حافظ آباد، شیخوپورہ، سیالکوٹ، نارووال، قصور، لاہور اور اوکاڑہ میں کاشت کیا جاتا ہے۔ صوبہ سندھ میں سکھر، لاڑکانہ، گدو اور کوٹری بیراج کے نہری علاقے چاول کی کاشت کے لیے مشہور ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں ڈیرہ اسماعیل خاں، پشاور اور کرم ایجنسی کے علاوہ صوبہ بلوچستان میں نصیر آباد کے علاقے میں چاول کی کاشت کی جاتی ہے۔

3۔ کپاس (Cotton)

20-2019ء میں پاکستان میں کپاس کا زیرِ کاشت رقبہ 25 لاکھ 27 ہزار ہیکٹر تھا، جس سے پیداوار کا تخمینہ 92 لاکھ گانٹھیں لگایا گیا۔ پاکستان میں کپاس کی کاشت صوبہ پنجاب اور سندھ کے نہری آب پاش علاقوں میں ہوتی ہے۔ صوبہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں اس کی کاشت بہت تھوڑے رقبہ پر ہوتی ہے۔

کپاس کے کھیت

صوبہ پنجاب میں وسطی اور جنوبی پنجاب کا علاقہ کپاس کے لیے بڑا مشہور ہے جب کہ سندھ کے اضلاع حیدر آباد، بدین، سکھر، ٹھٹھہ، نواب شاہ، نوشہرو فیروز، گھوٹکی اور تھرپارکر کپاس کی پیداوار میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں بنوں اور ڈیرہ اسماعیل خاں، جب کہ بلوچستان میں جعفر آباد، نصیر آباد اور قلات ڈویژن کے نہری علاقوں میں کپاس کاشت کی جاتی ہے۔ ہماری فی ہیکٹر پیداوار لگ بھگ 700 کلوگرام، جب کہ چین اور بھارت کی بالترتیب 1700 اور 1200 کلوگرام ہے، جس میں اضافہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ پاکستان کپاس اور اس سے بنی مصنوعات کی برآمد سے ہر سال اربوں روپے کا زرِمبادلہ کماتا ہے۔

4۔ گنا (Sugarcane)

گنے کی فصل

اس سے سفید چینی، گڑ اور شکر تیار کی جاتی ہے۔ پاکستان میں ہر سال اوسطاً ایک ملین ہیکٹر رقبے پر گنا کاشت کیا جاتا ہے۔ اوسطاً مجموعی ملکی پیداوار 71 ملین ٹن اور فی ہیکٹر اوسطاً پیداوار 61 ہزار کلوگرام ہے جو دنیا کے بیشتر ترقی پذیر ممالک کے مقابلہ میں کافی کم ہے۔ صوبہ پنجاب اور سندھ کے نہری آب پاشی والے علاقوں کے علاوہ خیبر پختونخوا میں ڈیرہ اسماعیل خاں، پشاور، مردان اور چارسدہ میں اس کی کاشت کی جاتی ہے۔ اس وقت گنے کی مجموعی پیداوار طلب کے

مقابلہ میں کم ہے جس سے ہمیں چینی درآمد کرنا پڑتی ہے۔

5- مکئی (Maize)

مکئی کے کھیت

مکئی خریف کی ایک اہم فصل ہے، جسے غذائی مقاصد اور جانوروں کے لیے چارے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ زیادہ تر کوہستان کے دامنی علاقوں، پشاور اور مردان کے میدانی اور پنجاب میں پاکپتن، ساہیوال، وہاڑی، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، سرگودھا، مظفر گڑھ، جھنگ، بہاولپور، ڈیرہ غازی خاں اور اوکاڑہ کے علاقوں میں کاشت کی جاتی ہے۔ پاکستان میں مکئی کی کل اوسط سالانہ پیداوار قریباً 6 ملین ٹن ہے۔ اس سے کارن آئل، کسٹرڈ پاؤڈر، پوپ کارن اور جیلی وغیرہ بھی بنائی جاتی ہے۔

مویشی پالنا (Livestock)

لائیوسٹاک ہماری زراعت کا ایسا شعبہ ہے جو ملکی معیشت میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ وہ شعبہ ہے جو کاشت کار، غیر کاشت کار، زمین دار اور بے زمین ہر ایک کا مشکل وقت میں سہارا بنتا ہے۔ بالخصوص یہ شعبہ دیہاتوں میں بڑا مقبول ہے۔ اور ان کی آمدنی کا ایک اہم

راجن پور کے بکرے

ساہیوال نسل کی گائے

ذریعہ ہے۔ لائیوسٹاک میں اضافہ کے لیے حکومت متعدد اقدامات کر رہی ہے، جن میں افزائشِ نسل والے جانوروں کی درآمد، موبائل سروس، متعلقہ افراد کی تربیت، لائیوسٹاک، ڈیری کی درآمدات پر کسٹم ڈیوٹی کا خاتمہ اور اس شعبہ کے لیے بینکوں سے کم مارک اپ پر قرضوں کا حصول وغیرہ شامل ہیں۔

پولٹری (Poultary)

پولٹری فارم

یہ لائیوسٹاک کا ایک اہم امدادی شعبہ ہے۔ گذشتہ چند سالوں سے اس میں کافی ترقی ہو رہی ہے۔ اس شعبے سے قریباً 15 لاکھ افراد کا روزگار وابستہ ہے۔ برائلر گوشت کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے نتیجے میں مٹن اور بیف کی قیمتوں کو کنٹرول کرنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ حکومت نے اس شعبے کی ترقی کے لیے ایک چار سالہ پروگرام ترتیب دیا ہے، جس کے تحت لگ بھگ 33 کروڑ روپے اس پر صرف کیے جائیں گے۔ حکومت کی طرف سے پولٹری کے شعبے کی ترقی کے لیے

آسان شرائط پر قرض دیا جارہا ہے۔ اس سہولت کے تحت پولٹری فارمز (برائلر، لیئر اور ہیچری) کے روزمرہ کے اخراجات مختلف پولٹری مشینری و آلات کی خریداری اور موجودہ فارم کی توسیع و تعمیر کے لیے قرض حاصل کیا جاسکتا ہے۔

ماہی گیری (Fisheries)

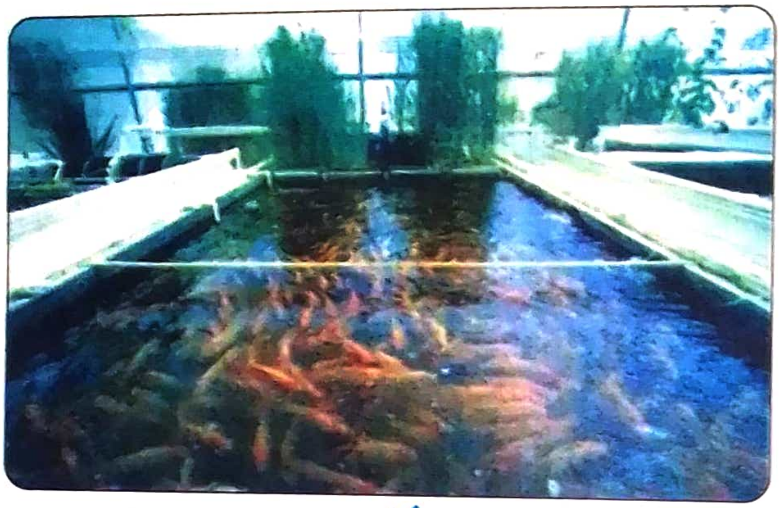

مچھلی فارم

سمندر یا دریاؤں کے کناروں پر بسنے والے افراد کی اکثریت ماہی گیری کے شعبے سے وابستہ ہے، جب کہ ماہی پروری، مچھلیوں کی افزائشِ نسل کا مصنوعی طریقہ ہے۔ پاکستان مچھلیوں کی برآمد سے کثیر زرِمبادلہ کمارہا ہے۔ اس کے علاوہ اب کسان بھی مچھلی فارم بنا کر تجارتی بنیادوں پر مچھلی کی افزائش اور فروخت کررہے ہیں۔ اس طرح وہ روایتی زراعت سے ہٹ کر زیادہ منافع کمارہے ہیں اور ملک میں گوشت کی پیداوار بڑھانے میں اہم کردار ادا کررہے ہیں۔

پاکستان کی قومی آمدنی میں اضافے اور خوراک کی کمی کو پورا کرنے میں ماہی گیری کا کردار بہت اہم ہے۔ یہ مٹن، بیف اور پولٹری پر ہونے والے دباؤ کو کم کرتی ہے۔ سال 20-2019ء میں پاکستان میں مچھلی کی سالانہ پیداوار کا تخمینہ سات لاکھ میٹرک ٹن سے زائد لگایا گیا تھا۔ مچھلی کو انسانی غذا میں بہت اہمیت حاصل ہے، کیوں کہ یہ پروٹین مہیا کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔

صنعتوں کی اہمیت، ان کا محلِ وقوع، گھریلو، چھوٹی اور بھاری صنعتوں کی پیداوار

(Importance of Industries, Their Location and Production of Cottage, Small and Large-scale Industries)

صنعتی ترقّی کا معاشی ترقّی کے ساتھ گہرا تعلق ہے، کیوں کہ معاشی ترقّی صنعتی ترقّی کے بغیر ہرگز مکمل نہیں ہوسکتی۔ صنعتی ترقّی ایک ایسے معاشی اور سماجی عمل کا نام ہے، جس کے ذریعے سے نہ صرف ہمارے فنی معیار میں بہتری آتی ہے، بلکہ اس کا براہِ راست اثر ہماری عادات واطوار، رہن سہن اور ماحول پر بھی پڑتا ہے۔ صنعتی ترقّی سے ہم درج ذیل فوائد حاصل کرسکتے ہیں:۔

1- ملک میں معاشی استحکام، قومی اور فی کس آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔
2- زرعی شعبہ میں ترقّی ہوتی ہے اور برآمدات میں اضافہ ہوتا ہے۔
3- روزگار کے مواقع بڑھ جاتے ہیں اور عوام کے معیارِ زندگی میں بہتری آتی ہے۔
4- ملک کے زرِمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ ہوتا ہے اور ادائیگیوں کا توازن بہتر ہوتا ہے۔
5- ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری بڑھ جاتی ہے اور فنی مہارت کو فروغ ملتا ہے۔

گھریلو صنعت (Cottage Industry)

گھریلو صنعت سے مراد ایک ایسی صنعت ہے جو گھر پر ہی افرادِ خانہ بہت کم سرمایہ لگا کر باہمی تعاون واشتراک سے چلارہے ہوں اور اس میں صرف انسانی محنت کا عمل دخل ہو۔ اگر مشین سے استفادہ مجبوری ہوتو اسے ایک محدود پیمانہ پر ہی کیا جائے۔ اس صنعت کے لیے درکار خام مال، دست کار نہ صرف خود خریدتا ہے، بلکہ اپنی شے کی مارکیٹنگ بھی خود ہی کرتا ہے۔ گھروں میں کپڑوں کی سلائی، کھیس اور

دریاں بنانا، مرغ بانی اور قالین بافی وغیرہ اس کی چند مثالیں ہیں۔ سونے چاندی کا کام، لکڑی کا کام، مٹی کے برتن بنانا، پتھر کا کام، کھلونے بنانا، بلاک پرنٹنگ اور کشیدہ کاری کرنا بھی چھوٹی صنعت کے زمرے میں آتے ہیں۔ جدید صنعت کے موجودہ دور میں بھی چھوٹی صنعت نہ صرف زندہ ہے، بلکہ ترقی کرتے ہوئے دیہاتوں سے نکل کر شہروں یا قصبوں کا رخ کر رہی ہے، جہاں قدر دان اس فن کی زیادہ قیمت لگاتے ہیں بالخصوص غیر ملکی سیاح گھریلو دست کاری میں زیادہ دل چسپی لیتے ہیں۔

کھڈی کا کام

بلاک پرنٹنگ

چھوٹی صنعت (Small Industry)

اس سے مراد ایسی صنعت ہے، جس کے لیے کوئی بھاری مشینری درکار نہ ہو۔ چھوٹی صنعتوں میں مرغی خانہ، ڈیری فارمنگ، مچھلی پالنا، پاور لومز، کھیلوں کا سامان تیار کرنا اور آٹے کی مشینیں اور چاول چھڑنے کے شیلر وغیرہ شامل ہیں۔

مرغی خانہ

کھیلوں کے سامان کی تیاری

چھوٹی صنعت کے مسائل (Problems of Small Industry)

اس صنعت کے اہم مسائل درج ذیل ہیں:۔

1- لوگوں کا ان پڑھ یا کم پڑھا لکھا ہونا، جس کی وجہ سے جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ نہ کر سکنا۔

2- مارکیٹ کی طلب کے مطابق اشیا میں جدّت کا نہ ہونا اور ان کے معیار میں کمی ہونا۔

3- بڑی صنعتوں سے مقابلہ اور منڈیوں تک رسائی میں مشکلات۔

4- بجلی، گیس اور توانائی کے دوسرے وسائل کے حصول میں مشکلات۔

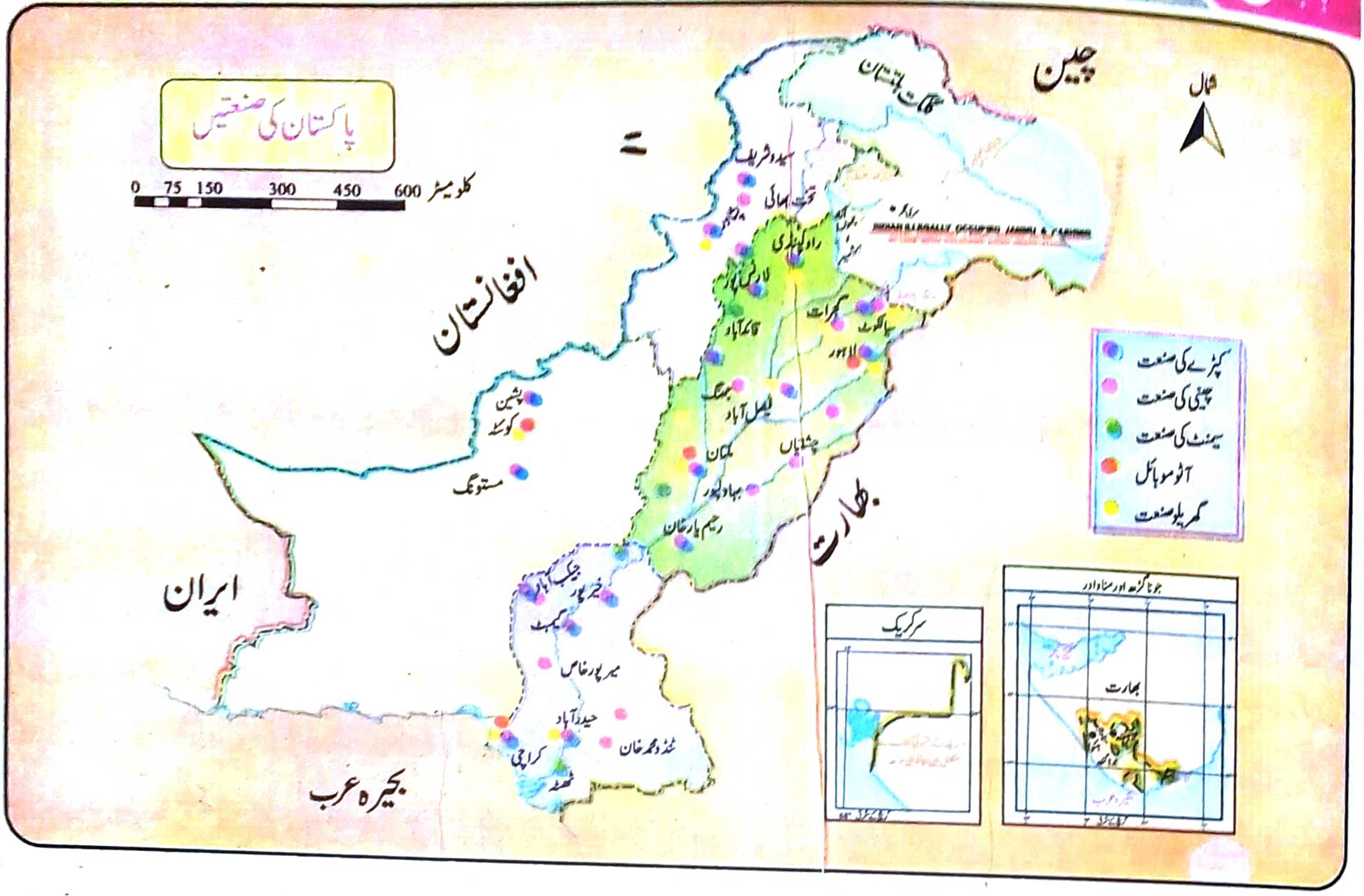

5- بینک سے قرض کے حصول اور بیرونِ ملک فنی سہولتوں کے حصول میں دُشواری۔

6- اپنی اشیا یا مصنوعات کی مناسب مارکیٹنگ نہ کرسکنا۔

چھوٹی صنعت کے مسائل حل کرنے کے، لیے سمال انڈسٹریز کارپوریشن قائم ہے، جس کا مقصد چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کے قرضہ جات اور دیگر مسائل کو حل کرنے میں درپیش رکاوٹوں کو دور کرنا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک کی معاشی ترقّی کے لیے چھوٹی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ان کے معیار کو بلند کیا جائے۔

بڑے پیمانے کی صنعتیں (Large Stale Industries)

بڑے پیمانے کی پیداواری صنعتوں میں ٹیکسائل، ادویات، سیمنٹ، سگریٹ، ایئر کنڈیشنز، بسیں، کاریں، پٹرولیم اور اس سے متعلقہ اشیا پیدا کرنے والی صنعتیں، آٹو موبائل، کیمیائی کھادیں تیار کرنے کی صنعتیں، موبائل فون، اور موٹر سائیکل بنانے کی صنعت، ٹی وی، چینی اور کوکنگ آئل وغیرہ بنانے کی صنعتیں شامل ہیں۔

ٹیکسائل ہماری سب سے بڑی صنعت ہے اور ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ٹیکسٹائل کا شعبہ مینوفیکچرنگ (اشیا تیار کرنا) کے حصّے کا 46 فی صد فراہم کرنے کے علاوہ 38 فی صد افرادی قوت کو روزگار بھی فراہم کر رہا ہے۔حکومت کو بڑی صنعت کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے، کیوں کہ اس میں زراعت کے برعکس کم اتار چڑھاؤ آتے ہیں۔ماضی میں بجلی اور گیس کی قلت اور کرونا یعنی کووڈ-19 (COVID-19) کی وجہ سے صنعتوں کو مشکلات کا سامنا رہا ہے، لیکن اس وقت بجلی کی فراہمی میں بہتری کی وجہ سے صنعتوں کی بحالی کا عمل شروع ہو چکا ہے جو بتدریج اپنی پوری صلاحیت پر چلنے لگیں گی۔اس عمل سے بے روزگاری میں کمی اور ملکی معاشی ترقّی میں اضافہ ہوگا۔

دفاعی صنعت کی ترقّی ملک کے دفاع کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔دفاعی صنعت کی ترقّی سے معاشی سرگرمیوں میں تیزی آتی ہے اور ہزاروں افراد کو روزگار کے مواقع ملتے ہیں۔دفاعی ساز و سامان کی درآمد میں کمی سے زرِ مبادلہ کی بچت ہوتی ہے اور ملک

چینی کا کارخانہ

سیمنٹ کا پلانٹ

کے زرِمبادلہ میں اضافہ ہوتا ہے، جس سے اندرون ملک ملکی کرنسی کی شرح مبادلہ بہتر ہوتی ہے۔

پاکستان کی دفاعی صنعت بڑی پرانی اور اہم ہے۔ یہ ملکی ضروریات کے مطابق اسلحہ، گولہ بارود اور دیگر دفاعی سامان تیار کرتی ہے۔ اس میں ہیوی مکینیکل کمپلیکس ٹیکسلا (Heavy Mechnical Complex Taxila)، پاکستان آرڈیننس فیکٹریز واہ کینٹ (Pakistan Ordinance Factories Wah Cantt) اور ہیوی انڈسٹریز ٹیکسلا (Heavy Industries Taxila) وغیرہ شامل ہیں۔

پاکستان میں توانائی کے مختلف وسائل کی اہمیت، پیداوار اور کھپت

(Importance, Production and Consumption of different Sources of Energy in Pakistan)

توانائی، معاشی ترقّی کے لیے بنیادی عنصر کے طور پر کام کرتی ہے۔ ایک ایسے ترقّی پذیر ملک کے لیے جس کی آبادی کی شرحِ افزائش بہت زیادہ ہو، ضروری ہے کہ وہ اپنے توانائی کے وسائل کی پیداوار اور ملکی ضروریات کے مابین توازن رکھے، کیوں کہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں وہ بے پناہ مسائل سے دوچار ہوسکتا ہے۔ وسائل توانائی کی درج ذیل چار اقسام ہیں:

1- بجلی 2- گیس 3- معدنی تیل 4- کوئلہ

1- بجلی (Electricity)

بجلی توانائی کا ایک اہم ذریعہ ہے جو صنعتی اور گھریلو ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ مختلف ذرائع سے بجلی کی پیداوار (فی صد) کو درج ذیل گوشوارے سے ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

پن بجلی	30.9فی صد
تھرمل بجلی	58.4فی صد
ایٹمی بجلی	8.2فی صد
دوسرے ذرائع (شمسی اور ہوائی بجلی وغیرہ)	2.4فی صد
کل	100فی صد

پاکستان میں بجلی کی صورتِ حال میں کافی بہتری آئی ہے۔ حکومت نے بند انڈسٹری کو کھولنے کی طرف بھرپور توجہ دی ہے، جس سے

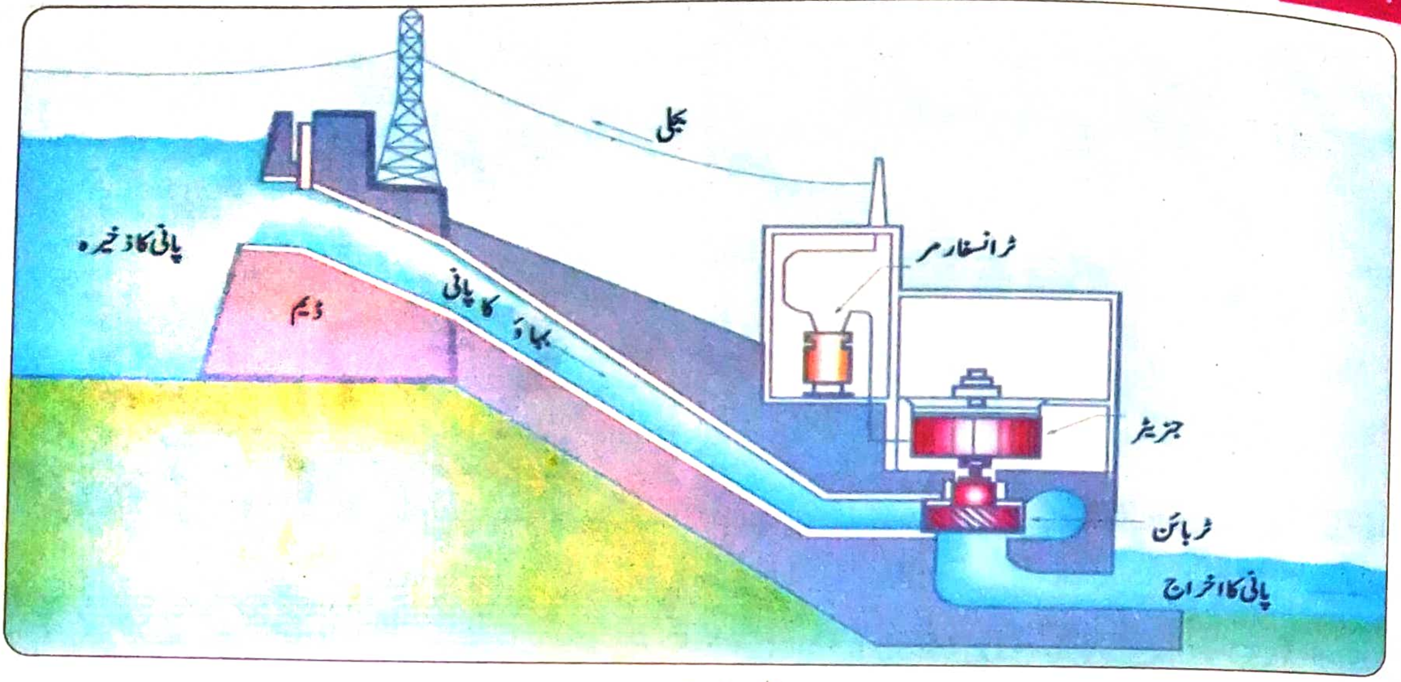

ڈیم سے بجلی حاصل کرنے کا طریقہ

انڈسٹری کی رونقیں پھر سے بحال ہونا شروع ہوگئی ہیں۔اس وقت بجلی کے شعبے کو درج ذیل مسائل کا سامنا ہے:۔

- بجلی کے نصب پلانٹ کی پیداواری صلاحیت کے مطابق بجلی پیدا نہیں کی جا رہی ہے اور جتنی بجلی پیدا ہو رہی ہے وہ بھی بجلی کے خراب اور پرانے ترسیلی نظام کی نذر ہو کر کافی حد تک ضائع ہو رہی ہے۔
- ہائیڈل پاور (آبی بجلی) پانی کی مرہون منت ہوتی ہے جو ڈیموں میں پانی کی کمی بیشی سے بڑھتی گھٹتی رہتی ہے۔ چناں چہ ڈیموں میں پانی کی شدید کمی کی بنا پر پیداواری صلاحیت سے کہیں کم پن بجلی پیدا ہو رہی ہے۔
- فرنس آئل مہنگا ہونے کی وجہ سے بجلی مہنگی تیار ہو رہی ہے۔
- گذشتہ عشرے میں ملک میں بھاری سرمایہ کاری کی وجہ سے صنعتی یونٹوں میں کافی اضافہ ہوگیا،لیکن اس کے مقابلے میں بجلی کی پیداوار نہ بڑھائی جا سکی۔
- وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں بجلی کا استعمال زیادہ تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے،لیکن اس کے مقابلے میں بجلی کی پیداوار میں اسی شرح سے اضافہ نہیں ہو رہا۔
- حکومت آزاد پرائیویٹ اداروں (IPP's) سے بجلی خریدتی ہے، جو ہائیڈل پاور کی نسبت مہنگی پڑتی ہے۔حکومت کو زیادہ اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔موجودہ حکومت نے مسئلے کی اہمیت کے پیشِ نظر ان خود مختار اداروں سے کامیاب مذاکرات کیے، جن کے مثبت نتائج برآمد ہوئے ہیں۔
- لائن لاسز (Line Losses)، انفراسٹرکچر کے نقائص اور چوری ہونے کی وجہ سے بھی کافی بجلی ضائع ہو جاتی ہے۔

بجلی کا مسئلہ حل کرنے کے لیے تجاویز (Suggestions to Solve Electricity Problem)

- پن بجلی (Hydel Power) کے ساتھ ساتھ دوسرے ذرائع بالخصوص کوئلے سے بھی بجلی پیدا کی جائے، کیوں کہ یہ ہمارے پاس لگ بھگ 185 بلین ٹن کی شکل میں موجود ہے۔اس شعبے سے وابستہ کچھ ماہرین کے مطابق ان ذخائر سے 50 ہزار میگا واٹ سالانہ تک بجلی پیدا کی جا سکتی ہے جو اگلے لگ بھگ 500 سالوں تک ہماری صنعتی اور گھریلو ضروریات پوری کر سکتی ہے۔مزید برآں ہم زائد بجلی ہمسایہ ممالک کو برآمد کر کے کثیر زرِمبادلہ بھی کما سکتے ہیں۔

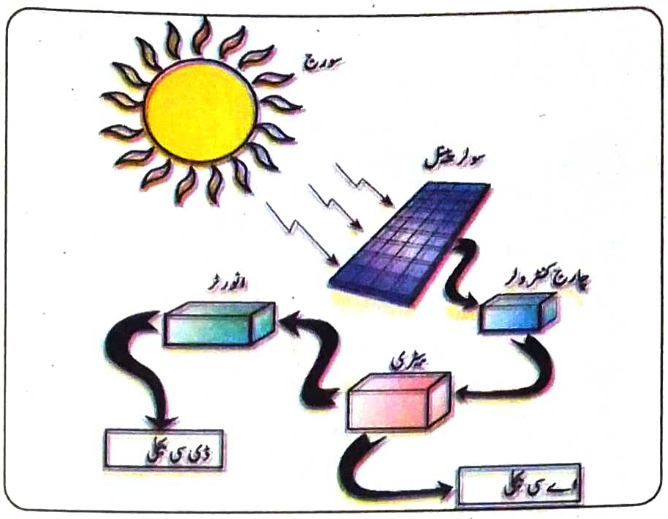

شمسی بجلی حاصل کرنے کا طریقہ

ونڈ مل

- کوئلے کے علاوہ ہوا (Wind) اور سورج کی روشنی سے بھی بجلی (Solar Energy) پیدا کی جا رہی ہے اور حکومت بھی ان ذرائع سے بجلی کے حصول کے لیے پوری طرح سرگرم عمل ہے۔ موجودہ دور میں بجلی کے ان ذرائع کی استعداد کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔
- بائیو گیس اور بائیو فیول کو استعمال کر کے بھی بجلی کی پیداوار میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ شہروں کا کوڑا کرکٹ اور زرعی فالتو مواد کو بروئے کار لا کر 5 ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کی جاسکتی ہے۔
- دفاتر میں ایئر کنڈیشنز (Air Conditioner) پر مخصوص اوقات میں پابندی لگا کر بجلی کی صورتِ حال بہتر بنائی جاسکتی ہے۔
- گھریلو اور کمرشل استعمالات کے لیے ہر قسم کے بلب اور ٹیوب لائٹس کے استعمال پر پابندی لگا کر اور اس کی جگہ وافر مقدار میں سستے انرجی سیور (Energy Saver) اور ایل ای ڈی (LED) بلب کی مدد سے بھی بجلی بچائی جاسکتی ہے۔
- شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لیے مقررہ اوقات پر سختی سے عمل کروا کر صورتِ حال میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔
- الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر ''بجلی بچاؤ'' مہم چلا کر بجلی کے ضیاع میں کمی لائی جاسکتی ہے۔

2- گیس (Gas)

قدرتی گیس ایک صاف شفاف ماحول دوست اور مستعد انرجی کا ذریعہ ہے۔ پاکستان میں گیس کا سب سے بڑا ذخیرہ 1952ء میں سوئی (بلوچستان) کے مقام پر دریافت ہوا، تاہم گیس کے ذخائر ملک میں وقتاً فوقتاً دریافت ہوتے رہتے ہیں۔ زیریں سندھ، بلوچستان، سطح مرتفع پوٹھوار اور کوہستان نمک کے علاقوں سے بھی گیس دریافت ہوئی ہے۔ سُوئی، ماڑی اور قادر پور کے قدرتی گیس کے ذخائر بھی اہمیت کے حامل ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں قدرتی گیس کی اوسط روزانہ پیداوار چار بلین مکعب فٹ سے زائد ہے۔ اس سے قریباً 38 فی صد سے زائد ملکی توانائی کی ضروریات پوری کی جا رہی ہیں۔ قدرتی گیس، توانائی کا نہایت ارزاں اور صاف ستھرا ذریعہ ہے جو کوئلے اور معدنی تیل کا بہترین نعم البدل ہے۔ قدرتی گیس گھریلو استعمال کے علاوہ کھاد، ریان، پلاسٹک اور بہت ساری دوسری صنعتوں میں استعمال ہوتی ہے۔ گیس کی سب سے زیادہ کھپت تھرمل بجلی پیدا کرنے اور گھریلو استعمال میں ہے، جب کہ کھاد بنانے اور دوسری صنعت میں بھی ایک تہائی سے زائد گیس صرف ہو جاتی ہے۔

گیس کی طلب میں تیزی سے بڑھتے ہوئے رجحان کی وجہ سے حکومت لوڈ شیڈنگ پر مجبور ہے۔ وزارتِ پٹرولیم کے مطابق گیس کی طلب میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ گیس کی درآمد کو کم کرنے کے لیے شیل گیس (Shale Gas) کے ذخائر کو قابلِ استعمال بنانے کی

ضرورت ہے۔ اگر ہم نے گیس کی فراہمی کو بہتر نہ بنایا اور اسے سوچ سمجھ کر استعمال نہ کیا تو بجلی کی طرح گیس کے سلسلے میں بھی بہت بڑے بحران کا شکار ہو سکتے ہیں۔ چناں چہ حکومت معاملے کی سنگینی کا احساس کرتے ہوئے کئی تجاویز پر بھی غور کر رہی ہے جن سے حالات بہتر ہو سکتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ عوام کو بھی گیس کے استعمال میں احتیاط سے کام لینا ہوگا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

پاکستان میں میں تیل اور گیس تلاش کرنے کے لیے 1961ء میں ''آئل اینڈ گیس ڈویلپمنٹ کمپنی لمیٹڈ'' (OGDCL) کا ادارہ قائم ہوا۔

3- معدنی تیل (Mineral Oil)

معدنی تیل توانائی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ معدنی تیل کی دریافت 1968ء میں ہوئی۔ زیریں سندھ، کوہستان نمک، پوٹھوار اور کوہِ سلیمان کا دامنی علاقہ معدنی تیل کی پیداوار کے لیے بڑا اہم ہے۔ معدنی تیل کی طلب میں روز بروز تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ پاکستان میں معدنی تیل کا سالانہ استعمال لگ بھگ 20 ملین ٹن ہے جس میں سے 8 ملین ٹن ہر سال باہر سے درآمد کرتے ہیں جب کہ باقی ضروریات اندرون ملک پیداوار سے پوری کرتے ہیں۔ چناں چہ طلب اور رسد کے فرق کو پورا کرنے کے لیے تیل درآمد کرنا پڑتا ہے جس پر بہت سا زرمبادلہ صرف کرنا پڑتا ہے، لہٰذا معدنی تیل کے علاوہ ایتھنول (Ethanol) کی پیداوار بڑھانے کی ضرورت ہے۔ پٹرولیم مصنوعات کی طلب میں اضافے کی بنیادی وجہ فرنس آئل سے بجلی بنانا ہے، جس میں روز بروز تیزی سے اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ملکی توانائی کی قریباً 40 فی صد ضروریات معدنی تیل سے پوری ہوتی ہیں۔

4- کوئلہ (Coal)

عالمی سطح پر پٹرول اور اس کی مصنوعات کی قیمتوں میں تیزی کا رجحان ہے، جس سے دنیا توانائی کے دوسرے طریقے ڈھونڈنے پر مجبور ہے، کوئلہ ان میں سے ایک ہے۔ اس وقت دنیا میں لگ بھگ 28 فی صد توانائی کوئلے سے حاصل کی جا رہی ہے۔ پاکستان میں کوئلے کے وسیع ذخائر موجود ہیں، لیکن ان سے بہت کم استفادہ کیا جا رہا ہے۔ اس وقت تھر کوئلے کے ذخائر سے استفادے کے لیے بہت سے منصوبے کام کر رہے ہیں لیکن ان منصوبوں کو مزید بڑھانے کی ضرورت ہے۔

پاکستان کی بین الاقوامی تجارت (درآمدات، برآمدات) اور معیشت پر اثرات

International Trade of Pakistan (Imports and Exports) and its Impact on the Economy

پاکستان دنیا کے جس خطے میں واقع ہے، اس کی تجارتی نقطۂ نگاہ سے بڑی اہمیت ہے۔ پاکستان سمندری، ہوائی اور زمینی راستوں کا مرکز ہے۔ اس کے شمال مشرق میں چین اور مشرق میں بھارت ہے جو مستقبل کی تجارت میں بہت بڑا حصّہ رکھتے ہیں۔ شمال میں روس اور وسط ایشائی ریاستیں ہیں جب کہ شمال مغرب میں مسلم دنیا ہے جو تیل کی دولت سے مالا مال ہے۔ روس گرم پانیوں تک رسائی کے لیے پاکستان کا محتاج ہے۔ مسلم دنیا کی جنوبی ایشیا اور آسٹریلیا سے تجارت پاکستان کے ذریعے سے ہی ممکن ہے، کیوں کہ پاکستان ان ممالک کے وسط میں ہے۔ چین، وسطی ایشیا اور مشرقِ وسطٰی کے ممالک تک آسان رسائی پاکستان کے ذریعے سے ہی ممکن ہے، کیوں کہ کراچی کی بندرگاہ، کاروباری سرگرمیوں کا اہم مرکز ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ترقّی کے موجودہ دور میں کوئی ملک بھی بین الاقوامی تجارت کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کچھ چیزیں اس کو دوسرے ممالک سے منگوانی پڑتی ہیں اور کچھ چیزیں دوسرے ممالک کو بیچنا پڑتی ہیں، جس کو بالترتیب درآمدات (Imports) اور برآمدات (Exports) کہتے ہیں۔

پاکستان کی اہم درآمدات (Major Imports of Pakistan)

پاکستان کی اہم درآمدات میں پٹرولیم مصنوعات، مشینری، الیکٹرانک اشیا، دوائیاں، کاریں، فریج، ایئرکنڈیشنر، چائے، کھانے کا تیل اور خشک دودھ وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستان کی درآمدات کا تقریباً 30 فی صد چھے ممالک سے آتا ہے جن میں امریکا، برطانیہ، جاپان، جرمنی، سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات شامل ہیں۔ پاکستان کی درآمدات میں بڑھتے ہوئے رجحان کی بڑی وجہ ٹیکنالوجی کی کمی ہے۔ ٹیکنالوجی کی کمی کی وجہ سے ہم مشینری، الیکٹرونکس اشیا اور کاریں وغیرہ خود نہیں بنا سکتے۔ قیمتی زرِمبادلہ خرچ کر کے ہمیں یہ اشیا درآمد کرنی پڑتی ہیں جو ملک کی معیشت پر بہت بڑا بوجھ ہے۔

پاکستان کی اہم برآمدات (Major Exports of Pakistan)

پاکستان کی اہم برآمدات میں ٹیکسٹائل کی مصنوعات، چاول، سبزیاں، پھل، سیمنٹ، سرجری کا سامان، کھیلوں کا سامان، ریڈی میڈ گارمنٹس، چمڑے کی مصنوعات، جیولری اور کیمیکل شامل ہیں۔ پاکستان کی برآمدات کا بڑا حصّہ پانچ ممالک کو جاتا ہے جن میں امریکا، متحدہ عرب امارات، جرمنی، برطانیہ اور ہانگ کانگ شامل ہیں۔

برآمدات میں اضافے کے لیے اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ جہاں ایک طرف نئی منڈیاں تلاش کی جائیں، وہاں اشیا کی کوالٹی، پیکنگ اور گریڈنگ کو بھی بہتر بنایا جائے۔ بند صنعتی یونٹوں کو کھولنے کے لیے انرجی کی صورتِ حال کو بہتر بنایا جائے۔ اعلیٰ ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے بہتر اشیا تیار کی جائیں جو انٹرنیشنل مارکیٹ میں مسابقت (Compete) کر سکیں۔

تجارتی خسارہ (Trade Deficit)

اگر کسی ملک کی برآمدات کم اور درآمدات زیادہ ہوں تو وہ ملک تجارتی خسارے کی زد میں آجائے گا، اگر یہ خسارہ ہر سال بڑھتا جائے تو ایسے ملک کے لیے لمحہ فکریہ ہوگا۔ ترقّی پذیر ممالک کی اکثریت خسارہ میں رہتی ہے، کیوں کہ یہ اپنی اشیا سستی بیچتے ہیں اور ضرورت کی اشیا مہنگی خریدتے ہیں۔ پاکستان بھی ایسے ممالک کی صف میں شامل ہے جو تجارت میں عدم توازن کا شکار ہیں۔ ہمارا تجارتی خسارہ بہت زیادہ ہو چکا ہے۔ تجارتی خسارہ بڑھنے کی اہم وجوہات یہ ہیں:۔

- ملکی درآمدات کے مقابلے میں برآمدات میں بہت زیادہ کمی۔
- درآمدی قیمتوں کے مقابلے میں برآمدی قیمتوں کا کم ہونا۔
- امریکی ڈالر کے مقابلے میں ملکی کرنسی کی قیمت کا کم ہونا۔
- کووڈ-19 (COVID-19) کے پوری دنیا پر اور بالخصوص ترقّی پذیر ممالک پر برے اثرات۔

تجارتی خسارہ کم کرنے کے لیے اقدامات (Measures to Reduce Trade Deficit)

تجارتی خسارہ کم کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات کرنے کی ضرورت ہے:۔

- درآمدات میں کمی کرنا اور روپے کی قیمت کو مستحکم رکھنا۔
- برآمدات میں اضافہ کرنا اور خام مال کے بجائے اشیا تیار کر کے باہر بھیجنا۔
- نئی سے نئی منڈیاں تلاش کرنا، اشیا کی کوالٹی، پیکنگ، گریڈنگ اور ترسیل کو بہتر بنانا۔
- توانائی کی کم قیمت پر اور مسلسل فراہمی۔
- تجارت کے حجم میں اضافہ کرنا اور غیر روایتی اشیا کی برآمد کی حوصلہ افزائی کرنا۔

پاکستان کی بندرگاہوں اور خشک گودیوں کی اہمیت
(Importance of Sea Ports and Dry Ports of Pakistan)

پاکستان کی بڑی بندرگاہوں میں کراچی، پورٹ قاسم اور گوادر شامل ہیں۔ان کی اہمیت کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:۔

1- پاکستان کو تجارتی نقطہ نگاہ سے بین الاقوامی سطح پر مرکزی حیثیت (Hub) حاصل ہوگئی ہے، کیوں کہ یہ بندرگاہیں تجارتی سرگرمیوں کے لیے بہت اہمیت کی حامل ہے۔
2- دوسرے ذرائع سے جو ساز و سامان برآمد اور درآمد کرنا مشکل ہے، وہ بندرگاہوں کی وجہ سے آسان ہوگیا ہے۔
3- بندرگاہیں تجارتی سرگرمیاں بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔
4- بندرگاہیں ملک کے زرِمبادلہ کے ذخائر میں اضافے کا ذریعہ بنتی ہیں۔
5- بندرگاہیں روزگار کے مواقع میں اضافہ کرتی ہیں۔
6- بندرگاہوں کی وجہ سے بیرونی دنیا سے تجارتی روابط میں اضافہ ہوجاتا ہے۔
7- بندرگاہیں ملکی مالیات میں اضافے کا ذریعہ بنتی ہیں۔
8- بندرگاہیں سرمایہ کاری بڑھانے کے مواقع میں اضافہ کرتی ہیں۔

کراچی بندرگاہ (Karachi Port)

یہ پاکستان کی اہم ترین اور سب سے پرانی بندرگاہ ہے، جس کا عرصہ قیام ڈیڑھ سو سال سے بھی پرانا ہے۔1852ء میں کراچی میونسپلٹی نے باقاعدہ طور پر اس کی بنیاد رکھی۔ابتدا میں اس کا دائرہ کار محدود تھا، جس میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا گیا۔کراچی بندرگاہ کا شمار دنیا کی اہم بندرگاہوں میں کیا جاتا ہے، جہاں مال اُتارنے اور لوڈ کرنے کی جدید سہولتیں موجود ہیں اور جدید انٹرنیشنل کنٹینر ٹرمینل (International Container Terminal) بھی تعمیر کیے گئے ہیں، جو جدید ترین دیوہیکل کنٹینر کرینوں سے لیس ہیں۔حکومت اسے مزید وسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

محمد بن قاسم بندرگاہ، کراچی (Muhammad Bin Qasim Port)

یہ پاکستان کی دوسری اہم بڑی بندرگاہ ہے جو پاکستان اسٹیل ملز کے نزدیک ہی بنائی گئی ہے، تاکہ سٹیل ملز کی ضروریات کی تکمیل میں آسانی رہے۔بن قاسم بندرگاہ پر خام لوہے اور کوئلے کے لیے خاص ٹرمینل تعمیر کیے گئے ہیں جو سٹیل مل کی خاطر بنائے گئے ہیں، جہاں بیرونی ممالک سے سٹیل مل کے لیے آنے والا خام لوہا اور کوئلہ اُتارا جاتا ہے۔

بن قاسم بندرگاہ ملک کی 40 فی صد جہاز رانی کی ضروریات پوری کر رہی ہے۔ٹرمینل پر یومیہ 70 ٹن کوئلہ فی گھنٹا اور اتنا ہی خام لوہا اُتارنے کی گنجائش موجود ہے۔یہاں کنٹینر (Container) اور آئل ٹرمینل (Oil Terminal) کے ساتھ ساتھ کئی دوسری سہولتیں بھی میسر ہیں۔

گوادر بندرگاہ (Gawadar Port)

گوادر بندرگاہ

گوادر بندرگاہ (Gawadar Port) پاکستان کے صوبے بلوچستان کے شہر گوادر میں بحیرہ عرب پر واقع ایک گہرے سمندر کی بندرگاہ ہے۔ اس اہم بندرگاہ کا افتتاح 20 مارچ 2007ء کو ہوا۔ یہ بندرگاہ مشرقی اور وسط ایشیائی ریاستوں کے لیے سمندری رابطے کا بڑا آسان ذریعہ ہے۔

اس پورٹ کے ذریعے سے یوریا کھاد، گندم اور کوئلہ اور دیگر اشیا کی تجارت شروع ہوگئی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ مستقبل قریب میں چین پاکستان راہ داری کے تحت شروع ہونے والے منصوبوں کی تکمیل سے گوادر کی بندرگاہ کو دنیا بھر میں مرکزی حیثیت حاصل ہو جائے گی، جس سے پاکستان کی معاشی حالت میں بہتری آئے گی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

گوادر بندرگاہ کا علاقہ پاکستان نے اومان سے 1958ء میں 3 لاکھ ڈالر کے عوض خریدا تھا۔

پاکستان کی خشک گودیاں (Dry Ports of Pakistan)

ملتان ڈرائی پورٹ

پاکستان میں سمندری بندرگاہوں کے علاوہ کئی خشک گودیاں (Dry Ports) بھی تعمیر کی گئی ہیں۔ یہ لاہور، کراچی، سیالکوٹ، پشاور، ملتان، کوئٹہ، سوات، سمبڑیال، فیصل آباد اور کوئٹہ وغیرہ میں بنائی گئی ہیں۔

ان خشک گودیوں کے بنانے سے روزگار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ بندرگاہوں پر بوجھ میں کمی آ جاتی ہے۔ سامان کی ترسیل اور نقل و حمل میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ ٹرانسپورٹ کے اخراجات میں کمی آ جاتی ہے اور تجارتی سرگرمیاں بڑھ جاتی ہیں۔

مشقی سوالات

-1 ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں:۔

(i) اسلام بیراج تعمیر کیا گیا:

(الف) دریائے سندھ پر
(ب) دریائے چناب پر
(ج) دریائے راوی پر
(د) دریائے ستلج پر

(ii) کراچی بندرگاہ کی بنیاد رکھی گئی:

(الف) 1832ء میں
(ب) 1842ء میں
(ج) 1852ء میں
(د) 1862ء میں

(iii) معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کے لیے 1960ء میں شروع کیا گیا:

(الف) دوسرا پانچ سالہ منصوبہ
(ب) تیسرا پانچ سالہ منصوبہ
(ج) چوتھا پانچ سالہ منصوبہ
(د) پانچواں پانچ سالہ منصوبہ

(iv) پاکستان میں خوردنی نمک کے وسیع ذخائر ہیں:

(الف) خاران میں
(ب) سینڈک میں
(ج) کوہستانِ نمک میں
(د) لنگڑیال میں

(v) آب پاشی کے کفایتی اور جدید طریقے ہیں:

(الف) روایتی کھالوں سے آب پاشی
(ب) پختہ کھالوں سے آب پاشی
(ج) فصلوں کی پٹڑی پر کاشت
(د) سپرنکلر اور ڈرپ سے آب پاشی

-2 درج ذیل سوالوں کے مختصر جواب دیں:۔

(i) معاشی ترقی کی تعریف کریں۔
(ii) پاکستان میں غیر ملکی سرمایہ کاری کے کم ہونے کی اہم وجہ کیا ہے؟
(iii) افرادی قوت سے کیا مراد ہے؟ اس میں کون سے لوگ شامل ہوتے ہیں؟
(iv) دفاعی صنعت سے کیا مراد ہے؟
(v) پاکستان کی پانچ رابطہ انہار کے نام لکھیں۔

-3 درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں:۔

(i) ساتویں عشرے 2008ء سے 2018ء تک معاشی ترقی کا جائزہ پیش کریں۔

(ii) دریائے سندھ پر قائم ڈیموں، بیراجوں اور انہار کی تفصیل بیان کریں۔

(iii) پاکستان کی اہم معدنیات کون کون سی ہیں؟ بیان کریں۔

(iv) ملکی زراعت کو درپیش مسائل اور ان کے حل پر بحث کریں۔

(v) فصلوں کی پیداوار میں اضافے سے معیشت پر ہونے والے مثبت اثرات کا جائزہ لیں۔

(vi) پاکستان کے تجارتی خسارہ میں اضافے کی اہم وجوہات کا جائزہ لیں اور اس کو کم کرنے کے حوالے سے اقدامات بیان کریں۔

(vii) پاکستان میں چھوٹی صنعت کو فروغ دے کر غربت میں کیسے کمی لائی جاسکتی ہے؟

(viii) توانائی کے وسائل کو بڑھانے کے لیے تجاویز پیش کریں۔

(ix) بین الاقوامی تجارت کے لیے پاکستان کی بندرگاہیں اور خشک گودیاں کیوں ضروری ہیں؟

سرگرمیاں برائے طلبہ

(i) اپنے ٹیچر کی مدد سے ڈیم کی اہمیت پر ایک پیراگراف لکھیں۔

(ii) اپنے نزدیکی بازار میں ایک گراسری سٹور پر جائیں اور وہاں موجود دس ملکی اور دس غیرملکی اشیا کی فہرست بنائیں اور یہ فہرست اپنی جماعت کے طلبہ کو دکھائیں اور اس پر تبادلۂ خیال بھی کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

(i) طلبہ کو اپنے قریب کسی صنعتی یونٹ کا مطالعاتی دورہ کرائیں اور پیداواری عمل دکھائیں۔

(ii) پاکستان میں توانائی کے وسائل کی اہمیت اور فوائد سے طلبہ کو رُوشناس کرائیں۔

باب 8

آبادی، معاشرہ اور پاکستان کی ثقافت
(Population, Society and Culture of Pakistan)

تدریسی مقاصد

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- پاکستان میں افزائشِ آبادی، تقسیم اور بڑھتی ہوئی آبادی کے معاشرے پر اثرات بیان کر سکیں۔
(1951ء تا حال مردم شماری کا ٹیبل شامل کریں۔)
2- پاکستان میں آبادی کی صنفی بناوٹ، صنفی امتیاز اور اس سے متعلقہ مسائل اور ان کے حل پر بحث کر سکیں۔
3- معاشرتی اقدار، رسم و رواج اور روایات کے حوالے سے پاکستانی معاشرے کے بنیادی خدوخال کی وضاحت کر سکیں۔
4- پاکستان میں تعلیم اور صحت کی صورتِ حال کا جائزہ لے سکیں۔
5- سیاحت کی اہمیت اور پاکستان میں سیاحت کے لیے قدرتی اور ثقافتی کشش بیان کر سکیں۔
6- دہشت گردی کے خلاف بین المذاہب ہم آہنگی، رواداری اور نرمی کی ضرورت اور اہمیت کی وضاحت کر سکیں۔
7- پاکستانی ثقافت کی نمایاں خصوصیات اور علاقائی ثقافتی مماثلت ذریعۂ یک جہتی اور یگانگت کی نشان دہی کر سکیں۔
8- پاکستان کی قومی اور علاقائی زبانوں کی ابتدا اور ارتقا کا جائزہ لے سکیں۔
9- قومی تعمیر میں غیر مسلم اقلیتوں کے کردار اور کارناموں کو بیان کر سکیں۔

پاکستان میں آبادی کی افزائش اور تقسیم
(Growth and Distribution of Population in Pakistan)

کسی ملک، علاقے یا جگہ پر موجود لوگوں کی تعداد کو آبادی کہتے ہیں۔ اگر آپ کے گھر میں 4 افراد رہتے ہیں تو آپ کے گھر کی آبادی 4 افراد پر مشتمل ہوگی۔ ایک دیہاتی علاقے کی آبادی چند سو اور ایک شہری علاقے کی آبادی ہزاروں یا لاکھوں افراد پر مشتمل ہو سکتی ہے۔ آبادی میں بچے، بوڑھے، مرد اور خواتین سب شامل ہوتے ہیں۔ آبادی کے مطالعے کے لیے آبادیات یا بشری شماریات (Demography) کا ایک مضمون متعارف کرایا گیا ہے، جس میں انسانی آبادی کا شماریاتی تجزیہ (Statistical Analysis) کیا جاتا ہے۔ اس میں شرحِ پیدائش، شرحِ اموات، رہائش، ہجرت، بیماریاں، آبادی کی تقسیم اور ایسی دیگر چیزوں کا شماریاتی تجزیہ کیا جاتا ہے۔ بشری شماریات کا آغاز مشہور مسلمان مفکر ابنِ خلدون نے کیا، جس نے "مقدمہ ابنِ خلدون" میں آبادی کا تجزیاتی جائزہ لیا ہے۔

آبادی میں اضافہ کی شرح (Population Growth Rate)

پاکستان کی آبادی کتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 2017ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی قریباً 207 ملین تھی۔ پاکستان اکنامک سروے 20-2019ء کے مطابق پاکستان کی آبادی 211 ملین سے تجاوز کر چکی

ہے۔ آبادی میں اضافے کی سالانہ شرح قریباً 1.94 فی صد ہے۔ گویا رقبہ وہی ہے، مگر آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے، اسی وجہ سے پاکستان کا شمار گنجان آباد ممالک میں کیا جاتا ہے۔ آبادی کے سلسلے میں دو اہم باتوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے: ایک آبادی کی تقسیم اور دوسری اس کے بڑھنے کی شرح۔

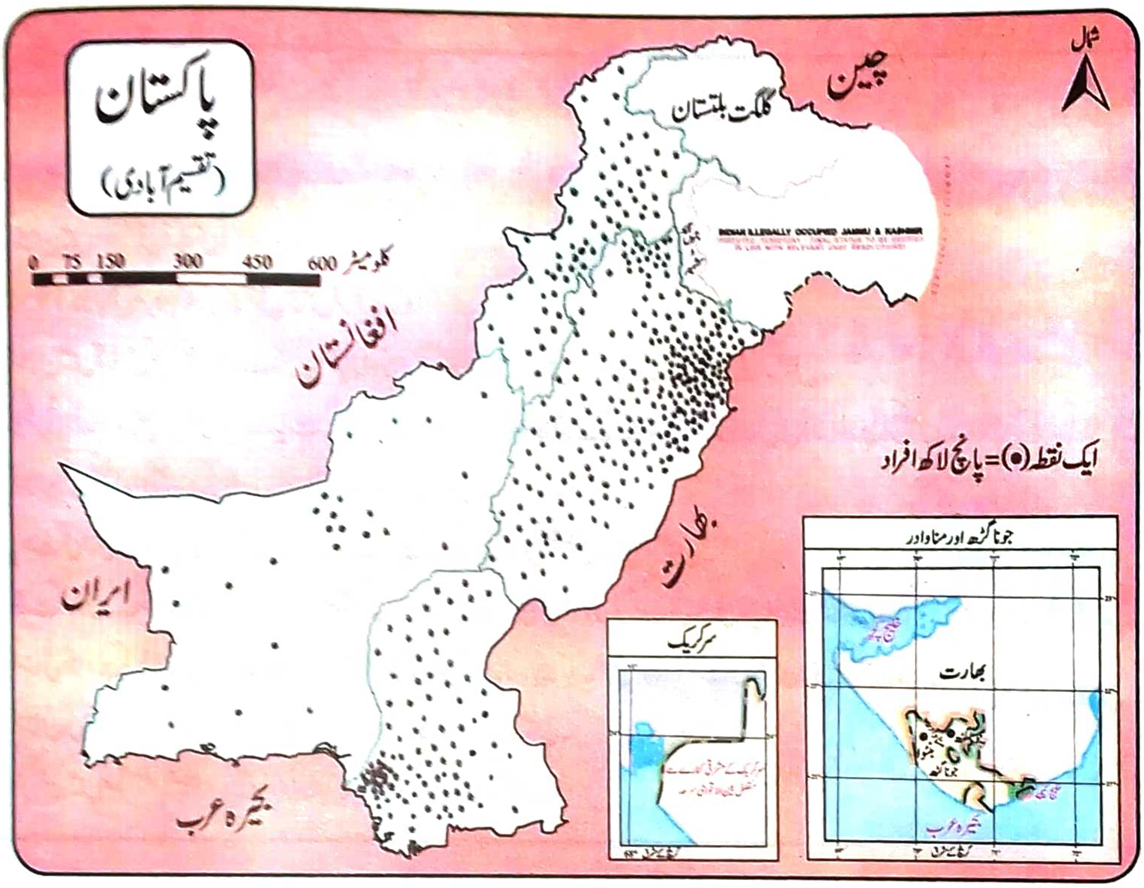

صوبوں کے لحاظ سے آبادی کی گنجانیت (Province Wise Density of Population)

آبادی کے لحاظ سے پنجاب، پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ ملک کی آبادی کا قریباً 53 فی صد حصہ صوبہ پنجاب میں رہتا ہے۔ 2017ء کی مردم شماری کے مطابق آبادی کی گنجانیت ذیل کے ٹیبل میں دی گئی ہے:۔

نمبر شمار	نام صوبہ/علاقہ	آبادی	رقبہ	گنجانیت
-1	پاکستان	قریباً 207 ملین	796,096 مربع کلومیٹر	261 افراد فی مربع کلومیٹر
-2	پنجاب	قریباً 110 ملین	205,345 مربع کلومیٹر	535 افراد فی مربع کلومیٹر
-3	سندھ	قریباً 47.8 ملین	140,914 مربع کلومیٹر	339 افراد فی مربع کلومیٹر
-4	خیبر پختونخوا	قریباً 30.5 ملین	101,741 مربع کلومیٹر	300 افراد فی مربع کلومیٹر
-5	بلوچستان	قریباً 12.3 ملین	347,190 مربع کلومیٹر	35 افراد فی مربع کلومیٹر
-6	اسلام آباد (وفاقی دارالحکومت)	قریباً 2 ملین	906 مربع کلومیٹر	2014 افراد فی مربع کلومیٹر

نوٹ: فاٹا جو اب صوبہ خیبر پختونخوا میں ضم ہو چکا ہے، جس کی آبادی قریباً 5 ملین تھی۔

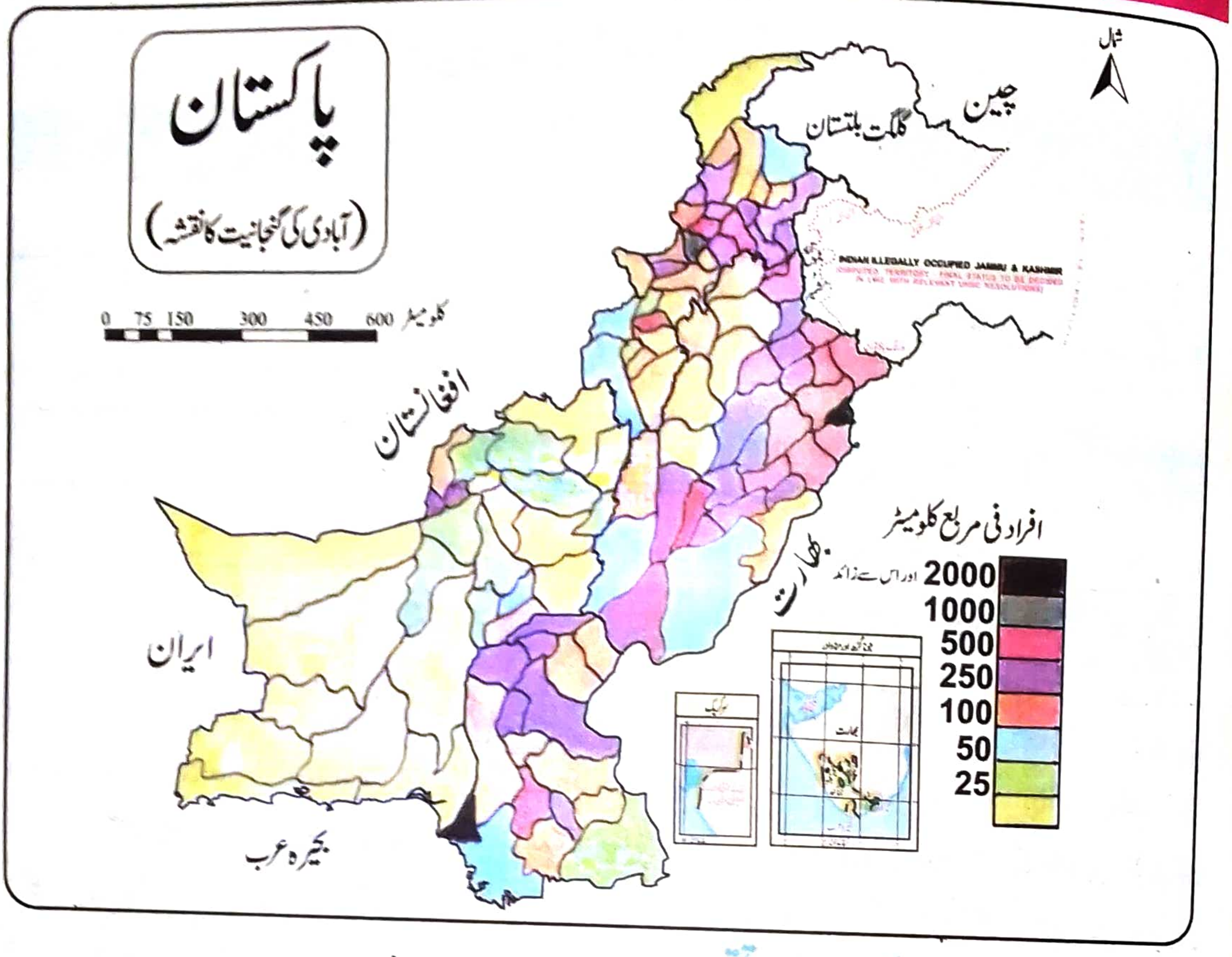

شہری اور دیہی بنیاد پر آبادی کی بناوٹ اور تقسیم
(Rural-Urban Composition and Distribution of Population)

پاکستان میں کل آبادی کا قریباً ایک تہائی شہروں میں آباد ہے۔ پاکستان اکنامک سروے 2019-20 کے مطابق پاکستان کے شہری علاقوں میں قریباً 78 ملین افراد آباد ہیں جب کہ باقی 133 ملین دیہی علاقوں میں آباد ہیں۔ شہری علاقوں سے مراد وہ علاقے ہیں جن کا نظم و نسق میٹروپولیٹن کارپوریشن، میونسپل کارپوریشن، میونسپل کمیٹی، ٹاؤن کمیٹی یا کنٹونمنٹ بورڈ (Cantonment Board) وغیرہ کے تحت چلتا ہے۔ شہری آبادی میں دیہاتی علاقوں کے مقابلے میں بجلی، گیس، سڑکوں، تعلیم، صحت اور تجارتی مراکز وغیرہ کی سہولتیں نہ صرف بہت زیادہ، بلکہ بہتر بھی ہوتی ہیں۔ دیہاتوں میں زندگی کی ان جدید سہولتوں کا فقدان ہوتا ہے۔ دیہی علاقوں میں معاشی سرگرمیاں اور روزگار کے مواقع کم ہونے کے باعث لوگ شہروں کا رُخ کر رہے ہیں۔ اس نقل مکانی کی وجہ سے شہری علاقوں میں آبادی بڑھ رہی ہے، جس سے شہروں میں رہائش، روزگار، تعلیم اور صحت وغیرہ کے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

بامقصد منصوبہ بندی کے لیے آبادی کے مختلف پہلوؤں، مثلاً: کل آبادی اور اس کی علاقائی تقسیم، شرح افزائش، فی کلومیٹر آبادی، شہری و دیہاتی آبادی کا تناسب، تعلیم و تربیت کا معیار اور لوگوں کے مشہور پیشے وغیرہ کے متعلق جاننا بہت ضروری ہے۔ آبادی کے ان کوائف کو جاننے کے عمل کو مردم شماری کہتے ہیں۔ مردم شماری ہر دس سال بعد ہوتی ہے۔ برصغیر میں پہلی مردم شماری 1881ء میں ہوئی۔ پاکستان میں پہلی مردم شماری 1951ء، جب کہ چھٹی مردم شماری 2017ء میں ہوئی۔

پاکستان میں ہونے والی مردم شماری کا گوشوارہ	
مردم شماری کا سال	آبادی (ملین میں)
1951ء	قریباً 33.7 ملین
1961ء	قریباً 42.8 ملین
1972ء	قریباً 65.3 ملین
1981ء	قریباً 84.2 ملین
1998ء	قریباً 132.3 ملین
2017ء	قریباً 207.7 ملین

آبادی کی صنفی بناوٹ، صنفی امتیاز اور اس سے متعلقہ مسائل اور ان کا حل

(Gender composition, Gender Discrimination and its related Problems and their Solution)

صنفی لحاظ سے تقسیم سے مراد، مرد اور عورت کی بنیاد پر آبادی کی تقسیم ہے۔ 20-2019ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں مرد کل آبادی کا قریباً 51 فی صد ہیں، جب کہ خواتین کی تعداد قریباً 49 فی صد ہے۔ یہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ پاکستان میں مردوں کی شرح پیدائش عورتوں کی نسبت زیادہ ہے۔ یہ اعداد و شمار معاشی ترقّی اور سرگرمیوں میں اضافے کے لیے انتہائی موزوں قرار دیے جاسکتے ہیں۔ پاکستان میں افرادی قوت کو ہنرمند بنا کر معاشی پیداوار میں اضافہ ممکن ہے۔ اس طرح پاکستان کی فی کس آمدنی میں اضافہ ہوگا۔

انسانی معاشرے میں عورت اور مرد میں جنس کی بنیاد پر تفریق کرنا صنفی امتیاز کہلاتا ہے۔ قدرت نے مرد و خواتین کے الگ الگ کردار بنائے، جس کا بنیادی مقصد نسلِ انسانی کو آگے بڑھانا تھا۔ ترقّی کرنا اور آگے بڑھنا انسان کی صفت میں شامل ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ رسم و رواج بدلتے رہتے ہیں۔ اب معاشرے میں مردوں اور عورتوں کو ترقّی کے مساوی مواقع میسر ہیں۔ صنفی بنیاد پر ہونے والے ہر طرح کے امتیاز کی نفی کی جاتی ہے۔ صنفی امتیاز صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ غربت کے خاتمے، تعلیم اور طبی سہولتوں تک رسائی، معیشت اور فیصلہ سازی کے عمل میں شمولیت کے حوالے سے یہ بین الاقوامی اہمیت کا حامل بن چکا ہے۔

ہمارے ہاں بیٹیوں کی تعلیم و تربیت سے متعلق سوچ میں بڑی روشن خیال تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ وہ قدامت پرست گھرانے جو کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ان کی بیٹیاں ڈاکٹر یا استاد بننے کے علاوہ کوئی اور پیشہ اختیار کرسکتی ہیں۔ آج ان کی بچیاں وکیل، انجینئر، فیشن ڈیزائنر، سیاست دان، ایئر فورس میں پائلٹ، سول سروس آفیسر، فوج میں آفیسر اور میڈیا میں اینکر پرسن کے طور پر اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھا رہی ہیں۔ پاکستان میں خواتین معاشرے کی تعمیر و ترقّی میں جو کردار ادا کر رہی ہیں، وہ کسی صورت بھی مردوں سے کم نہیں۔ اسلام اور جدید سائنسی علوم کی روشنی میں عورتوں کے ساتھ امتیازی برتاؤ کسی طور بھی مناسب نہیں۔

پاکستانی معاشرے اور ثقافت کی نمایاں خصوصیات
(Salient Features of Pakistani Society and Culture)

معاشرہ انگریزی زبان کے لفظ سوسائٹی (Society) کا ترجمہ ہے جو لاطینی زبان کے لفظ سوشس (Socius) سے اخذ کیا گیا ہے، جس کے معنی ''ساتھی'' کے ہیں۔ گویا معاشرے سے مراد ساتھیوں کا گروہ یا مجموعہ ہے۔ افراد کا وہ مجموعہ جو چند مقاصد کی خاطر زندگی بسر کر رہا ہو، معاشرہ کہلاتا ہے۔ معاشرے کے اندر رہتے ہوئے افراد کو باہمی تعلقات رکھنا پڑتے ہیں۔ معاشرہ ایک فرد پر مشتمل نہیں ہوتا، بلکہ وہ افراد کے ایک بڑے گروہ پر مُشتمل ہوتا ہے۔ معاشرے میں شامل تمام لوگ مختلف طبقوں اور برادریوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں۔ دیگر معاشروں کی طرح پاکستانی معاشرہ بھی اپنی ایک الگ پہچان رکھتا ہے۔

ثقافت کسی جگہ پر مقیم افراد کے مشترکہ عقائد، اندازِ رہن سہن، رسم و رواج، زبان اور روایات کا نام ہے۔ ثقافت میں وہ تمام عقائد، قوانین، رسم و رواج، روایات، علوم و فنون اور عادات وغیرہ شامل ہیں، جن کو انسان معاشرے کے ایک فرد کے طور پر اپناتا ہے۔ پاکستانی ثقافت اسلامی شعائر کی عکاسی کرتی ہے۔ پاکستان میں اگرچہ مختلف زبانیں بولنے والے لوگ آباد ہیں، مگر اس کے باوجود اسلام کے بندھن میں بندھے ہونے کے باعث وہ ایک مشترکہ ثقافت کے مالک ہیں، جس میں اسلامی رنگ نمایاں ہے۔ قومی ثقافت اگر ایک طرف کسی قوم یا معاشرے کے افراد کو باہم جوڑے رکھتی ہے تو دوسری جانب یہ اسے دوسری اقوام اور معاشروں سے ممتاز بھی کرتی ہے۔ پاکستانی معاشرے اور ثقافت کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں۔

-1 اسلامی ثقافت کے رنگ (Colours of Islamic Culture)

پاکستان کی بنیاد دینِ اسلام پر قائم ہے، اس لیے مذہب کا احترام اور اس کی روایات کی پاسداری کی جھلک یہاں کے لوگوں کی زندگی میں واضح نظر آتی ہے۔ لوگوں کی اکثریت رہن سہن، لباس، خوراک اور میل جول میں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہے۔ اسلام دیگر مذاہب اور ان کے پیروکاروں کے احترام کا درس دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے مختلف علاقوں میں رہنے و لے لوگ اگرچہ اپنی خوراک، لباس، طرزِ رہن سہن، رسم و رواج اور روایات کی وجہ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں، لیکن دین اسلام وہ مضبوط بنیاد ہے، جس نے ان سب کو ایک مالا میں پرو یا ہوا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق رنگ و نسل، زبان، امارت و غربت کا فرق کوئی معنی نہیں رکھتا، اس لیے اسلامی ثقافت کے رنگ بھائی چارہ، اخوت اور مساوات نظر آتے ہیں۔

-2 مشترکہ خاندانی نظام (Joint Family System)

پاکستان میں بحیثیت مجموعی مشترکہ خاندانی نظام رائج ہے۔ خاندان کا سربراہ مرد ہے، جو اپنے خاندان کی کفالت کا ذمہ دار ہے۔ خاتونِ خانہ، گھر اور بچوں کی دیکھ بھال کرتی اور امورِ خانہ داری سنبھالتی ہے۔ بزرگوں کو گھر میں نہایت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور ان کی خدمت مذہبی اور اخلاقی فریضہ سمجھ کر کی جاتی ہے۔

-3 رسوم و رواج اور روایات (Customs and Traditions)

پاکستان کے لوگ انتہائی ملنسار اور غم گسار ہیں۔ یہاں کے لوگ ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔ بچے کی ولادت، عقیقہ اور سالگرہ کی تقریبات وغیرہ میں تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے۔ ان مواقع پر مٹھائی اور پُرتکلف کھانوں کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر مسلمان بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے، تا کہ اسے معلوم ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے

مسلمان گھر میں پیدا ہوا ہے۔ اسی طرح خدانخواستہ کسی آفت، پریشانی یا مرگ کے موقع پر بھی لوگ ایک دوسرے کے غم میں بھرپور طریقے سے شریک ہوتے ہیں۔ کسی مسلمان کے وفات پا جانے پر رشتہ دار اور تعلق دار متوفی کے گھر جمع ہوتے ہیں۔ نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد اسے دفن کر دیا جاتا ہے۔ ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی کی جاتی ہے۔ ملک بھر میں تمام اقلیتوں کو بھی یہ حقوق حاصل ہیں کہ وہ اپنی مذہبی روایات کے مطابق شادی، بیاہ اور اموات وغیرہ کی رسومات ادا کریں۔

4- مذہبی ہم آہنگی (Religious Harmony)

پاکستان میں مذہبی ہم آہنگی کے ساتھ ساتھ مذہبی رواداری بھی موجود ہے۔ برصغیر میں بزرگانِ دین کی تعلیمات سے متاثر ہو کر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ پاکستان میں لوگ ذات پات، رنگ و نسل اور امتیازات وغیرہ کو نسبتاً کم اہمیت دیتے ہیں۔ پاکستان کا آئین اقلیتوں کو ہر طرح سے مکمل تحفظ دیتا ہے۔

5- مذہبی تہوار (Religious Festivals)

اسلامی تعلیمات کے مطابق پاکستان میں ہر سال 2 عیدیں منائی جاتی ہیں۔ رمضان المبارک کے اختتام پر یکم شوال کو عید الفطر اور 10 ذی الحج کو عید الاضحیٰ پورے مذہبی جوش و جذبے سے منائی جاتی ہیں۔ دیگر مذہبی تہواروں میں 12 ربیع الاول کو جشن میلاد النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ 27 رجب کو معراج النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ اور 15 شعبان کو شبِ برات منانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ دس محرم کو مسلمان یوم عاشور بھی مذہبی عقیدت و احترام سے مناتے ہیں۔

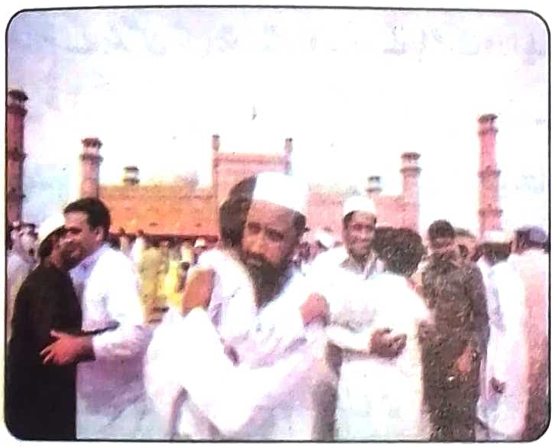
عید ملنے کا ایک منظر

اقلیتی طبقوں میں ہندو ہولی اور دیوالی، جب کہ مسیحی کرسمس اور ایسٹر، سکھ مذہب کے لوگ بابا گرونانک دیو جی کا جنم دن اور بیساکھی، بہائی عقیدے کے لوگ عیدِ نوروز، رِدوان وغیرہ کے تہوار پوری آزادی اور جوش و خروش سے مناتے ہیں۔

6- لباس اور خوراک (Dress and Food)

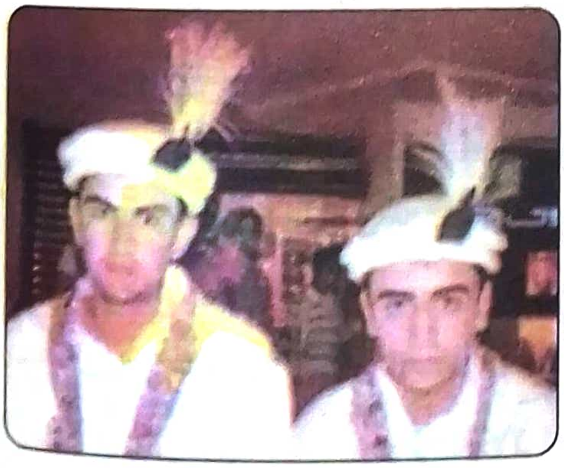
گلگت بلتستان کا لباس

پاکستانیوں کی اکثریت سادہ مگر صاف ستھرا اور باوقار لباس پہننے کو ترجیح دیتی ہے۔ پاکستان کا قومی لباس شلوار قمیص ہے۔ یہ لباس تھوڑے بہت ردوبدل اور فرق کے ساتھ ہر علاقے میں مردوں اور عورتوں میں یکساں مقبول ہے۔ واسکٹ، ٹوپی، اجرک اور پگڑی وغیرہ مختلف علاقوں میں مردوں کے لباس کا حصہ ہیں۔ خواتین شلوار قمیص کے ساتھ دوپٹہ، چادر اور عبایا وغیرہ کا استعمال کرتی ہیں۔ گندم اور مکئی کی روٹی، ساگ، چاول، گوشت، دالیں، سبزی اور خشک و تازہ پھل یہاں کے لوگوں کی اہم خوراک ہیں۔

7- مخلوط ثقافت (Mixed Culture)

پاکستانی معاشرہ عملی طور پر پنجابی، سندھی، پشتون، بلوچی، کشمیری، بلتی، براہوی اور سرائیکی وغیرہ ثقافت کا ایک خوب صورت گلدستہ ہے۔ اقلیتی طبقے میں ہندو، مسیحی، سکھ، پارسی، بہائی اور دیگر مذاہب کے رسم و رواج اور لباس بھی پاکستانی معاشرے کو نیا رنگ دیتے ہیں۔

8- عرس اور میلے (Urs and Fairs)

پاکستان میں موسموں کی مناسبت سے، فصلوں کی کٹائی کے موقع پر اور بزرگانِ دین کے عرس کے موقعوں پر سالانہ میلے لگتے ہیں۔ ان میں حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ، حضرت شاہ عنایت قادریؒ، حضرت بابا بلھے شاہؒ، حضرت فرید الدین گنج شکرؒ، حضرت شاہ رکن عالم ملتانیؒ، حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ، حضرت مادھولال حسین شاہؒ (میلا چراغاں)، حضرت سخی سیدن شاہ شیرازیؒ، حضرت سچل سرمستؒ، حضرت لعل شہباز قلندرؒ، شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ، حضرت پیر مہر علی شاہؒ، حضرت سخی سرورؒ، حضرت خواجہ غلام فریدؒ، حضرت سلطان باہوؒ اور بہت سے دیگر بزرگانِ دین کے عرس اور سبی کا میلا وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ کے عرس کا منظر

9- کھیل اور تفریح (Sports and Recreation)

کبڈی کھیل کا ایک منظر

پاکستان کا قومی کھیل ہاکی ہے۔ پاکستان کی کرکٹ، ہاکی، کبڈی، سکوائش، سنوکر اور ٹینس کی ٹیموں کا شمار دنیا کی بہترین ٹیموں میں ہوتا ہے۔ پاکستانی خواتین بھی ملکی اور عالمی سطح پر کھیلوں میں بھرپور حصہ لیتی ہیں۔ ان کھیلوں کے ٹورنامنٹ تحصیل، ضلعی، ڈویژنل، صوبائی اور ملکی سطح پر منعقد کرائے جاتے ہیں۔ گلگت بلتستان اور چترال میں پولو کا کھیل بہت مقبول ہے۔

10- اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت (Protecting the Rights of Minorities)

پاکستان میں اقلیتوں کو ہر طرح کی مذہبی، اخلاقی اور سماجی آزادی حاصل ہے۔ تعلیم، روزگار اور سیاست کے میدان میں بھی ان کے لیے کوٹہ مختص کیا گیا ہے۔

11- مہمان نوازی (Hospitality)

مہمان نوازی پاکستان کے تمام علاقوں کے لوگوں کے نمایاں اوصاف میں سے ایک ہے۔ یہاں کے لوگ اپنے مہمانوں کی عزت اور خدمت دل و جان سے کرتے ہیں۔

12- طرزِ تعمیر اور مصوّری (Architecture and Painting)

طرزِ تعمیر میں بادشاہی مسجد، شالامار باغ، شاہی قلعہ، مقبرہ جہانگیر اور ہرن مینار وغیرہ مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کی یاد دلاتے ہیں۔ فیصل مسجد، مینارِ پاکستان اور مزارِ قائد ہمارے موجودہ دور کے ثقافتی وَرثے کی علامات ہیں۔ مصوّری بھی ہماری ثقافت کی پہچان ہے۔ عبدالرحمٰن چغتائی، اعجاز انور، استاد اللہ بخش، صادقین، جمیل نقش اور اسماعیل گل جی پاکستان کے مشہور مصوّر رہے ہیں۔

13- شعروادب (Poetry and Literature)

شعروادب کا پاکستانی ثقافت میں نمایاں مقام ہے۔ پاکستانی ادب میں تصوف اور مذہبی رنگ کی جھلک واضح نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہمارے قومی شاعر ہیں، ان کی شاعری میں دینِ اسلام، وطن اور روایات سے محبت کے جذبات سموئے ہوئے ہیں۔ جدید دور کے شعرا میں ن۔م راشد، مجید امجد، ناصر کاظمی، فیض احمد فیض، احمد فراز، احمد ندیم قاسمی، منیر نیازی اور حبیب جالب کی شاعری میں حب الوطنی کے جذبات اور خیالات کی جھلک نظر آتی ہے۔

پاکستانی معاشرے کے مسائل اور اُن کا حل

(Problems of Pakistani Society and their Solution)

پاکستانی معاشرے میں زیادہ تر درج ذیل بنیادی مسائل پائے جاتے ہیں:-

1- غربت و بے روزگاری (Poverty and Unemployment)

پاکستان کی آبادی کا ایک بڑا حصہ غربت اور بے روزگاری کے مسائل کا شکار ہے۔ ملک کی 38 فی صد سے زائد آبادی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہے اور لاکھوں لوگ بے روزگار ہیں۔ غربت اور بے روزگاری سے لوگوں میں بے چینی پیدا ہوتی ہے اور جرائم جنم لیتے ہیں۔ غربت اور بے روزگاری کے مسئلے کے حل کے لیے ضروری ہے کہ حکومتی سطح پر گھریلو اور نجی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی جائے، روزگار کے لیے نئے مواقع پیدا کیے جائیں اور غریبوں کو آسان شرائط پہ قرضے دیے جائیں، تاکہ وہ اپنا کاروبار شروع کر سکیں۔

2- کم شرحِ خواندگی (Low Literacy Rate)

پاکستان کی قریباً 40 فی صد آبادی بنیادی تعلیم سے محروم ہے۔ یہ ناخواندہ افراد انفرادی اور اجتماعی طور پر ملک کی تعمیر و ترقی میں پڑھے لکھے افراد جیسا کردار ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ پاکستان میں شرحِ تعلیم کو بڑھانے کے لیے حکومت ذمہ داری اور سنجیدگی سے کام کر رہی ہے۔ نئے تعلیمی ادارے کھولے جا رہے ہیں اور پرانے تعلیمی اداروں کو اَپ گریڈ کیا جا رہا ہے۔

3- صحت کے مسائل (Health issues)

پاکستان میں بہت سے علاقوں کے لوگ علاج معالجے کی بنیادی سہولیات سے محروم ہیں۔ دیہاتوں میں بالخصوص دورانِ زچگی میں اموات کی شرح زیادہ ہے۔ صحت کی سہولتیں ناکافی ہیں۔ حکومت نے اس سلسلے میں کافی کام کیا ہے۔ دور دراز کے علاقوں میں بنیادی مراکزِ صحت (Basic Health Unit) قائم کیے ہیں۔ ہسپتالوں، ڈاکٹروں اور نرسوں وغیرہ کی تعداد کو بڑھایا ہے۔ سرکاری ہسپتالوں میں علاج معالجے کی بہتر سہولیات مہیا کی ہیں، مگر اس میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔

4- آبادی کی شرح میں اضافہ (Population Growth)

پاکستان کا ایک اور گھمبیر معاشرتی مسئلہ آبادی کی شرح میں تیزی سے ہونے والا اضافہ ہے۔ دیہی علاقوں سے شہروں کی جانب ہجرت ایک مسئلہ ہے۔ آبادی کے بڑھنے سے خوراک، صحت، تعلیم، بے روزگاری، ٹریفک اور ماحولیاتی آلودگی کے مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے۔ حکومت نے بڑھتی ہوئی آبادی پر قابو پانے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں، لیکن عوام کے تعاون کے بغیر اس مسئلے پر قابو پانا حکومت کے لیے بہت مشکل ہے۔

پاکستان میں تعلیم کی صورتِ حال
(Educational Condition in Pakistan)

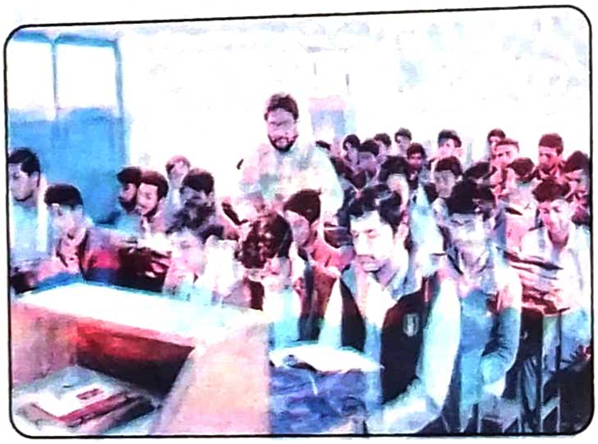

ایک تعلیمی درس گاہ کا منظر

اسلامی تعلیمات کے مطابق تعلیم ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔ تعلیم اور معاشرتی و معاشی ترقّی باہمی طور پر لازم و ملزوم ہیں۔ 2019-20ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں شرح خواندگی تقریباً 60 فی صد ہے۔ معاشی ترقّی میں افزائش کے لیے ضروری ہے کہ شرح خواندگی زیادہ ہو۔ حکومت تعلیم کو بہت اہمیت دے رہی ہے۔ اس ضمن میں اہم اقدامات درج ذیل ہیں:۔

1- پہلی سے دسویں جماعت تک مفت تعلیم، درسی کتب کی مفت فراہمی اور طلبہ کو وظائف دینا۔

2- نصاب کی سائنسی بنیادوں اور مستقبل کی ضروریات کے پیشِ نظر تشکیلِ نو۔

3- ٹیکنیکل، پیشہ ورانہ اور سائنسی تعلیم کے فروغ کے لیے سرکاری اور نجی شعبے میں تعاون۔

4- سماجی اور معاشی ترقّی کے لیے اعلیٰ تعلیم کے معیار میں بہتری لانا، انفارمیشن ٹیکنالوجی کے میدان میں انقلابی اقدامات۔

5- تعلیم کے شعبے میں صنفی توازن (Gender Equity) کے حوالے سے کوششیں کرنا، خواتین کے تعلیمی اداروں پر خصوصی توجہ دینا۔

6- اعلیٰ تعلیم کے لیے سرکاری اور نجی سطح پر زیادہ سے زیادہ یونیورسٹیوں کا قیام۔

7- قومی اور صوبائی سطح پر تعلیمی مسائل کے حل کے لیے ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام۔

پاکستان کا تعلیمی ڈھانچہ (Pakistan's Educational Structure)

پاکستان کے تعلیمی ڈھانچے کو تین مراحل میں تقسیم کیا گیا ہے:۔

1- ابتدائی، پرائمری اور ایلیمنٹری تعلیم (ECCE, Primary and Elementary Education)

جماعت اوّل سے پہلے کی تعلیم کو ابتدائے بچپن کی تعلیم اور نگہداشت (Early Childhood Care and Education-ECCE) کہا جاتا ہے۔ پرائمری تعلیم جماعت اوّل سے پنجم تک ہے، جب کہ ایلیمنٹری (Elementary) تعلیم کا دائرہ کار چھٹی سے آٹھویں جماعت تک ہے۔ وفاقی اور صوبائی حکومتیں کوشش کر رہی ہیں کہ ہر گاؤں میں پرائمری سکول قائم کیے جائیں، تاکہ تمام لوگوں کو یکساں تعلیم کی سہولت میسّر آئے۔ اس مقصد کے پیشِ نظر ملک بھر میں یکساں قومی نصاب نافذ کیا جا رہا ہے۔

2- ثانوی و اعلیٰ ثانوی تعلیم (Secondary and Higher Secondary Education)

ثانوی حصّہ نہم اور دہم جماعت تک ہے جب کہ اعلیٰ ثانوی گیارھویں اور بارھویں جماعتوں پر مشتمل ہے۔ اعلیٰ ثانوی تعلیم کا کورس دو سال کا ہے جس میں آرٹس، سائنس، کامرس اور دیگر مضامین کی تعلیم دی جاتی ہے۔ نویں سے بارھویں جماعت کے امتحانات ثانوی و اعلیٰ ثانوی تعلیمی بورڈ منعقد کراتے ہیں۔

3- یونیورسٹی سطح کی تعلیم (University Education)

اعلیٰ ثانوی تعلیم کے بعد یونیورسٹی کی تعلیم شروع ہوتی ہے، جس کے لیے ملک میں کئی یونیورسٹیاں قائم ہیں۔ یونیورسٹیوں کے علاوہ کالجوں میں بھی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔ یونیورسٹی تعلیم کی کئی اقسام ہیں۔ یہ تعلیم بی۔ایس اور ایم۔ایس وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے میدان میں ہر مضمون میں ایم فل (MPhil) اور پی ایچ ڈی (PhD) کی سطح پر تحقیقی تعلیم بھی مہیا کی جاتی ہے۔ میڈیکل اور انجینئرنگ جیسی تعلیم کے لیے طلبہ کو میڈیکل کالجوں اور انجینئرنگ یونیورسٹیوں میں داخلہ لینا پڑتا ہے۔ اس طرح قانون، بزنس، زراعت اور دیگر فنی علوم کی تعلیم کے حصول کے لیے پیشہ ورانہ تعلیمی ادارے بھی قائم ہیں۔

تعلیمی مسائل اور ان کا حل (Educational Problems and their Solution)

شعبۂ تعلیم میں پاکستان کو درج ذیل مسائل کا سامنا ہے:۔

1- کم شرحِ خواندگی (Low Literacy Rate)

تازہ اعداد و شمار کے مطابق اس وقت پاکستان میں شرح خواندگی 60 فی صد ہے جو بیشتر ترقی پذیر ممالک کے مقابلے میں کم ہے اور حوصلہ افزا نہیں ہے۔ پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا ایک اہم ملک ہے مگر تعلیمی لحاظ سے بہت پیچھے ہے۔

2- ناقص امتحانی نظام (Defective Examination System)

ہمارا نظامِ امتحانات انتہائی ناقص ہے۔ امتحان طلبہ کی رٹہ لگانے کی صلاحیت کو چیک کرنے کا نام نہیں، بلکہ ان کی ذہنی صلاحیتوں کو جانچنے اور پرکھنے کا نام ہے۔ امتحانات کا نظام ایسا شفاف اور موثر ہونا چاہیے جو حقیقی معنوں میں طلبہ کی ذہنی استعداد اور کارکردگی کو بڑھا سکے۔

3- محدود تعلیمی وسائل (Limited Resources for Education)

بدقسمتی سے پاکستان میں تعلیم کو دیگر شعبوں کی نسبت کم اہمیت دی جاتی رہی ہے۔ تعلیم کے لیے مختص بجٹ بہت کم ہے۔ اس میں اضافہ نہایت ضروری ہے، تاکہ تعلیمی اداروں کی تمام ضروریات کو اچھے انداز میں پورا کیا جاسکے۔

4- اساتذہ کی کمی (Shortage of Teachers)

پاکستان میں شعبۂ تعلیم اساتذہ کی کمی کا شکار ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی تعداد اور استعدادِ کار کو بڑھایا جائے، تاکہ تعلیم کا عمل بہتر طور پر انجام پاسکے۔ اس کے علاوہ اساتذہ کی دورانِ ملازمت جدید تقاضوں کے مطابق ٹریننگ بھی ضروری ہے، تاکہ وہ جدید تدریسی طریقوں سے آگاہ ہوسکیں۔

5- نصاب میں فنی اور تکنیکی مضامین کا فقدان
(Lack of Vocational and Technical Subjects in the Curriculum)

ہمارے تعلیمی نصاب میں فنی اور تکنیکی مضامین کی تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لیے تعلیمی نصاب میں انفارمیشن ٹیکنالوجی، زراعت، باغبانی، الیکٹرونکس، فوٹوگرافی اور ایسے دیگر فنی اور تکنیکی مضامین کو ترقی اور فروغ دیا جائے۔

6- تدریسی سازوسامان کی کمی (Lack of Teaching Material)

ہمارے بہت سے سکولوں میں لائبریریاں اور لیبارٹریاں (تجربہ گاہیں) موجود نہیں ہیں اور جن سکولوں اور کالجوں میں یہ سہولت

موجود ہے، وہ بھی معیاری نہیں ہیں۔ اس وجہ سے طلبہ عملی تجربات کرنے سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ لائبریریاں نہ ہونے کے سبب طلبہ تدریسی کُتب کے علاوہ دیگر کتب سے استفادہ نہیں کر پاتے۔

7- بنیادی سہولیات کا فقدان (Lack of Basic Facilities)

ہمارے ملک کے اکثر تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ پینے کے صاف پانی کی عدم دستیابی، بجلی، ٹرانسپورٹ، سینٹری کا ناقص نظام اور ہاسٹلوں کی کمی، جیسے مسائل موجود ہیں۔ یہ مسائل طلبہ کی تعلیم کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہیں۔

8- ہم نصابی سرگرمیوں کا فقدان (Lack of Co-curricular Activities)

ہم نصابی سرگرمیاں جیسا کہ کھیلیں، مباحثے، مشاعرے، تقاریر، مذاکرے اور مطالعاتی دورے وغیرہ طلبہ کی اخلاقی تربیت اور ان کی شخصیت کی تعمیر میں مددگار ہوتے ہیں۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں ایسی ہم نصابی سرگرمیوں کے لیے مناسب سہولتیں موجود نہ ہیں، جس کی وجہ سے کئی باصلاحیت طلبہ زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔

9- غیر موزوں مضامین کا چناؤ (Selecting of Wrong Combination of Subjects)

ہمارے ہاں والدین کی اکثریت اپنی اولاد کو ڈاکٹر یا انجینئر ہی بنانا چاہتی ہے، اس طرح طلبہ کو مجبوراً سائنسی مضامین پڑھنے پڑتے ہیں۔ اس ضمن میں ان کے رجحان اور ذہنی استعداد کا خیال نہیں رکھا جاتا، جس سے ان پر نفسیاتی دباؤ پڑتا ہے۔ اکثر سکولوں اور کالجوں میں بھی اس بات کا اہتمام نہیں ہوتا کہ مضامین کے انتخاب کے سلسلے میں طلبہ کی راہنمائی کی جائے۔ اس ضمن میں اساتذہ کو مضامین کے چناؤ میں طلبہ کی بھرپور راہنمائی کرنی چاہیے۔ والدین کو بھی مضامین کے انتخاب میں اپنے بچوں پر جبر کے بجائے ان کی پسند اور ذہنی صلاحیت کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ اساتذہ، والدین اور طلبہ باہمی مشاورت سے مضامین کے انتخاب کا فیصلہ کریں۔

تعلیمی مسائل کے حل کے لیے تجاویز (Suggestions for Solving Educational Problems)

تعلیمی مسائل کے حل کے لیے چند اہم تجاویز درج ذیل ہیں:۔

- تعلیم کے لیے مختص بجٹ میں ہر سال اضافہ کیا جائے۔
- تمام مڈل سکولوں کو ہائی اور ہائی سکولوں کو ہائر سیکنڈری سکولوں کا درجہ دیا جائے۔
- پرائمری کے اساتذہ کی کم از کم تعلیم گریجوایشن ہو۔
- سائنس اور ٹیکنالوجی کے نصاب کی تشکیلِ نو کی جائے۔ نصاب میں فنی اور ٹیکنیکل مضامین شامل کیے جائیں۔
- مکتب، مدرسہ سکولوں میں سائنس و دیگر رائج علوم بھی پڑھائے جائیں اور ان کی ڈگریوں کو بھی تسلیم کیا جائے۔
- تمام سرکاری سکولوں میں کھیل کے میدان اور پینے کے صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

پاکستان میں صحّت کی صورتِ حال
(Health Conditions in Pakistan)

پاکستان آبادی کے لحاظ سے ایک گنجان آباد ملک ہے، مگر بدقسمتی سے یہاں صحّت و طب کے شعبے پر بہت زیادہ توجہ نہیں دی جارہی۔ سالانہ بجٹ میں ایک نہایت قلیل رقم صحت کے شعبے کے لیے مختص کی جاتی ہے۔ پاکستان اکنامک سروے 20-2019ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں صحّت کے شعبے میں کل 421.8 ارب روپے خرچ کیے گئے جو ہماری جی۔ ڈی۔ پی (G.D.P) کا صرف 1.1 فی صد ہے۔

ہمارے ملک میں 963 افراد کے لیے ایک ڈاکٹر، جب کہ 9413 افراد کے لیے ایک ڈینٹسٹ موجود ہے۔ ہسپتال میں 1608 افراد کے لیے صرف ایک بستر کی سہولت موجود ہے۔ ہمارے ملک میں مردوں کی اوسط عمر قریباً 66 سال اور خواتین کی اوسط عمر قریباً 68 سال ہے، جب کہ ترقی یافتہ ممالک میں اوسط عمر 70 سال کے لگ بھگ ہے۔ پاکستان میں محکمۂ صحت ہسپتالوں، ڈسپنسریوں، ٹی۔ بی کلینکس، رورل ہیلتھ سینٹرز (Rural Health Centres)، بنیادی صحت مرکز (Basic Health Units) اور میٹرنٹی و بچوں کے مراکز کے ذریعے سے خدمات انجام دے رہا ہے۔

ملک میں کئی ایسے علاقے ہیں، جہاں ابھی تک بنیادی طبی سہولتیں میسر نہیں اور حفظانِ صحت کے اصولوں کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ ابھی تک صحت مند معاشرے کی تشکیل نہیں ہو سکی۔

محکمہ صحت کا سربراہ وزیرِ صحت ہے، جب کہ سیکرٹری بطور منتظمِ اعلیٰ کام کرتا ہے۔ ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ سروسز کا کام صوبے میں ترقیاتی، احتیاطی علاج اور شفا بخش خدمات کی فراہمی کو یقینی بناتا ہے۔ پاکستان میں گاؤں کی سطح پر لیڈی ہیلتھ وزیٹرز (Lady Health Visitors) فرائض انجام دے رہی ہیں۔ پرائمری سطح پر بنیادی صحت کے مراکز (Basic Health Units) اور رورل ہیلتھ سنٹرز (Rural Health Centres) قائم ہیں۔ تحصیل اور ضلع کی سطح پر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال قائم ہیں۔ ٹیچنگ ہسپتال، کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ، مینٹل ہیلتھ انسٹیٹیوٹ اور چلڈرن ہسپتال براہ راست صوبائی حکومت کے ماتحت ہیں۔ اس وقت ہر ضلع میں ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹی قائم ہے۔ اس کا انتظامی افسر چیف ایگزیکٹو آفیسر (Chief Executive Officer-CEO) کہلاتا ہے۔ حکومت پاکستان کی طرف سے صحت کی بہتری کے لیے کئی اقدامات کیے گئے ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:۔

- ہسپتالوں کا قیام
- میڈیکل کالجوں کا قیام
- پاکستان میں میڈیکل پوسٹ گریجوایشن کی سہولتیں
- بیماریوں کی روک تھام
- نیشنل ہیلتھ ریسرچ انسٹیٹیوٹ
- ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کی ترقی
- تدریسی ہسپتالوں میں کمپیوٹر کا بندوبست

صحت کے شعبے کو درپیش مسائل (Problems in the Health Sector)

پاکستان میں آبادی میں اضافے کی نسبت طبی وسائل میں اضافہ کم ہے۔ طبی سہولیات کا فقدان، افراطِ آبادی، کثرتِ امراض، حفظانِ صحت کے اصولوں سے ناواقفیت اور غیر متوازن غذا وغیرہ جیسے مسائل شعبۂ صحت کو درپیش ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ شعبۂ صحت کے لیے زیادہ بجٹ مختص کرے اور شرح افزائشِ آبادی کو قابو میں رکھنے کے لیے بھی مؤثر اقدامات کیے جائیں۔

سیاحت کی اہمیت اور پاکستان میں سیاحت کے لیے قدرتی اور ثقافتی کشش
(Importance of Tourism and Natural and Cultural attraction for Tourism in Pakistan)

(i) تعارف (Introduction)

سیاحت کا شعبہ کسی بھی ملک کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ خوش قسمتی سے پاکستان ان ممالک میں شامل ہے، جہاں وہ تمام عوامل کثرت سے موجود ہیں جو پاکستان کو سیاحت کی جنت بنا سکتے ہیں۔ بلند و بالا پہاڑ، سرسبز و شاداب وادیاں، وسیع و عریض میدان،

تازہ پانیوں کی قدرتی جھیلیں، تمام مذاہب سے منسلک لوگوں کے مقدس مقامات، ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے آثارِ قدیمہ اور طرح طرح کے ثقافتی رنگ دنیا بھر سے سیاحوں کو کھینچنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں، تاہم یہ بھی ایک نا قابلِ تردید حقیقت ہے کہ سیاحتی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود پاکستان کا سیاحت کا شعبہ ملکی ترقّی میں ابھی تک وہ کردار ادا نہیں کر پایا جو اسے کرنا چاہیے تھا۔ خوش قسمتی یہ ہے کہ حکومت سیاحت کی اہمیت وافادیت سے پوری طرح آگاہ ہے اور اس شعبے کی ترقّی کے لیے انقلابی اقدامات کر رہی ہے۔ امید ہے کہ حکومت کی جانب سے شروع کیے جانے والے سیاحتی منصوبہ جات کی بروقت تکمیل سے پاکستان میں خوش حالی کا دروازہ کھل جائے گا۔

(ii) پاکستان کے سیاحتی مقامات (Pakistan's Tourist Destinations)

پاکستان کے اہم سیاحتی مقامات کا جائزہ ذیل میں پیش کیا گیا ہے:-

قدرتی مناظر سے بھرپور سیاحت کے مقامات (Tourist places full of natural scenery)

قدرتی مناظر سے بھرپور سیاحتی مقامات میں وادی ہنزہ، دیوسائی کے میدان (بلتستان)، نلتر وادی (گلگت)، فیری میڈوز، نانگا پربت اور کے ٹو (K-2) بیس کیمپ، وادیِ کیلاش، وادیِ سوات، کاغان اور ناران، نتھیا گلی، ٹھنڈیانی، مری، کوٹلی ستیاں، وادیِ سون سکیسر، کوہِ سلیمان، چمن، زیارت، گوادر، ساحلِ سمندر کراچی اور بلوچستان وغیرہ شامل ہیں۔

مذہبی سیاحت کے مقامات (Religious Tourist places)

مذہبی سیاحت کے مقامات میں ٹیکسلا (راول پنڈی)، ہڑپہ (ساہیوال)، موئن جودڑو (لاڑکانہ)، کٹاس راج (چکوال)، ٹلہ جوگیاں (جہلم)، ننکانہ صاحب، کرتارپور صاحب (نارووال)، حسن ابدال (اٹک)، لاہور اور ملتان وغیرہ شامل ہیں۔

سیاحت کے حوالے سے اہم تاریخی مقامات (Important historical places in terms of tourism)

سیاحت کے حوالے سے اہم تاریخی مقامات میں اکرنڈ قلعہ، کینہٹی باغ (Kenhaty garden)، کلر کہار (وادیِ سون، ضلع خوشاب)، شاہی قلعہ (لاہور)، شالامار باغ لاہور، دراوڑ قلعہ بہاول پور، التیت قلعہ (گلگت بلتستان)، شگر قلعہ (شگر، بلتستان)، سکردو قلعہ (سکردو)، مغل باغ واہ، قلعہ اٹک، قلعہ روہتاس (جہلم)، رانی کوٹ قلعہ (ضلع جامشورو، سندھ)، قلعہ شاردہ (وادیِ نیلم، آزاد کشمیر)، تختِ بھائی (مردان، خیبر پختونخوا)، بھمبور (ضلع ٹھٹھہ، سندھ)، فورٹ منرو (ڈیرہ غازی خاں)، بالا حصار قلعہ (پشاور)، مسجد مہابت خان پشاور، بادشاہی مسجد لاہور، شاہ جہان مسجد ٹھٹھہ (سندھ)، ہنگول نیشنل پارک (مکران، بلوچستان) اور جھل مگسی (بلوچستان) وغیرہ اہم ہیں۔

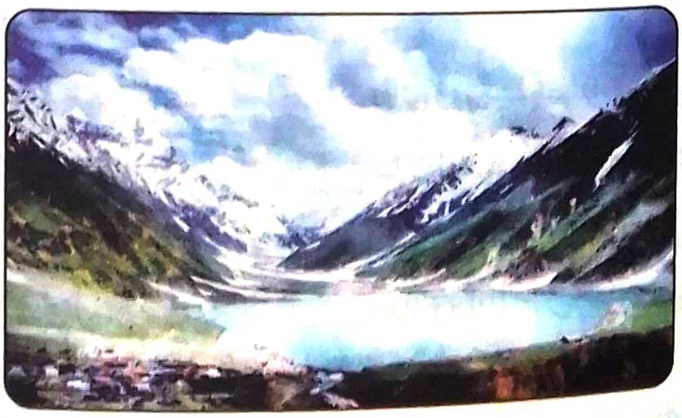

وادی کاغان میں ایک جھیل کا منظر

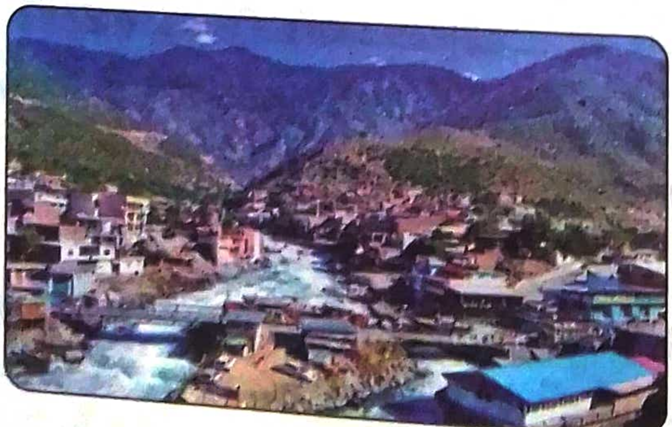

ایک سیاحتی مقام کا منظر

(iii) پاکستان کے شعبۂ سیاحت کے حوالے سے بین الاقوامی تاثرات
(International Views on Pakistan's Tourism Sector)

پاکستان کے سیاحتی وسائل کے حوالے سے ملکی اور غیر ملکی ماہرین اور مبصرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ سیاحتی مقامات ہر لحاظ سے پاکستان کو صفِ اول کی سیر گاہ بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ 2010ء میں معروف سیاحتی میگزین Lonely Planet نے پاکستان کو سیاحت کے حوالے سے ایک ''بڑی چیز'' کا خطاب دیا۔ 2018ء میں سیر و سیاحت کے فروغ کے لیے خدمات دینے والی مشہور برطانوی بیک پیکر سوسائٹی (The British Backpacker Society) نے پاکستان کو بہترین ایڈونچر ٹورازم (Adventure Tourism) کی جگہ قرار دیا۔ 2019ء میں امریکا کے ایک میگزین Forbes نے پاکستان کو سیر کے لیے بہترین جگہ قرار دیا۔ 2020ء میں امریکن میگزین Console Nast Traveller نے پاکستان کو چھٹیاں گزارنے کے لیے سب سے بہترین جگہ قرار دیا۔

(iv) پاکستان کے شعبۂ سیاحت کی کارکردگی (Performance of Pakistan's Tourism Sector)

بے پناہ وسائل رکھنے کے باوجود پاکستان میں شعبۂ سیاحت ابھی تک خاطر خواہ کارکردگی دکھانے میں ناکام رہا ہے۔ شعبۂ سیاحت دنیا کی معیشت میں سالانہ اوسطاً قریباً 10 فی صد تک حصّہ ڈالتا ہے، لیکن پاکستان میں اس کا حصّہ محض 2 سے 3 فی صد سالانہ ہے۔ شعبۂ سیاحت کی پسماندگی کی ایک بڑی وجہ یہاں بین الاقوامی سیاحوں کا کم آنا ہے۔ ورلڈ اٹلس (World Atlas) کے مطابق 2018ء میں بین الاقوامی سیاحوں کا سب سے بڑا مرکز فرانس رہا، جہاں ایک سال میں 89 ملین بین الاقوامی سیاح آئے۔ دوسرے نمبر پر سپین (83 ملین)، تیسرے نمبر پر امریکا (80 ملین)، چوتھے نمبر پر چین (63 ملین)، پانچویں نمبر پر اٹلی (62 ملین) اور چھٹے نمبر پر ترکی (46 ملین) رہے۔ پاکستان میں بین الاقوامی سیاح 2 ملین سے بھی کم آتے ہیں۔ پاکستان میں بین الاقوامی سیاحوں کی تعداد کم ہونے کی وجوہات میں امن و امان کی صورت حال، سیاحتی مقامات کی کم تشہیر (Projection) اور سیاحتی مقامات پر بنیادی سہولیات کی کمی وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اگرچہ پاکستان میں بین الاقوامی سیاح کم تعداد میں آتے ہیں، لیکن پاکستانی سیاحوں کی تعداد ہر لحاظ سے تسلی بخش ہے۔ 2019ء میں پاکستان میں پاکستانی سیاحوں کی تعداد 50 ملین کے لگ بھگ تھی۔

(v) سیاحت کو فروغ دینے کے لیے حکومتی اقدامات (Measures Taken by the Government to Promote Tourism)

حکومتِ پاکستان نے سیاحت کی اہمیت کا مکمل ادراک کرتے ہوئے اس میں انقلابی اقدامات کا آغاز کیا ہے۔ ان اقدامات کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے:۔

- حکومتِ پاکستان نے بین الاقوامی سیاحوں کے لیے ویزا پالیسی (Visa Policy) میں واضح تبدیلی کی ہے۔ ویزا کے عمل کو آسان اور تیز بنانے کے ساتھ ساتھ بہت سے ممالک کے سیاحوں کو ایئر پورٹ پر ویزا کی سہولت کا اجرا کیا ہے۔
- حکومتِ پاکستان نے صوبائی حکومتوں کی سرپرستی میں محکمۂ سیاحت کو مضبوط کرنے کے ساتھ ساتھ وفاق کی سطح پر ایک ادارہ ''نیشنل ٹورازم کوآرڈی نیشن بورڈ (National Tourism Coordination Board)'' تشکیل دیا ہے۔ اس ادارے کا مقصد وفاق اور صوبوں کے درمیان تعلق کو مضبوط بنانا ہے۔
- حکومت نے بہت سے ممالک سے، جن میں ازبکستان، تاجکستان، نیپال اور ترکی وغیرہ شامل ہیں، مفاہمتی یادداشتوں پر دستخط کیے ہیں۔ ان یادداشتوں میں اس عزم کا اعادہ کیا گیا ہے کہ یہ ممالک باہمی سیاحت کے فروغ کے لیے مشترکہ کوششیں کریں گے۔
- وفاقی حکومت نے نجی شعبے کی حوصلہ افزائی کے لیے بہت سے اقدامات کیے ہیں۔ ملک بھر میں سرکاری ریسٹ ہاؤسوں کو ایک منظم

طریقے سے نجی شعبے کے حوالے کیا جا رہا ہے۔ نجی شعبے کے حرکت میں آنے سے سیاحتی سرگرمیوں میں خاطر خواہ اضافہ ہو رہا ہے۔

- حکومتِ پاکستان اور صوبائی حکومتیں نئے سیاحتی مقامات کو فروغ دینے کے لیے مؤثر اقدامات کر رہی ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا کی کمراٹ وادی اور پنجاب میں کوٹلی ستیاں اور چکوال میں کیے جانے والے اقدامات اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔
- سیاحتی سہولیات کی فراہمی کے لیے وفاقی اور صوبائی بجٹ میں سیاحت کے لیے اضافی فنڈز کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا ہے۔
- شعبۂ سیاحت کی منظم ترقّی کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ صوبہ پنجاب کی سیاحتی پالیسی 2019ء اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ سیاحت کے حوالے سے مستقبل کی ضروریات کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ مختلف منصوبوں کے قابلِ عمل ہونے کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ان سیاحتی مقامات کو انھی قابلِ عمل رپورٹوں کے مطابق ترقّی دی جائے گی۔

(vi) سیاحت کے فروغ کے لیے پاکستانی عوام کی ذمہ داریاں

(Responsibilities of Pakistani People for the promotion of tourism)

سیاحت کے فروغ کے لیے پاکستانی عوام کی کچھ ذمہ داریاں بھی ہیں کہ وہ سیاحتی مقامات پر:

- کوڑا کرکٹ پھینکنے سے گریز کریں۔
- موجود سہولیات کو خراب نہ کریں۔
- ٹریفک اور دیگر قوانین کی پابندی کریں۔
- غیر اخلاقی حرکات سے اجتناب کریں۔
- خوب صورت تصاویر اور وڈیوز بنائیں اور سوشل میڈیا کے ذریعے سے دوسروں تک پھیلائیں تاکہ سیاحت کا رجحان پیدا ہو سکے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ورلڈ ٹورازم آرگنائزیشن کے مطابق ایک سے دوسرے مُلک سفر کرنے والے لوگوں کی تعداد 1997ء میں 631 ملین تھی جو 2020ء میں ایک بلین سے تجاوز کر چکی ہے۔

دہشت گردی کے خلاف بین المذاہب ہم آہنگی، رواداری اور لچک کی ضرورت اور اہمیت

(Need and Importance of Inter-faith Harmony, Tolerance and Resilience against Terrorism)

بین المذاہب ہم آہنگی قوتِ برداشت کی علامت ہے۔ یہ بڑھتے ہوئے سیاسی اور معاشی عدم اطمینان کے حالات میں مختلف مذہبی عقائد کے ماننے والوں کے مابین پُرامن بقائے باہمی، امن اور خوش حالی کے لیے آگے بڑھنے کا ایک راستہ ہے۔

بلاشبہ تمام آسمانی اَدیان (دین کی جمع) نے انسانی معاشرے سے دہشت گردی، شدت پسندی اور تعصّبات کے خاتمے کا درس دیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم المرسلین حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تک اور ان کے بعد خلافت راشدہ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آئمہ کرام نے ہمیشہ انسانوں کو آپس میں پیار و محبت، رواداری قائم کرنے، نفرتوں اور تعصّبات کو مٹانے کا پیغام دیا ہے، بلکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا بنیادی ہدف اور مقصد ہی انسانیت کی خدمت اور اسے نیکی کے راستے پر چلانا ہے۔ مسلم، مسیحی، یہودی، ہندو، سکھ، بدھ مت اور پارسی وغیرہ تمام اَدیان اور مذاہب کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اہم اصول رواداری، پیار و محبت، انسانی ہمدردی کا فروغ اور تعصّبات کا خاتمہ ہے۔

تمام آسمانی اَدیان نے سچائی، خدمت، وفا، ایثار، عجز و انکسار، انسان دوستی غرض تمام انسانی اقدار کو زندہ رکھنے کا درس دیا ہے اور جھوٹ، مکر و فریب، ظلم و ناانصافی، تعصب، حسد و کینہ اور جہالت جیسی صفات اور خواہشات کو مٹانے کا حکم دیا ہے۔ جب تمام اَدیان کے درمیان اس حد تک مشترک باتیں پائی جاتی ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ آج انسانی معاشرے میں دہشت گردی، تعصب، تنگ نظری، ظلم، شدّت

پسندی اور انتہا پسندی جیسی برائیاں مسلط ہیں اور انسانی معاشرہ آج ظلم و بربریت، قتل و غارت کی بھیانک تصویر پیش کر رہا ہے۔ اس کا یقیناً کسی دین و مذہب اور مہذب معاشرے سے دور دور کا تعلق نہیں ہے۔

اسلام کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ مذہب اور اعتقاد کا معاملہ ہر انسان کے اپنے ذاتی فیصلے اور اختیار پر مبنی ہے اور اس معاملے میں زور زبردستی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، یہ دنیا اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے علم و عقل اور عمل کی آزمائش کے لیے بنائی ہے، جس کے لیے انسانوں کو عقیدہ و عمل کی آزادی کا حاصل ہونا لازم ہے۔ میثاقِ مدینہ جیسی روشن مثال ہمارے سامنے ہے، جب حضرت محمد رسول اللہ خاتم النّبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ مدینے تشریف لائے اور ریاست مدینہ کی بنیاد رکھی تو سب سے پہلے مختلف اَدیان و مذاہب کے قبائل کے درمیان جن میں مسلم، یہودی اور مسیحی شامل تھے، ایک امن معاہدہ ''میثاقِ مدینہ'' قائم کیا۔

حکومت اس حوالے سے سنجیدگی کا مظاہرہ کر رہی ہے اور تمام مکاتبِ فکر کا آپس میں رابطہ ہے، جس کے یقیناً مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ اب اقلیتوں کے تہوار حکومتی سطح پر منعقد کیے جا رہے ہیں۔ اس طرح محبت اور رواداری کا یہ کاروان آگے بڑھے گا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ وطن عزیز سے نفرتوں کو مٹایا جائے، محبتوں کو عام کیا جائے اور بین المذاہب ہم آہنگی کے حوالے سے مختلف پروگراموں، کانفرنسوں اور ورکشاپیں منعقد کی جائیں۔

پاکستان کے آئین میں تمام اَدیان و مذاہب کے پیروکار اپنی مذہبی رسومات میں آزاد ہیں اور کسی کو حق نہیں ہے کہ وہ دوسرے مسلک کے عقائد و نظریات کی نفی کرے۔ جہاں ہمیں تمام ادیان و مذاہب کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنی ہے، وہاں ان شر پسند عناصر کی نشاندہی بھی کرنی ہے جو ملک و قوم کے دشمن ہیں اور بیرونی ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں، تاکہ ملک و قوم کو ان کے مذموم مقاصد سے محفوظ رکھا جا سکے۔ کسی گروہ کو دوسرے گروہ پر مذہبی جبر کا حق حاصل نہیں ہے۔ آئیے ہم عہد کریں کہ ہم بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دیتے ہوئے وطن عزیز میں بسنے والے ہر پاکستانی کو یہ پیغام دیں کہ وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔ آئیے! اپنے اپنے رنگ و نسل کے خول سے نکلیں اور ایک ہی رنگ اپنائیں اور وہ محبت و امن کا رنگ ہو، اسلام کا رنگ ہو اور پاکستان کا رنگ ہو۔

علاقائی ثقافتی مماثلت بطور ذریعۂ یک جہتی اور ہم آہنگی

(Commonality in Regional Cultures Leading to National Integration and Cohesion)

پاکستان کے چاروں صوبوں کے لوگوں کے رسم و رواج اور رہن سہن میں کسی حد تک فرق موجود ہے، لیکن علاقے اور زبان کے فرق کے باوجود لوگوں میں ایک مشترک ثقافت بھی پروان چڑھ رہی ہے۔ مختلف علاقوں میں رہنے کے باوجود لوگ ایک دوسرے سے قربت کا احساس رکھتے ہیں۔ لوگوں میں ایک دوسرے سے جڑے ہونے کا شعور ہے، جس سے قومی یک جہتی اور یگانگت پیدا ہوتی ہے اور قومی تشخص مضبوط ہوتا ہے۔ پاکستان کی علاقائی ثقافت پر اسلامی اقدار کے اثرات ہیں۔ یہاں کے لوگوں میں مساوات، بھائی چارے، اخوت، معاشرتی انصاف اور سچائی جیسی اقدار کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ مسلمان حکمرانوں کے دور میں علم و ادب، موسیقی، مصوری، تعمیرات، خطاطی وغیرہ نے خوب ترقی کی۔ ان شعبوں میں مسلمانوں کے کارنامے ہمارا ثقافتی ورثہ ہیں اور ان کے حوالے سے ہمیں پہچانا جاتا ہے۔ پاکستان کے رہنے والوں کی علاقائی نسبت (پنجابی، سندھی، پختون، بلوچ وغیرہ) مختلف ہونے کے باوجود ان کے درمیان باہمی ہم آہنگی کے احساسات موجود ہیں۔

ہمارے مشترک ثقافتی وَرثے کا اظہار ہماری علاقائی شاعری اور ادب کی ان اقدار کے ذریعے سے ہوتا ہے جو تمام علاقوں کے ادب میں یکساں طور پر موجود ہیں۔ تصوف، انسانیت، صلح و انصاف، محبت اور باہمی تعاون کا درس قومی اور صوبائی زبانوں کے ادیبوں اور شاعروں کے کلام میں ملتا ہے۔ حضرت سلطان باہوؒ، حضرت بابا بلھے شاہؒ، حضرت وارث شاہؒ، حضرت شاہ حسینؒ، حضرت میاں محمد بخشؒ، حضرت بابا فرید گنج شکرؒ، حضرت خواجہ غلام فریدؒ، حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ حضرت سچل سرمستؒ، رحمان بابا، خوشحال خان خٹک اور میر گل خان نصیر وغیرہ نے محبت،

الفت اور اخوت کا جو درس دیا ہے، اس سے بنیادی طور پر ثقافت کی مماثلت سے محبت اور یک جہتی کا رنگ اُبھرتا ہے۔ ہمارے مقامی ذرائع ابلاغ مشترکہ ثقافتی قدروں کے اظہار کا ذریعہ ہیں۔ اس سے ثقافتی ورثہ پروان چڑھتا ہے اور قومی یک جہتی، یگانگت اور ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ ثقافت کے تسلسل کے لیے تعلیمی نظام اور پڑھائے جانے والے مضامین اور موضوعات بھی ثقافتی مماثلتوں پر توجہ مرکوز کرنے کا باعث ہیں۔ اس سے مشترکہ ثقافتی قدروں کو فروغ ملتا ہے۔ پاکستانی معاشرے کی بنیاد بلاشبہ اسلامی عقائد اور نظریات پر رکھی گئی ہے، تاہم چاروں صوبوں کے موسمی، علاقائی اور جغرافیائی حالات کے پیشِ نظر لوگوں کے طرزِ زندگی، لباس، خوراک، طرزِ تعمیر اور رسم و رواج میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور پایا جاتا ہے۔

قومی اور علاقائی زبانوں کی ابتدا اور ارتقا
(Origin and Evolution of National and Regional Languages)

اردو زبان (Urdu Language)

اردو ترکی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی لشکر، کیمپ اور سپاہی وغیرہ کے ہیں۔ اس کی ابتدا گیارھویں صدی عیسوی کے ابتدائی عشرہ میں ہوئی۔ برصغیر میں اس زبان کے ماخذوں میں مغل شہنشاہ ظہیر الدین بابر کا لشکر خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ اردو کا ارتقا جنوبی ایشیا میں سلاطین دہلی کے عہد میں ہوا اور مغلیہ سلطنت میں فارسی عربی اور ترکی کے اثر سے اس کی ترقی ہوئی۔ یہ پاکستان کی قومی زبان ہے۔ اردو نستعلیق رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ اس میں عربی و فارسی کے الفاظ بھی شامل ہیں۔ اردو زبان کے سب سے پہلے غزل گو شاعر ولی دکنی ہیں۔ دیگر عظیم شعرا میں اسد اللہ خاں غالب، میر تقی میر، آتش، میر درد، مومن اور ہمارے قومی شاعر علامہ محمد اقبالؒ شامل ہیں۔ قیامِ پاکستان سے قبل سر سید احمد خان، مولانا شبلی نعمانی، الطاف حسین حالی، بابائے اردو مولوی عبدالحق اور ڈپٹی نذیر احمد نے اردو کی ترقی و ترویج کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ موجودہ دور کے شعرا میں ناصر کاظمی، فیض احمد فیض، احمد ندیم قاسمی، مجید امجد، ن م راشد، میرا جی، ابن انشا، پروین شاکر، احمد فراز، منیر نیازی، جون ایلیا اور کشور ناہید وغیرہ کو شہرت حاصل ہوئی۔ اسی طرح پاکستان کے معروف اور بڑے ادیبوں میں پطرس بخاری، مشتاق احمد یوسفی، غلام عباس، سعادت حسن منٹو، انتظار حسین، مختار مسعود، قدرت اللہ شہاب، ممتاز مفتی، بانو قدسیہ اور اشفاق احمد وغیرہ شامل ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد اردو کو قومی زبان کی حیثیت دی گئی اور انگریزی کو سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا۔ اردو زبان کی ترقی و ترویج کے لیے وفاقی اردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

علاقائی زبانیں (Regional Languages)

پاکستان کی چند اہم علاقائی زبانوں کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے:۔

(i) پنجابی زبان (Punjabi Language)

پنجابی پاکستان میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہے۔ پنجابی زبان کا ارتقا پنجاب کی قدیم تہذیب ہڑپائی یا دراوڑی سے ہوا۔ تاریخی و جغرافیائی تبدیلیوں کے باعث اس کے چھے بڑے لہجے یا بولیاں: ماجھی، پوٹھواری، ملتانی، چھاچھی، شاہ پوری اور دھنی وغیرہ ہیں۔ ماجھی لہجہ زیادہ معیاری لہجہ سمجھا جاتا ہے جو لاہور، گوجرانوالا، شیخوپورہ اور آس پاس کے علاقوں میں رائج ہے۔

اس زبان میں ادب کا آغاز حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ سے ہوتا ہے۔ ان کی شاعری کا موضوع پیار و محبت اور تصوّف ہے۔ بعد ازاں سکھ مذہب کے بانی بابا گرونانک دیو جی کا نام آتا ہے۔ پندرھویں سے انیسویں صدی کے دوران میں مسلمان صوفی بزرگوں نے پنجابی زبان میں بے مثال تحریریں لکھیں۔ ان میں مقبول صوفی شعرا بابا بلھے شاہؒ، شاہ حسینؒ، بابا فرید گنج شکرؒ، سلطان باہوؒ اور خواجہ غلام فریدؒ شامل ہیں۔ قصہ گوئی بھی پنجابی ادب کی ایک صنف ہے۔ مشہور قصوں میں وارث شاہؒ کا قصہ ہیر وارث شاہ، حضرت میاں محمد بخشؒ کا قصہ سیف الملوک،

ہاشم شاہ کا قصہ سسی پنوں، فضل شاہ کا قصہ سوہنی مہیوال اور حافظ برخوردار کا قصہ مرزا صاحباں وغیرہ مشہور ہیں۔ ان داستانوں میں اس دور کی پنجاب کی تاریخی، معاشی، مذہبی، صوفیانہ اور معاشرتی زندگی کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ پنجابی لوک گیتوں میں ٹپے، دوہے، ماہیے اور بولیاں وغیرہ شامل ہیں۔ مختلف مواقع پر گائے جانے والے یہ گیت نہ صرف گانے والے کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں، بلکہ ان میں ہماری تہذیب، روایات اور ثقافت کے رنگ بھی جھلکتے ہیں۔

(ii) سندھی زبان (Sindhi Language)

سندھی پاکستان کے صوبہ سندھ کے لوگوں کی زبان ہے۔ اس میں ترکی، سنسکرت، یونانی، ایرانی اور دراوڑی زبان کے الفاظ بھی شامل ہیں۔ سندھی عام طور پر ترمیم شدہ عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ سندھی کے مختلف لہجے ہیں، جن میں لاڑی، تھری، فکری، گنداوی، لاسی اور وچولی وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ جنوبی سندھ میں بولی جانے والی سندھی کا لہجہ لاری کہلاتا ہے۔ بلوچستان کے ضلع لسبیلہ میں لاسی بولی جاتی ہے۔ وچولی وسطی سندھ کا لہجہ ہے۔ معیاری سندھی ادب کی زبان بھی وچولی سندھی ہے۔ تھر کے صحراؤں میں بولی جانے والی سندھی تھری کہلاتی ہے۔

سندھی چودھویں صدی عیسوی سے اٹھارھویں صدی عیسوی تک تعلیم و تدریس کی مشہور زبان رہی ہے۔ مسلمان حکمرانوں نے سندھی زبان کی ترقّی و ترویج کے لیے بہت کوششیں کیں۔ عربی زبان کے بعد دوسرا درجہ سندھی زبان کو دیا گیا۔ قرآن پاک کا ترجمہ سب سے پہلے سندھی زبان میں کیا گیا۔ سندھی زبان میں اسلامی ادب اور صوفیانہ شاعری کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ اور سچل سرمستؒ سندھی زبان کے عظیم شعرا میں سے ہیں۔ صوبہ سندھ میں تعلیمی اداروں، دفاتر اور عدالتوں میں بڑے پیمانے پر سندھی زبان استعمال ہوتی ہے۔

(iii) پشتو زبان (Pashto Language)

پاکستان میں خیبر پختونخوا، قبائلی علاقہ جات اور بلوچستان کے کچھ حصوں میں پشتو بولی جاتی ہے۔ بنیادی طور پر پشتو کے دو لہجے ہیں: پہلا مغربی لہجہ اور دوسرا مشرقی لہجہ کہلاتا ہے۔ ان دونوں لہجوں میں چند الفاظ کا فرق ہے۔ دوسری تہذیبوں اور گروہوں کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے پشتو میں قدیم یونانی، عربی اور ترکی زبان کے بھی الفاظ ہیں۔ پشتو زبان کا آغاز بھی پشتو شاعری سے ہوا۔ پشتو شاعری کی قدیم ترین کتاب کا نام "پٹہ خزانہ" ہے اور یہ آٹھویں صدی عیسوی کے نصف میں لکھی گئی تھی۔ پشتو نظم کا پہلا شاعر امیر کروڑ کو سمجھا جاتا ہے۔

مسلمانوں کی برصغیر میں آمد سے پہلے پشتو "خروشی رسم الخط" میں لکھی جاتی تھی۔ سلطان محمود غزنوی کے دورِ حکومت میں سیف اللہ نامی ایک محقق نے پہلی بار پشتو کو عربی رسم الخط میں ڈھالا۔ خوشحال خاں خٹک اور رحمان بابا پشتو کے مشہور شاعر ہیں۔ پشتو کے مشہور لوک گیتوں میں ٹپہ اور چار بیتہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

(iv) بلوچی زبان (Balochi Language)

بلوچی صوبہ بلوچستان کے قبائل کی زبان ہے۔ پاکستانی صوبہ بلوچستان کے علاوہ یہ ایران اور خلیج فارس کی ریاستوں میں بھی بولی جاتی ہے۔ قدیم بلوچی ادب کے دور میں بلوچ شعرا نے رزمیہ داستانیں لکھیں۔ قدیم بلوچی ادب لوک گیتوں اور نظموں پر مشتمل تھا اور ان نظموں کا موضوع قبائلی لڑائیاں یا عشق و محبت کی داستانیں تھیں۔ اس دور کے شعرا میں سردار اعظم میر چاکر خان، شاہ لاشاری، میر جمال رند، عبداللہ خاں، جنید رند اور محمد خاں گشکوری نے شہرت پائی۔ برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں کے دورِ حکومت میں ملا فضل اللہ علی، رحم علی اور اسماعیل آبادی جیسے شعرا پیدا ہوئے۔ گلوکار، ان شعرا کے کلام اور نظموں کو یاد کر لیتے اور ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقلی کا ذریعہ بنتے تھے۔

قیامِ پاکستان کے بعد بلوچی ادب کی ترقّی و فروغ کے لیے مؤثر کوششیں کی گئیں۔ 1949ء میں بلوچستان رائٹرز ایسوی ایشن کا

قیام عمل میں آیا۔ 1959ء میں "بلوچ اکیڈمی" قائم ہوئی، جس کے تحت اب تک متعدد بلوچی کلاسیکی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ حکومت نے تعلیمی اداروں اور بلوچ اکیڈمی کے ذریعے سے بلوچی زبان کی سرپرستی کی۔ اعلیٰ پائے کے شعرا اور افسانہ نگاروں نے افسانے، ڈرامے اور نظمیں لکھیں۔ جدید دور کے بلوچی شعرا میں سیّد ظہور شاہ ہاشمی، عطا شاد، مراد ساحر، میر گل خان نصیر، مومن بزدار، اسحاق شمیم، صدیق آزاد، میر عبدالقیوم بلوچ، میر مٹھا خان مری اور ملک محمد پناہ وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

(v) کشمیری زبان (Kashmiri Language)

کشمیری زبان کا تعلق وادیٔ سندھ کی دیگر زبانوں سے ہے۔ کشمیری زبان کے مشہور لہجے ہندکی، گامی اور گندور ہیں۔ گندور کو معیاری ادبی لہجہ تصور کیا جاتا ہے اور اسے خصوصی ادبی اہمیت حاصل ہے۔

کشمیری زبان کے پہلے شاعر شنتی گنتھ تھے، جنھوں نے مذہبی موضوعات کو شاعری میں بیان کیا۔ کشمیری زبان میں عشق و محبت کے قصے بھی بیان کیے گئے ہیں۔ ان قصوں کی خالق حبہ خاتون نامی مشہور شاعرہ ہیں۔ ان کا اصل نام زون تھا، جس کے معنی چاند کے ہیں۔

غلام احمد مہجور کو جدید ادب میں خصوصی مقام حاصل ہے۔ پہلے فارسی میں شاعری شروع کی پھر اپنی مادری زبان کشمیری میں شاعری کی۔ اہلِ کشمیر کی کشمیریت کو بیدار کرنے میں ان کا بڑا حصّہ ہے۔ مہجور کشمیری نے اپنی شاعری سے پوری نسل کو متاثر کیا ہے۔ کشمیری زبان کے استاد شاعر محمود گامی کو کشمیری ادب کے روحانی تخلیق کار کی حیثیت حاصل ہے۔ انھوں نے کشمیری زبان اور ادب میں روحانیت کے موضوعات پر کام کیا۔ آج بھی کشمیری شاعری مختلف اصناف میں ان کی مرہون منت ہے۔ کئی کشمیری شعرا نے محمود گامی کی تقلید کی ہے۔

ملا مرزا طاہر غنی کشمیری برصغیر کے کشمیری، ہندی اور فارسی وغیرہ زبانوں کے نمائندہ شاعر تھے۔ کھڑی شریف، میرپور میں پیدا ہونے والے اللہ دتہ جوگی کشمیری اور پنجابی زبان کے مشہور شاعر تھے۔ کشمیری محاورات اور تراکیب بھی کشمیری ادب کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

(vi) سرائیکی زبان (Saraiki Language)

سرائیکی پنجاب کی اہم علاقائی زبان ہے۔ سرائیکی بولنے والے لوگ جنوبی پنجاب، جنوبی خیبر پختونخوا، شمالی سندھ اور مشرقی بلوچستان میں رہتے ہیں۔ سرائیکی شاعری اپنی مٹھاس اور تاثیر میں لاثانی ہے۔ سرائیکی زبان اپنے اندر پائی جانے والی فصاحت اور بلاغت کے علاوہ اپنے مخصوص حروفِ ابجد کی بنا پر دنیا کی مکمل زبانوں میں سے ایک ہے۔ اس زبان کی واحد انفرادیت ہے کہ تلفظ کے معاملے میں سرائیکی بولنے والے دنیا کی ہر زبان کو اس کے اصل تلفظ کے ساتھ ادا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ سرائیکی زبان کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ یہ پشتو، بلوچی، اور سندھی لوگوں کی جڑواں زبان ہے، یہ تمام لوگ اپنی مادری زبانوں کی طرح سرائیکی زبان پر مکمل عبور رکھتے ہیں۔

بہت سے شعرا کرام سرائیکی وسیب میں اپنی شاعری کے حوالے سے مشہور اور مقبول ہیں۔ ان میں سب سے اہم نام حضرت خواجہ غلام فریدؒ جیسے صوفی شاعر اور بزرگ کا ہے۔ حضرت خواجہ غلام فریدؒ کو ہفت زبان شاعر کہا جاتا ہے، تاہم انھوں نے زیادہ تر سرائیکی زبان میں شاعری کی ہے اور ان کی کہی ہوئی کافی میں صوفیانہ رنگ موجود ہے۔ ان کی شاعری کے دیوان کا نام "دیوان فریدؒ" ہے۔ آپ نے سرائیکی شاعری کو اعلیٰ مقام تک پہنچایا۔ سرائیکی ادب کی اصناف میں لوک کہانی، افسانہ، ناول، ڈراما، دوہڑا، غزل، مرثیہ، گیت اور کافی وغیرہ شامل ہیں۔ موجودہ دور میں سرائیکی زبان و ادب نے کافی ترقّی کی ہے۔ سرائیکی کے مقبولِ عام شعرا میں شاکر شجاع آبادی، اقبال سوکڑی، احمد خاں طارق، عزیز شاہد، عاشق بزدار، ، رفعت عباس اور اشولال فقیر وغیرہ شامل ہیں۔ اس زبان کی ترقّی اور تحقیق کے لیے بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ملتان اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں سرائیکی زبان کے شعبے قائم ہیں۔

(vii) شینا، بلتی، وخی اور بروشسکی زبانیں (Shina, Balti, Wakhi and Burushaski Languages)

شینا، بلتی، وخی اور بروشسکی گلگت بلتستان کی زبانیں ہیں۔ شینا گلگت بلتستان کی ایک دل کش زبان ہے۔ یہ خیبر پختونخوا کے ضلع کوہستان سے لے کر بلتستان کے آخری کونے تک بولی جانے والی زبان ہے۔ بلتی زبان بلتستان میں بولی جانے والی ایک زبان ہے۔

بلتستان میں اس زبان کو خطرات لاحق ہیں۔ کھوار اکیڈمی نے چترال اور شمالی علاقہ جات کی جن معدوم ہونے والی زبانوں کو بچانے کے لیے یونیسکو (UNESCO) سے اپیل کی ہے، ان زبانوں میں بلتی بھی شامل ہے۔ وخی زبان پاکستان کے صوبہ گلگت بلتستان کے علاقے وادی گوجال، وادی اشکومن اور وادی یاسین کے سرحدی علاقوں اور صوبہ خیبر پختونخوا کے ضلع چترال کی وادی بروغل میں بولی جانے والی زبان ہے۔ بروشسکی زبان نگر، ہنزہ، یاسین اور آزاد کشمیر کے ضلع نیلم کے کچھ علاقوں میں بھی بولی جاتی ہے۔

(viii) براہوی زبان (Brahui Language)

براہوی زبان قدیم دراوڑی قوم کی زبان سے ملتی جلتی ہے۔ براہوی زبان کا شمار بلوچستان میں بولی جانے والی بڑی زبانوں میں ہوتا ہے۔ براہوی زبان کوئٹہ، قلات، خضدار اور اس کے گرد نواح کے علاقوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ براہوی زبان بولنے والے سندھ اور پنجاب میں بھی آباد ہیں۔ براہوی لوک ادب میں لیلیٰ مور کی صنف خصوصی شہرت کی حامل ہے۔ معیاری ادب میں ممتاز شاعر اور ادبی تخلیق کار ملک داد اور ان کی تصنیف تحفہ العجائب کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ انگریز حکومت کے دور میں قرآن مجید کا ترجمہ براہوی زبان میں ہوا۔

اب براہوی زبان میں ادبی رسالے، افسانے، نظمیں، نثری تحریریں اور اخبارات کی اشاعت بھی ہو رہی ہے۔ بلوچستان یونیورسٹی میں بھی اس زبان کی ترقی اور فروغ کے لیے قابل ذکر کام ہو رہا ہے۔ اس زبان میں ایم اے کی ڈگری کا اجرا کر کے اس زبان کو فروغ دیا گیا۔ براہوی میں ایم فل اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری کی سطح پر بھی تحقیقی کام جاری ہے۔ براہوی ادبی سوسائٹی اور انجمنوں وغیرہ کے قیام سے بھی اس زبان کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

(ix) پہاڑی یا ہندکو زبان (Pahari or Hindko Language)

ہندکو زبان پاکستان، شمالی ہندوستان اور افغانستان کے بعض علاقوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ ہندکو کی اصطلاح قدیم یونانی علمی حلقوں میں بھی پائی جاتی رہی ہے، جس سے مراد حالیہ شمالی پاکستان اور مشرقی افغانستان کے پہاڑی سلسلے لیے جاتے ہیں۔ یہ زبان پاکستان میں صوبہ خیبر پختونخوا کے اضلاع ایبٹ آباد، مانسہرہ، ہری پور، بٹگرام، پشاور، کوہاٹ، جب کہ صوبہ پنجاب میں اٹک اور پوٹھوار اور آزاد کشمیر کے بیش تر علاقوں میں بولی جاتی ہے۔ پشاور شہر میں اس زبان کو بولنے والوں کو پشاوری یا خارے کے نام سے پکارا جاتا ہے، جس کا مطلب پشاور شہر کے آبائی ہندکو بولنے والے لیا جاتا ہے۔ خیبر پختونخوا حکومت، ہندکو زبان و ادب کی ترقی کے لیے کوشاں ہے۔ گندھارا ہندکو بورڈ کے تحت گندھارا ہندکو اکیڈمی قائم کی گئی ہے۔ ہندکو اس صوبے کی قدیم زبانوں میں سے ایک ہے۔

(x) گوجری زبان (Gojri Language)

گوجری زبان بھی برصغیر کی قدیم زبانوں میں سے ایک زبان ہے۔ پانچویں صدی عیسوی سے تیرھویں صدی عیسوی تک ہندوستان میں گوجر حکومتیں قائم رہی ہیں۔ اس دور میں گوجری زبان کو سرکاری سرپرستی حاصل رہی ہے۔ سرکاری سرپرستی کے زمانے میں ادیبوں اور شاعروں نے گوجری ادب تخلیق کیا، جس میں زیادہ تر صوفیانہ کلام ہے۔ ان شعرا میں سیّد نورالدین ست گرو، حضرت امیر خسرو، شاہ میرا جی، برہان الدین جانم اور امین گجراتی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ پندرھویں صدی عیسوی کے بعد ہندوستان میں گوجری حکومتوں کا زوال شروع ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی گوجری زبان کی سرکاری سرپرستی ختم ہو گئی اور یہ زبان مرکزیت سے دور ہوتی چلی گئی، جس کے نتیجے میں گوجری زبان مقامی لہجوں میں تقسیم ہو گئی۔ ریاست جموں و کشمیر میں بولی جانے والی گوجری پر عربی اور فارسی کے واضح اثرات دیکھنے میں آتے ہیں۔ گوجری زبان کا اپنا ذخیرۂ الفاظ اور اپنی ایک الگ پہچان ہے۔ اس زبان میں محاورے، ضرب الامثال، پہیلیاں، لوک گیت اور لوک کہانیاں وغیرہ موجود ہیں، جن کے بل بوتے پر اس کو زبان کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔

پاکستان میں غربت کے اسباب، اثرات اور حکومت کی طرف سے غربت میں کمی کے لیے اقدامات
(Causes, Consequences and Remedies for Poverty Alleviation in Pakistan)

غربت کی کوئی واضح تعریف تو نہیں کی جا سکتی کہ کس ملک میں کتنے فی صد غربت کی شرح ہے۔ مختلف مالیاتی ادارے اپنے اپنے انداز سے اس کی تعریف کرتے ہیں، تاہم سادہ الفاظ میں ہم کہ سکتے ہیں کہ غربت ایک ایسی کیفیت یا صورت حال کا نام ہے، جس میں کسی شخص یا کمیونٹی (Community) کے پاس اتنے وسائل بھی نہیں ہوتے کہ جن سے وہ اپنا کم سے کم معیارِ زندگی برقرار رکھ سکے۔ پاکستان پلاننگ کمیشن (Pakistan Planning Commission) غربت کی بنیاد، انسانی جسم کو مطلوب توانائی کے حراروں (Calories) پر رکھتا ہے، جس کی رُو سے ہر بالغ فرد کو روزانہ کم از کم 2350 توانائی کے حرارے ملنے چاہییں۔ پاکستان میں شہری علاقوں میں غربت نسبتاً کم ہے، کیوں کہ روزگار کے مواقع زیادہ ہیں۔

غربت کا شکار لوگ

پاکستان میں غربت کے اسباب

- تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی۔
- توانائی کا بحران۔
- معاشی ترقّی کی سست رفتار۔
- اندرونی و بیرونی سرمایہ کاری میں کمی۔
- پیداواری وسائل میں کم اضافہ۔
- ناخواندگی اور ٹیکنیکل تعلیم کا کم ہونا۔
- تجارتی سرگرمیوں میں کم پھیلاؤ۔
- افراطِ زر کی بڑھتی ہوئی شرح۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

اقوامِ متحدہ کے مطابق خطِ غربت سے نیچے زندگی بسر کرنے کا معیار ایسے لوگ ہیں، جن کی یومیہ آمدنی 1.9 ڈالر یا اس سے بھی کم ہے۔

اثرات

- غربت کی وجہ سے مایوسی اور بدامنی میں اضافہ ہو رہا ہے۔
- معاشی ترقّی کی رفتار سست ہے۔
- پاکستان کی عالمی ساکھ کو نقصان پہنچ رہا ہے۔
- جان لیوا امراض میں تیزی آ رہی ہے۔
- شرحِ خواندگی میں اضافہ سست روی کا شکار ہے۔
- چوری، ڈاکے اور دہشت گردی کو فروغ مل رہا ہے۔

غربت میں کمی کے لیے حکومتی اقدامات

- سالانہ ترقّیاتی بجٹ میں نئی ملازمتوں کے مواقع پیدا کرنا۔
- نوجوانوں کے قرض لینے کی سکیموں کا اجرا۔
- پیلی ٹیکسی، رکشا اور ٹریکٹر وغیرہ کی سکیموں کا اجرا۔
- بنیادی سہولتوں کی فراہمی میں اضافہ۔
- تعلیم کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں میں مفت کتابوں اور وظائف کے ذریعے سے مستحق طلبہ کی ماہانہ امداد۔
- بیت المال اور زکوٰۃ فنڈ سے مستحق افراد اور گھرانوں کی مالی معاونت۔
- احساس کفالت پروگرام کا اجرا۔

قومی تعمیر میں اقلیتوں کا کردار اور کارنامے

(Contribution and Achievements of Minorities in Nation Building)

''کسی بھی معاشرہ میں موجود ایسا گروہ جو اپنے مذہبی، سماجی اور معاشرتی نظریات اور طرزِ زندگی کی رُو سے اکثریت کی نسبتاً کم تعداد میں ہو اقلیت کہلاتا ہے۔'' کسی بھی قوم کی ترقّی وخوش حالی کے لیے ضروری ہے کہ وہاں قیام پذیر اقلیتی طبقوں کو اکثریت کی طرح زندگی کی تمام بنیادی سہولیات میسر ہوں۔ انھیں عوامی اور حکومتی سطح پر ہر طرح کی معاونت اور تعاون حاصل ہو۔ حکومتِ پاکستان نے اقلیتوں کو ہر قسم

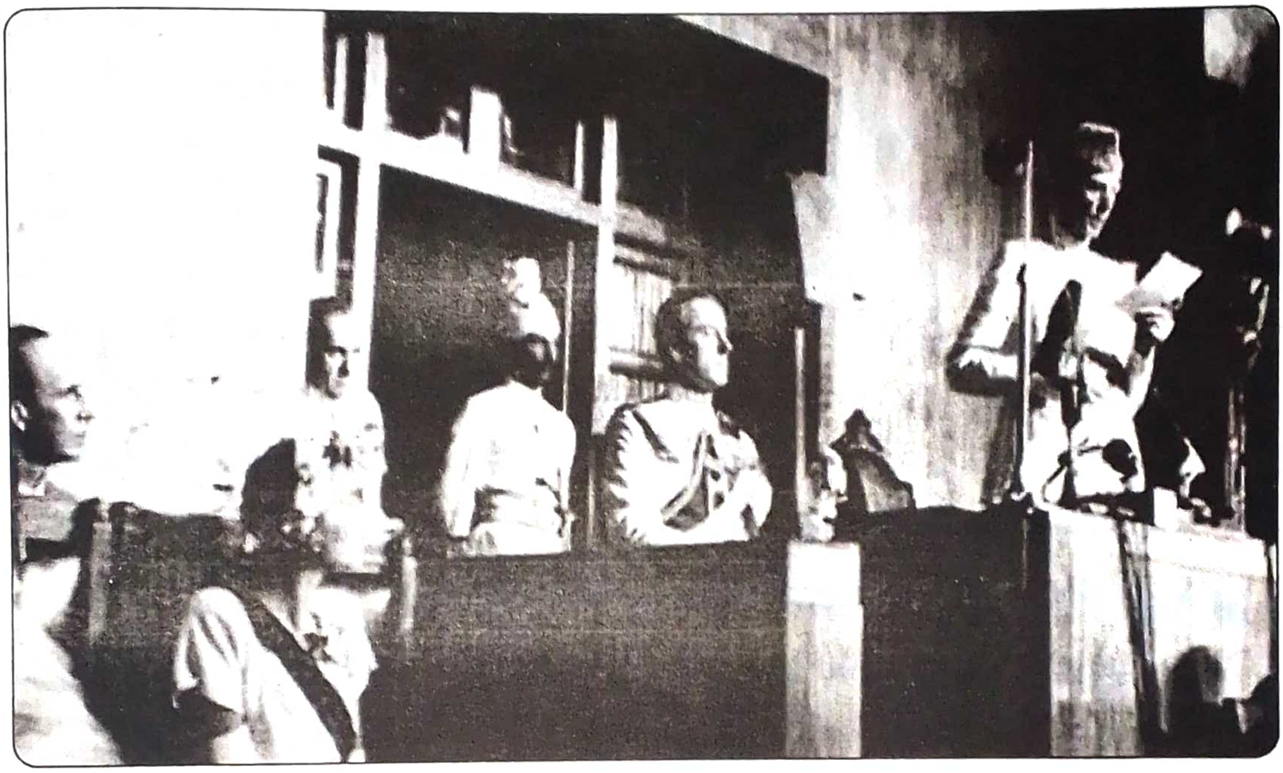

11 اگست 1947ء کو کراچی میں پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ تقریر کرتے ہوئے

کی ضروری مراعات اور سہولیات سے نوازا ہے اور وہ یہاں اپنی جان، مال، عزت و آبرو کو محفوظ تصوّر کرتے ہیں۔ اقلیتوں نے بھی ہمیشہ ذمہ دار شہری اور محب وطن ہونے کا ثبوت دیا ہے اور مشکل کی ہر گھڑی میں اپنے ہم وطنوں کا ساتھ نبھایا ہے۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی غیر مسلموں کو پاکستان میں مکمل مذہبی آزادی اور تحفظ کی ضمانت دی۔ قیام پاکستان سے قبل 11 - اگست 1947ء کو کراچی میں پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں بانیِ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقریر میں فرمایا:

You are free; you are free to go to your temples, you are free to go to your mosques or to any other places of worship in this State of Pakistan. You may belong to any religion or caste or creed, that has nothing to do with the business of the State. Thank God, we are not starting in those days. We are starting in the days when there is no discrimination, no distinction between one community and another, no discrimination between one caste or creed and another. We are starting with this fundamental principle that we are all citizens and equal citizens of one State.

Now, I think we should keep that in front of us as our ideal and you will find that in course of time Hindus would cease to be Hindus and Muslims would cease to be Muslims, not in the religious sense, because that is the personal faith of each individual, but in the political sense as citizens of the State.

ترجمہ: "آپ آزاد ہیں، آپ اپنے مندروں میں جانے کے لیے آزاد ہیں، آپ اپنی مساجد اور ریاستِ پاکستان میں اپنی کسی بھی عبادت گاہ میں جانے کے لیے آزاد ہیں۔ آپ کا تعلق کسی بھی مذہب، ذات یا نسل سے ہو، اس کا ریاست کے معاملات سے ہرگز کوئی واسطہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم نے ایسے حالات میں سفر کا آغاز نہیں کیا ہے۔ ہم اس زمانے میں یہ ابتدا کر رہے ہیں، جب اس طرح کی تفریق روا نہیں رکھی جاتی، دو فرقوں کے مابین کوئی امتیاز نہیں، مختلف ذاتوں اور عقائد میں کوئی تفریق نہیں کی جاتی۔ ہم اس بنیادی اصول کے ساتھ ابتدا کر رہے ہیں کہ ہم سب شہری ہیں اور ایک ریاست کے یکساں شہری ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اب ہمیں اس بات کو ایک نصب العین کے طور پر اپنے پیش نظر رکھنا چاہیے اور پھر آپ دیکھیں گے کہ جوں جوں زمانہ گزرتا جائے گا، ریاست سے تعلقات کے معاملے میں نہ ہندو، ہندو رہے گا نہ مسلمان، مسلمان۔ ایسا مذہبی طور پر نہیں ہوگا، کیوں کہ مذہب (عقیدہ) ہر فرد کا ذاتی معاملہ ہے، بلکہ ایسی سوچ ریاست کے شہریوں میں سیاسی معنوں میں فروغ پائے گی۔"

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آخری سانس تک ہمیشہ اس امر کا اظہار کیا کہ پاکستان سب کا وطن ہے۔ اس میں مذہبی تفریق ممکن نہیں ہے۔ یہاں سب کے حقوق محفوظ ہوں گے۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آنے والے دیگر حکمرانوں نے بھی اقلیتوں کے حقوق کا خصوصی خیال رکھا۔

اقلیتی برادری میں ہندو، مسیحی، سکھ اور پارسی وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستانی اقلیتوں نے تعمیر پاکستان میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ قانون کے شعبے میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے سابق چیف جسٹس اے آر کارنیلیئس کا نام ہمیشہ درخشاں ستارے کی طرح چمکتا رہے گا۔ انھوں نے 1973ء کا آئین مرتب کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جسٹس بدیع الزمان کیکاؤس کو قرآن و سنت پر عبور حاصل تھا، وہ آٹھ سال تک سپریم کورٹ آف پاکستان کے جج رہے۔ جسٹس رانا بھگوان داس نے سپریم کورٹ آف پاکستان کے قائم مقام چیف جسٹس کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ وہ فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین بھی رہے۔ جسٹس رستم سہراب جی سدھوا اور جسٹس دُراب پٹیل نے سپریم کورٹ کے جج کی حیثیت سے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔

پاکستان کی مسلح افواج میں بھی اقلیتوں کا کردار نمایاں ہے۔ ریئر ایڈمرل لیسلے، میجر جنرل جولیئن پیٹر، میجر جنرل نوئیل کھوکھر، بریگیڈیئر مارون، سکواڈرن لیڈر پیٹر کرسٹی، ایئر کموڈور نذیر لطیف، ایئر وائس مارشل ایرک گورڈن، گروپ کیپٹن سیسل چودھری، ایئر کموڈور بلونت کمار داس نے دفاعِ وطن کے لیے عظیم قربانیاں دیں، جن کے اعتراف کے طور پر انھیں فوجی اعزازات سے نوازا گیا۔ ہرچرن سنگھ پاک فوج میں شامل موجودہ سکھ افسر ہیں۔

سیاست کے شعبہ میں اکشے کمار داس، کامنی کمار دتہ، ڈیرک سپرئین، بسانتا کمار داس، کامران مائیکل اور کلیمنٹ شہباز بھٹی، درشن لال مختلف عہدوں پر خدمات سرانجام دے چکے ہیں جب کہ ڈاکٹر رمیش کمار، کرشنا کماری کوہلی اور قیام پاکستان کے بعد منتخب ہونے والے پہلے سکھ ایم پی اے (MPA) سردار رمیش سنگھ اروڑا اور دیگر مختلف عہدوں پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

صحت کے شعبہ میں ڈاکٹر روتھ فاؤ نے برص اور جذام کے خاتمے کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی۔ ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کی تدفین سرکاری اعزاز کے ساتھ کی گئی۔ سسٹر روتھ لوئیس نے پچاس سال تک معذوروں کی خدمت کی۔ ڈاکٹر ڈریگو غریب لوگوں کے علاج کے لیے خصوصی شہرت رکھتے تھے۔ آئی سپیشلسٹ ڈاکٹر جے پال چھابڑیا نے شعبہ بصارت میں اہم خدمات انجام دی ہیں۔

تعلیم کے شعبہ میں نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام، بشپ انتھنی لوبو، ڈاکٹر میرا فیلوس، روشن خورشید بھروچہ، پروفیسر کنہیالال ناگپال وغیرہ نے اہم خدمات انجام دی ہیں۔

کھیل کے میدان میں انتھنی ڈیسوزا، مائیکل مسیح، ویلس میتھاس، انیل دلپت، دنیش کنیریا اور بہرام ڈی آواری نے پاکستان کا

نام روشن کیا۔الغرض اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اقلیتوں کو برابر کے حقوق حاصل ہیں۔اقلیتی برادری بھی ملکی ترقّی میں اپنا کردار بھرپور طریقے سے ادا کر رہی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

رائے بہادر سر گنگا رام (Rai Bahadur Sir Ganga Ram) ایک معروف سول انجینئر تھے جو پنجاب کے ایک گاؤں مانگٹاں والا (موجودہ ضلع ننکانہ صاحب) میں پیدا ہوئے۔لاہور میں عجائب گھر، جنرل پوسٹ آفس، ایچی سن کالج اور گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کا کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ ان کے ڈیزائن کردہ ہیں، جب کہ سر گنگا رام ہسپتال، ڈی اے وی کالج (موجودہ اسلامیہ کالج سول لائنز)، سر گنگا رام گرلز سکول (موجودہ لاہور کالج فار ویمن یونیورسٹی)، ادارہ بحالی معذوراں اور دیگر بے شمار فلاحی ادارے اُنھوں نے اپنے ذاتی خرچ پر قائم کیے۔

رائے بہادر سر گنگا رام

مشقی سوالات

1-ہر سوال کے چار جواب دیے گئے ہیں۔درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) پشتو زبان کے شاعر ہیں:

(الف) خواجہ غلام فریدؒ (ب) غلام احمد مہجور
(ج) خوشحال خاں خٹک (د) بابا بلھے شاہؒ

(ii) سپریم کورٹ کے جج رہے:

(الف) پیٹر کرسٹی (ب) ڈاکٹر روتھ فاؤ
(ج) ولیم ڈی ہارولے (د) بدیع الزمان کیکاؤس

(iii) آبادی کے کوائف جاننے کے عمل کو کہتے ہیں:

(الف) نقل مکانی (ب) انتقال اراضی
(ج) اشتمال اراضی (د) مردم شماری

(iv) 12 ربیع الاول کو اسلامی تہوار منایا جاتا ہے:

(الف) معراج النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ (ب) جشن میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ
(ج) عیدالفطر (د) شبِ برات

(v) 2019ء میں پاکستان میں پاکستانی سیاحوں کی تعداد تھی:

(الف) قریباً 40 ملین (ب) قریباً 50 ملین
(ج) قریباً 60 ملین (د) قریباً 70 ملین

2- مختصر جواب دیں:

(i) پانچ قومی تعلیمی مسائل تحریر کریں۔
(ii) صنفی امتیاز کی تعریف کریں۔
(iii) ہم نصابی سرگرمیوں سے کیا مراد ہے؟
(iv) کوئی سے تین پنجابی شعرا کے نام لکھیں۔
(v) آبادی اور وسائل کے درمیان توازن کیسے قائم کیا جاسکتا ہے؟

3- درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں:

(i) پاکستان میں شعبۂ تعلیم کو درپیش مسائل کے حل کے لیے تجاویز دیں۔
(ii) علاقائی ثقافت میں مماثلت قومی یک جہتی کا ذریعہ ہے، وضاحت کریں۔
(iii) پاکستانی معاشرے کی اہم خصوصیات بیان کریں۔
(iv) پاکستان کی قومی اور دو علاقائی زبانوں کی تفصیل بیان کریں۔
(v) پاکستان میں سیاحت کی اہمیت بیان کریں۔
(vi) صنفی بنیاد پر آبادی کی تقسیم بیان کریں۔
(vii) پاکستان میں شعبۂ صحت کن مسائل کا شکار ہے اور ان کا حل بیان کریں۔
(viii) قومی تعمیر میں اقلیتوں کے کردار کی وضاحت کریں۔
(ix) پاکستانی ثقافت کی نمایاں خصوصیات تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

(i) پاکستان میں قومی یک جہتی کے موضوع پر تقاریر کا مقابلہ کرائیں۔
(ii) پاکستان کی ثقافت سے متعلق تصاویر جمع کریں۔
(iii) اپنے علاقے کا سروے کر کے معاشرتی مسائل کی فہرست تیار کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

(i) طلبہ کو ان کی ثقافت کی اہم خصوصیات سے آگاہ کریں۔
(ii) طلبہ سے پاکستان کی ثقافت کے اہم خدوخال کا چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کرائیں۔

فرہنگ

باب 5

نوٹ: الفاظ کے معانی کتابی متن کو مدِنظر رکھ کر درج کیے گئے ہیں:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اقتدار	حکومت۔اختیار	تعمیرِ نو	نئے سرے سے بنانا، دوبارہ تعمیر کرنا
بونس(Bonus)	ملازمین کو تنخواہ کے علاوہ حوصلہ افزائی یا انعام کے طور پر اضافی ادائیگی	تعلیمِ بالغاں	بڑوں کی تعلیم۔ بالغ افراد کو بنیادی تعلیم دینے کا ایک تدریسی طریقہ
بیمہ یا انشورنس	حادثہ یا نقصان کی صورت میں خاص رقم یا مالی معاوضہ	اصلاحات	ملکی امور میں بہتری اور ترقی کے لیے ترمیمی اقدامات
سوشل سیکورٹی	معاشرتی تحفظ	سوشلزم	افراد میں ملکی وسائل کی منصفانہ تقسیم کا نظریہ
مزارعین	مزارع کی جمع، دوسرے کی زمین پر کھیتی کرنے والا، کسان، کاشت کار	سالمیت	سلامتی، بقا، تحفظ
معیشت	کسی ملک کا معاشی نظام، مزدور، سرمایہ، پیداوار، اشیا و خدمات اور تجارت وغیرہ	ریفرنڈم	کسی حکومتی پالیسی یا قانون کے بارے میں عوام کی رائے معلوم کرنا
مسلم اُمّہ	مسلمان قوم، مسلمان اُمت	کابینہ	متعدد وزیروں پر مشتمل مجلس
دیباچہ	کسی کتاب کے ابتدا میں لکھے ہوئے الفاظ، ابتدائیہ، تمہید	آٹوموبائل کی صنعت	کاریں یا بسیں وغیرہ بنانے کی صنعت
منشیات	نشہ آور چیزیں	بیوروکریٹس	دفتری سربراہان، اعلیٰ سرکاری عہدے داران
نجکاری	کسی سرکاری یا نیم سرکاری ادارے کو نجی ملکیت میں دینا	ٹیکنوکریٹس	تکنیکی ماہرین، سائنسدان، انجینئرز، ماہرین معاشیات یا کسی خاص علم میں مہارت رکھنے والے افراد
روشن خیالی	نئے خیالات یا سوچ	اعتدال پسندی	میانہ روی، معاملات میں توازن رکھنا

باب 6

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
خارجہ پالیسی	کسی ملک کے دوسرے ممالک سے تعلقات قائم کرنا	گندھارا تہذیب	پشاور، ٹیکسلا، تخت بائی، سوات، دیر اور چارسدہ وغیرہ کے علاقوں پر مشتمل ایک قدیم تہذیب
راہداری	راستے کا محصول، اجازت نامہ، گزرگاہ	ترجیحات	بہتری کے لیے اقدامات کی درجہ بندی
فروغ دینا	ترقی دینا، بڑھانا، توسیع کرنا	اقتدارِ اعلیٰ	حاکمیت، تمام اختیارات کا سرچشمہ، برتر اختیار
بقائے باہمی	زندگی گزارنے کے لیے ایک دوسرے پر انحصار	کشیدہ کاری	کپڑے پر پھول، بیل بوٹے کی کڑھائی کا کام

ثقافت	طرزِ زندگی، کسی قوم کی عادات، افعال، خیالات، رسوم اور اقدار وغیرہ	حقِ خود ارادیت	ملک میں عام لوگوں کی پسند کے مطابق حکومت اور دیگر اداروں کی تشکیل
شاہراہِ ریشم	پاکستان کو چین سے ملانے کا زمینی راستہ	اٹوٹ انگ	جدا نہ ہو سکنے والا حصہ، جزوِ لازم
لائن آف کنٹرول	مقبوضہ جموں وکشمیر کو پاکستان کے زیرِ انتظام آزاد کشمیر سے الگ کرنے والی سرحد	نخلستان	کھجور کے درختوں کا باغ
پارچہ بافی	کپڑا بُننے کا کام یا پیشہ	تشویش ناک	پریشان کن
انفراسٹرکچر	بنیادی ڈھانچہ جیسے سڑکیں، پُل، سکول، ہسپتال، دفاتر، ٹرانسپورٹ وغیرہ	ویٹو (Veto)	اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کے پانچ مستقل ارکان چین، فرانس، روس، برطانیہ اور امریکا کا کسی قانون یا قرارداد کو رد کرنے کا حق

باب 7

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اہداف	ہدف کی جمع، مقصد، نشانہ، منزل	پس ماندہ	ترقی سے محروم، پیچھے رہ جانے والا
عدمِ استحکام	خراب حالات، استحکام کا نہ ہونا	میٹرک ٹن	ایک ہزار کلوگرام
مصنوعات	بنائی ہوئی اشیا، تیار کردہ سامان، چیزیں	تخمینہ	کسی چیز کا لگایا ہوا اندازہ، جانچ، پرکھ
سنگین	تکلیف دہ، اذیت ناک، خوف ناک	استفادہ کرنا	فائدہ اٹھانا، نفع پانا
سبسڈی	حکومت کی طرف سے امداد، رعایت	کمبائن ہارویسٹر	فصل کی کٹائی کی مشین
مون سون	برسات کا موسم	ہیکٹر	2.47 ایکڑ یا دس ہزار مربع میٹر کے برابر رقبہ
کیوسک (Cusic)	28.317 لیٹر پانی جو ایک مقام سے فی سیکنڈ میں گزرے	ڈیم	آبپاشی اور بجلی پیدا کرنے کے لیے استعمال ہونے والا پانی کا ذخیرہ
بیراج	دریا پر باندھا ہوا بند، پُشتہ	سیراب کرنا	کھالوں سے کھیتوں کو پانی دینا
کسٹم ڈیوٹی	حکومت کی طرف سے اشیا کی درآمد پر لگایا گیا ٹیکس	زرِ مبادلہ	کسی ملک کے زر کو دوسرے ملک کے زر کے ساتھ تبدیل کرنا (غیر ملکی کرنسی)
ریان	مصنوعی ریشم، نقلی ریشم	ہَب (Hub)	مرکز، محور، اہم حصّہ
ٹرمینل	رکنے کی جگہ، اڈا	ترسیل	بھیجنا، ارسال، روانگی
کاریز	آبپاشی کے لیے زیرِ زمین پانی کی نالیاں	خوردنی تیل	کھانے والا تیل
شیل گیس (Shale Gas)	پرت دار چٹان سے نکلنے والی گیس	خشک گودی	بڑے شہروں میں وہ جگہ جہاں سے سامان براہِ راست سمندری جہازوں کے لیے محفوظ کرایا جائے

باب 8

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
گنجان آباد	زیادہ آبادی والا (علاقہ یا بستی وغیرہ)	ملین	دس لاکھ کے برابر
مردم شماری	ملک کے باشندوں کو گننے کا عمل، آبادی کی تعداد کا شمار یا گنتی	صنف	نوع، جنس، قسم
قدامت پسند	روایت پسند، پرانی روایات کا ماننے والا	اجرک	صوبہ سندھ میں استعمال ہونے والی ایک ثقافتی چادر
گھمبیر	پیچیدہ، اُلجھا ہوا	غیر نصابی	جو نصاب میں شامل نہ ہو
دیوسائی	دیو کی سرزمین، گلگت بلتستان میں دنیا کی بلند ترین سطحِ مرتفع	سیاح	سیر و سیاحت کرنے والا
بندھن	ربط، رشتہ، تعلق	سنسکرت	آریاؤں کی قدیم زبان
تشخص	انفرادیت، پہچان، امتیاز	ترویج	رواج، شہرت، چلن، اشاعت
تخلیق کار	کوئی فن پارہ وجود میں لانے والا (مصنف، مصور وغیرہ)	عظمتِ رفتہ	ماضی کی شان و شوکت
بیت المال	اسلامی حکومت کا خزانہ، شاہی خزانہ	بعثت	پیغمبر بنا کر بھیجے جانے کا عمل، رسالت، رسالت کا زمانہ
ساکھ	عزّت، آبرو، نیک نامی، وقار	کمیونٹی	ایک جیسے لوگوں کا گروہ، برادری، قوم
صنفی امتیاز	عورت اور مرد کو جنس کی بنیاد پر کم تر یا برتر قرار دینا	صَرف کرنا	خرچ کرنا

کتابیات (Bibliography)

-1 تحریکِ پاکستان کے فکری مراحل، سرفراز حسین مرزا، نظریۂ پاکستان ٹرسٹ لاہور، 2009ء

-2 قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ: ماہ و سال کے آئینے میں، ہمایوں ادیب، نظریۂ پاکستان ٹرسٹ لاہور، 1995ء

-3 قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ اور اقلیتیں، محمد حنیف شاہد، نظریۂ پاکستان ٹرسٹ لاہور، 2008ء

-4 تاریخِ پاکستان (1947-2008ء)، شیخ محمد رفیق، سٹینڈرڈ بک سنٹر، لاہور

-5 تاریخِ پاکستان، پروفیسر محمد عبداللہ ملک، قریشی برادرز، لاہور

-6 پاکستان اکنامک سروے (20-2019ء)، جاری کردہ حکومتِ پاکستان

-7 سروے آف پاکستان، جاری کردہ وزارتِ دفاع، حکومتِ پاکستان

-8 مردم شماری رپورٹ 2017ء، جاری کردہ شماریات ڈویژن، حکومتِ پاکستان

9- Issues in Pakistan's Economy, S. Akbar Zaidi, Oxford University Press

10- Crop Management in Pakistan with Focus on Soil and Water, Dr.Sardar Riaz Ahmad Khan, Agriculture Department, Government of the Punjab

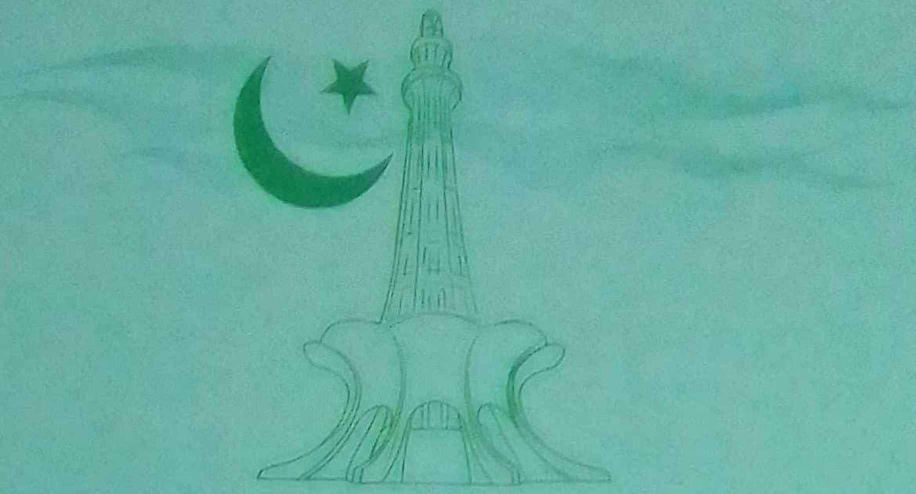

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد   کِشورِ حسین شاد باد
تُو نشانِ عزمِ عالی شان   ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سرزمین کا نظام   قُوّتِ اُخُوّتِ عوام
قوم ، مُلک ، سلطنت   پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد

پرچمِ ستارہ و ہلال   رہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی، شانِ حال   جانِ استقبال
سایۂ خدائے ذُوالجلال

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور